

ضامن القرآن

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی

شاه ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	:	ضار القرآن
مصنف	:	ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی
سال طباعت	:	۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء
صفحات	:	۵۶۰
قیمت	:	۳۰۰ روپیے
کمپوزنگ	:	تبریز عالم قاسمی
مطبوعہ	:	اقرائے کمپیوٹر سینٹر، اوکھلا، نئی دہلی، ۲۵۔
ناشر	:	جے، کے، آفیٹ جامع مسجد دلی، ۲۔
	:	شاہ ولی اللہ انسی شیوٹ، ڈی ۳۲، ابوالفضل انگلیو،
	:	اوکھلا، نئی دہلی، ۱۱۰ ۰۲۵۔

فہرست مختصر

نمبر شمار	مضامین	صفحات	نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	پیش لفظ	۸	۲۳۲	۱۳-رعد	۱۶
۲	کچھ مصنف کے بارے میں	۱۵	۲۳۰	۱۳-ابراهیم	۱۷
۳	دینی اچھے	۱۹	۲۳۳	۱۵-حجر	۱۸
۴	۱-فاتحہ	۲۳	۲۵۵	۱۶-نحل	۱۹
۵	۲-بقرہ	۲۳	۲۷۱	۷-اسراء (بنی اسرائیل)	۲۰
۶	۳-آل عمران	۲۹	۲۸۲	۱۸-کہف	۲۱
۷	۴-نساء	۹۵	۳۰۱	۱۹-مریم	۲۲
۸	۵-ماائدہ	۱۱۵	۳۰۸	۲۰-طہ	۲۳
۹	۶-انعام	۱۳۱	۳۲۰	۲۱-انبیاء	۲۲
۱۰	۷-اعراف	۱۵۵	۳۳۲	۲۲-حج	۲۵
۱۱	۸-انفال	۱۷۰	۳۳۰	۲۳-مؤمنون	۲۶
۱۲	۹-برأة (توبہ)	۱۷۷	۳۵۱	۲۳-نور	۲۷
۱۳	۱۰-یونس	۱۹۰	۳۵۸	۲۵-فرقان	۲۸
۱۴	۱۱-ہود	۱۹۸	۳۶۳	۲۶-شعراء	۲۹
۱۵	۱۲-یوسف	۲۱۰	۳۶۹	۲۷-ثعلب	۳۰

۳۷۸	ق-۵۰	۵۲	۳۷۶	قص-۲۸	۳۱
۳۸۰	ا-۵-زاریات	۵۲	۳۸۷	عکبوت-۲۹	۳۲
۳۸۳	طور-۵۲	۵۵	۳۹۰	روم-۳۰	۳۳
۳۸۵	خ-۵۲	۵۶	۳۹۵	لقمان-۳۱	۳۳
۳۸۸	ش-۵۲	۵۷	۳۹۷	سیده-۳۲	۳۵
۳۹۰	ر-۵۵	۵۸	۴۰۱	حزاب-۳۳	۳۶
۳۹۳	و-۵۶	۵۹	۴۰۵	سیا-۳۴	۳۷
۳۹۶	ح-۵۷	۶۰	۴۱۱	فاطر-۳۵	۳۸
۳۹۹	م-۵۸	۶۱	۴۱۷	شیئن-۳۶	۳۹
۴۰۰	ح-۵۹	۶۲	۴۲۲	حشت-۳۷	۴۰
۴۰۱	م-۶۰	۶۳	۴۲۲	ص-۳۸	۴۱
۴۰۳	ح-۶۱	۶۴	۴۳۶	زمر-۳۹	۴۲
۴۰۴	ج-۶۲	۶۵	۴۳۱	غافر(مومن)-۴۰	۴۳
۴۰۶	منافقون-۶۳	۶۶	۴۳۲	فصلت(حشم سیده)-۴۱	۴۳
۴۰۷	ت-۶۴	۶۷	۴۳۹	شوری-۴۲	۴۵
۴۰۸	ط-۶۵	۶۸	۴۵۲	زخرف-۴۳	۴۶
۴۱۰	ت-۶۶	۶۹	۴۵۹	دخان-۴۴	۴۷
۴۱۲	ل-۶۷	۷۰	۴۶۱	جاشیہ-۴۵	۴۸
۴۱۳	ق-۶۸	۷۱	۴۶۵	احفاف-۴۶	۴۹
۴۱۶	ح-۶۹	۷۲	۴۷۲	محمد-۴۷	۵۰
۴۲۲	ع-۷۰	۷۳	۴۷۲	فتح-۴۸	۵۱
۴۲۵	ن-۷۱	۷۴	۴۷۷	جرات-۴۹	۵۲

٥٣٨	مطففين-٨٣	٨٦	٥٢٦	٧٢-جن	٧٥
٥٥٠	انشقاق-٨٣	٨٧	٥٣٠	٧٣-نزل	٧٦
٥٥١	بروج-٨٥	٨٨	٥٣٣	٧٣-درث	٧٧
٥٥٢	طارق-٨٦	٨٩	٥٣٥	٧٥-قيامه	٧٨
٥٥٣	اعلیٰ-٨٧	٩٠	٥٣٨	٧٦-وهر	٧٩
٥٥٤	غاشیہ-٨٨	٩١	٥٣٠	٧٧-مرسلات	٨٠
٥٥٥	نجر-٨٩	٩٢	٥٣١	٧٨-نبا	٨١
٥٥٧	شمس-٩١	٩٣	٥٣٢	٧٩-ناظمات	٨٢
٥٥٩	قدر-٩٧	٩٣	٥٣٣	٨٠-عبس	٨٣
٥٦٠	عادیات-١٠٠	٩٥	٥٣٥	٨١-تکویر	٨٣
			٥٣٧	٨٢-انتظار	٨٥



پیش لفظ

قرآن کریم رشد و ہدایت کا وہ ابدی منج و سرچشمہ ہے، جسے خالق کائنات نے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت و نجات کے لئے نازل فرمایا ہے، اور اس کو قیامت تک کے لئے کسی قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری کسی اور پرنسپس ڈالی خود اپنے ذمہ لی ہے۔

رب کریم کا فرمان ہے کہ: "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ" (ہم ہی نے قرآن کو اتارا ہے، اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)۔

قرآن کے ابدی پیغام اور کتاب ہدایت ہونے کے باوجود آج کے دور کی طرح عہدو سطھی میں بھی اس کے تراجم و تفاسیر سے بے انتہائی غفلت بر تی گئی ہے، اسی عہد کے کچھ اس طرح کے واقعات مشہور ہیں کہ اکبر بادشاہ کے دربار میں جب علماء اور انگریز پادریوں کے مابین نہ ہی مباہث و مناظرے ہوتے تھے، تو انگریز پادری اپنی کج فہمی و لاغری کی وجہ سے قرآن کریم کے بعض واقعات و اندر اجاجات پر اعتراض کرتے تھے، تو ان کو معقول و مدلل جواب دینے کے بجائے بسا اوقات عہد اکبری کے علماء یہ کہہ دیتے تھے کہ یہ قرآن کریم میں موجود ہی نہیں ہیں، اور جب قرآن کریم کھول کر دیکھا جاتا تھا تو وہ حوالے نکلتے تھے۔

چونکہ انگریز پادری انگریزی ترجموں کی وجہ سے قرآن کے مباحث و مطالب سے خوب واقف تھے مگر افسوس ہمارے علماء قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر سے بے خبر تھے، جس کی وجہ سے انگریز پادریوں کے سامنے بے بس ہو جاتے تھے، چونکہ ان کی زیادہ تر توجہ فقہ اور منطق و فلسفہ کی طرف مروک تھی۔

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو قرآن کریم کے تین علماء کی بے تو جھی

و بے اقتضائی بلکہ مجرمانہ غفلت کا احساس تھا، خود حضرت شاہ ولی اللہ کے عہد میں (جو دراصل عالمگیر اور نگزیب کے اقتدار کے اختتام کا دور ہے) قرآن کریم سے اسلامیان ہند کا تعلق روایتی طور پر قرآنی آیات کی تلاوت تک ہی محدود تھا، اس کے سمجھنے سمجھانے اور اس میں غور و فکر کرنے کا ماحول قطعاً نہ تھا، عوام و خواص شیخ سعدی کی گفتات و بوستاں، مولانا روم کی مشنوی، شیخ فرید الدین عطار کی منطق الطیر اور مولانا جامی کی یوسف زیجنا اور فتحات الانس ہی کو اپنی اپنی مجلسوں و مغلتوں میں حلقة بنانے کا کر پڑھتے تھے اور جھوٹتے تھے، اور ان ہی کتابوں کو پڑھنے پڑھانے کو ذریعہ نجات تصور کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس بیمار ذہنیت کے خلاف عملی قدم اٹھایا اور ”فتح الرحمن“ کے نام سے قرآن کریم کا عام فہم و سلیس فارسی ترجمہ کیا اور اصول تفسیر پر بھی کتاب تصنیف کی۔

ماضی میں بعض علماء نے قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر لکھنے کا اہتمام ضرور کیا تھا، مگر یہ کام کوئی منصوبہ بند طریقہ سے نہیں کیا گیا تھا، غالباً ان کے پیش نظر کوئی طویل المیعاد منصوبہ بھی نہیں تھا، البتہ وقتی جذبہ ضرور کا رفرما تھا، جو ہر مومن کے دل میں موجز ن ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے، جنہیں مجد و وقت ہونے کا شرف حاصل تھا، ایک وسیع پیمانے پر رجوع الی القرآن کی تحریک چلائی اور قرآن فہمی و احکام شناسی کے ذریعہ مسلمانوں کے اخلاق و کردار اور نظر و فکر کی اصلاح کی مخلصانہ جدوجہد کی اور قرآن کریم سے مسلمانوں کا صدیوں سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے جوڑ دیا، یہ آپ کا سب سے بڑا تجدیدی کارنامہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی تحریک رجوع الی القرآن اس قدر منصوبہ بند تھی کہ آپ کے بعد بھی متحرک و فعال رہی، آپ کے عالی مقام صاحبزادوں نے بھی تحریک رجوع الی القرآن کو مزید ہمہ کیر و ہمہ جہت بنانے کی مخلصانہ سی بیان کی، آپ کے بڑے صاحبزادے سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جیسے نکتہ شناس اور دیدہ و مفسر و متكلم اسلام نے آپ کی تحریک کو بام عروج تک پہنچانے میں کلیدی روں ادا کیا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے فارسی زبان میں تفسیر ”فتح العزیز“ تصنیف کی اوزار میں قرآنی حقائق و معارف کا دریا بہاؤ یا، اس کے ساتھ ساتھ عوامی درس قرآن کریم کا ایسا شاندار اہتمام کیا جس میں صرف عوام ہی نہیں بلکہ نامور علماء اور قادار الکلام شعراء (مثلًا

شیخ ابراہیم ذوق دہلوی، حکیم مومن خان مومن اور مفتی صدر الدین آزر دہلوی) بھی شریک ہوتے تھے، اور فکر وی اللہ سے اکتساب فیض کرتے تھے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ رفع الدین محمد دہلویؒ نے جب محسوس کیا کہ فارسی زبان جو دراصل سرکاری زبان تھی، روپہ زوال ہے، اس کی جگہ اردو زبان لے رہی ہے، تو آپ نے نئے دور کے تقاضے کے مطابق قرآن کریم کا تحت اللفظ اردو ترجمہ کیا، اردو ترجمہ میں عربی جملے کی ترکیب اور ساخت کی بڑی پابندی کی، یہی لفظی رعایت اسی ترجمہ کی اصل روح ہے، اس کے باوجود زبان بہت ہی سادہ و شگفتہ ہے، اور عام فہم ہے، دراصل اس ترجمہ میں حضرت شاہ رفع الدین صاحبؒ کی علمی قابلیت سے زیادہ ان کے خلوص و تلمیحات کا دخل ہے۔

آپ کے تیسرے صاحبزادے امام المفسرین حضرت شاہ عبدالقدار محمد دہلویؒ نے بھی بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر نو خیز نو زائدہ اردو زبان میں با محاب و رحہ ترجمہ کیا، آپ کا ترجمہ "موضع قرآن" نہ صرف قدیم اردو یعنی معلیٰ کا نمونہ بلکہ مراد خداوندی کو صحیح صحیح ادا کرنے کے لحاظ سے بھی ترجمہ اپنے صاحب دل مترجم و مفسر کی الہامی بصیرت کا شاہکار ہے، آپ کے تفسیری فوائد بھی نہایت تھی عجیب و غریب حکیمانہ نکات و معارف پر مشتمل ہیں جو آج کے دور کے متزجمین و مفسرین کے لئے رہنمائی و آگاہی کے باعث ہیں۔

ان دونوں صاحبزادوں نے بھی تحریک رجوع الی القرآن کو آگے بڑھایا اور اس کو عوام و خواص میں مقبول و محبوب بنایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے نبی خانوادہ کے بعد آپ کے روحانی و فکری خاندان کا دور آتا ہے، آپ کے روحانی و فکری خانوادہ نے بھی "تحریک ولی اللہ اللہ" کو مصبوط و مستحکم کرنے میں تاریخ ساز رول ادا کیا ہے۔

ما بعد کے ان ولی اللہ فکر متزجمین و مفسرین اور علماء و مشائخ تفسیر میں "من موہن کی باقی" کے مصنف حضرت شاہ فضل رحمانؒ مرحوم آبادی، "ترجمہ شیخ الہند" کے مصنف شیخ الہند مولانا محمود حسن اسیر مالا، "علیۃ البیان فی تفسیر القرآن" کے مصنف مولانا احمد حسن محمد دہلوی، "تفسیر عثمانی" کے مصنف شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، "مشکلات القرآن" کے مصنف علامہ انور شاہ صاحب کشمیری، "بیان القرآن" کے مصنف حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی

تحانوی، "تفہیر شانی" کے مصنف مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امیر تری، "فتح الشان معروف بتفہیر حقانی" کے مفسر و مصنف مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی دہلوی، "غواہ القرآن" کے مصنف ڈپٹی نذیر احمد، "ترجمان القرآن" کے مصنف امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد، "ترجمہ فتح الحمید" کے مصنف مولانا فتح محمد جalandھری، "امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کا تعارف" کے مصنف مولانا عبد اللہ سندھی، "وضیح القرآن" کے مصنف مولانا وحید الزمال، "معارف القرآن" کے مصنف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، "تفہیر ماجدی" کے مصنف مولانا عبد الماجد دریا آبادی، "تفہیر بیان السجحان" کے مصنف مولانا عبد الداکم جلالی، "کشف الرحمن" کے مصنف سجان الہند مولانا احمد سعید دہلوی، "ترجمان القرآن" کے بانی، مدیر مولانا ابوالصلح سہرای مصلح ثم حیدر آبادی، "محاسن موضع قرآن" کے مصنف مولانا اخلاق حسین قاسمی ماہنامہ "یثاق" کے مدیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور آخر میں "ضمار القرآن" کے مصنف ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم فکر ولی اللہی کی روشنی میں تحریک رجوع الی القرآن کے پر جوش حامی و مبلغ تھے، آپ نے اپنی گرانقدر تصنیف "ضمار القرآن" کی ابتداء شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی معرکۃ الآراء تصنیف "الفوز الکبیر" کے ایک اہم اقتباس سے کی ہے، جس سے آپ کی حضرت شاہ صاحب سے ہنی و فکری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

آپ نے بھی ولی اللہی روایت کے مطابق قرآن فہمی کی تحریک کو مضبوط و مستحکم کرنے کی خاطر درس قرآن کریم کا بھی اہتمام کیا، جس میں ارباب علم و تحقیق شریک ہوتے تھے، اور آپ کے بیان کردہ تفسیری نکات و حقائق سے مستفیض ہوتے تھے۔

ڈاکٹر خالدی مرحوم نے اگرچہ تاریخ، ادب، اسلامیات اور دنی ادبیات پر بہت کچھ لکھا ہے اور وہ سب ملک و بیرون ملک کے موقر جرائد و رسائل میں چھپے بھی ہیں، مگر آپ کی تحقیق و تجویز کا اصل میدان مطالعہ قرآن، اور درس قرآن ہی رہا ہے، اور یہی آپ کا اصل ذوق و مذاق تھا۔

آپ نے "ضمار القرآن" کے علاوہ "الاشیاء والنظائر فی القرآن الکریم" اور "قرآن میں الکاف تشبیہ" جیسی اہم کتابیں تصنیف کیں ہیں، مگر یہ دونوں کتابیں اب تک زیور طباعت سے مزین نہ ہو سکیں ہیں، ان کے علاوہ "قرآن مجید میں بنائی الفاظ" اور "قرآن مجید کی رجایت انگیز آیتیں" کے نام سے تحقیقی مقالات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

غرضیکہ ڈاکٹر خالدی مرحوم..... کوئی مجهول و گمنام شخصیت کا نام نہیں ہے، جن کا تعارف

کرایا جائے، آپ اعلیٰ درجہ کے محقق، عظیم اسلامی اسکالر، عربی ادب و لغات کے ماہر اور صاحب طرز ادیب تھے، نصف صدی تک علم و تحقیق کے مردمیدان رہے ہیں، آپ کم و بیش (۳۰، ۳۲) اہم تحقیقی و تقدیمی کتابوں کے عظیم مصنف تھے، آپ کی بعض تحقیقی کتابیں ندوۃ المصنفوں دلی اور انجمن ترقی اردو ہند بھی مسند و معیاری اداروں سے چھپ چکی ہیں، اور ارباب علم و ادب کے حلقوں میں مقبول ہو چکی ہیں، مولانا عبدالماجد آبادی، مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی بھی آپ کے تحقیقی ذوق و تحریری سے متاثر تھے۔

پس نظر کتاب ”ضمار القرآن“ دراصل اس کا موضوع قرآنیات بھی ہے اور عربی ادب کے قواعد و خود صرف بھی ہے۔

قرآن کریم کی بعض ضمیر والی آیات کے معانی و مفہوم کا تعین کتنا مشکل امر ہے ہے ترجمہ و تفسیر سے وچکپی و شغف رکھنے والے اصحاب علم و فضل ہی جانتے ہیں کہ جب تک آیات میں استعمال ضمائر اور ان کے سیاق و سبق کا صحیح علم نہ ہو تو مقاصد تک رسائی بہت مشکل ہوتی ہے، بلکہ اکثر مفہوم ہی غلط ہو جاتا ہے، قرآنی آیات کے صحیح فہم و ادراک اور ان کو اپنے مقاصد پر باقی رکھنا ایمان کا حصہ ہے، اور ان میں ادنیٰ تسلیل موجب سزا ہے۔

ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم نے ضمائر اور مراجع کی تعین میں معتبر عربی کتب تفسیر سے مراجعت کی ہے، بدیٰ عرق ریزی، جگر کاوی اور وقت نظر و وسعت مطالعہ سے اصل منشاء خداوندی تک پہنچنے کی حقیقت و مقدور کوشش کی ہے، اور اپنی طرف سے کوئی رائے دینے کے بجائے قدیم تراظم و تفاسیر ہی پر انحصار کیا ہے، البتہ بعض بعض مقامات پر مراجع کی تعین میں جو بعض مترجمین و مفسرین کی طرف سے بے جا تکلف سے کام لیا گیا ہے، اس پر موصوف نے علمی انداز میں تقدیمیں کی ہیں، اور وہ باذن تقدیمیں ہیں۔

مرحوم نے اگرچہ ”دیباچہ“ میں از راہ بجز و اکسار تحریر فرمایا کہ یہ مقالہ مولوی یا اس سے اوپرچے درجہ کی تیاری کرنے والوں کے لئے نہیں لکھا گیا ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس تحقیقی کتاب سے علماء اور اساتذہ فنی ہی بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں، کم پڑھے لکھنے لوگوں کے لئے اس کتاب کو کما حقہ سمجھنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، چونکہ فاضل مصنف نے عموماً ایک ایک ضمیر کے مراجع کے سلسلہ میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں، اور ان اقوال میں جو لطیف معنوی فرق ہے، اس کو واضح

کرنے میں بڑی تفسیری گہرائی و گیرائی کا ثبوت دیا ہے۔

اسی طرح موصوف نے افادات القرآن کی تحقیق میں بھی اپنی غیر معمولی عربی دانی اور تحریکی کا ثبوت دیا ہے، میں نے یہ بات یوں بھی نہیں بیان کی ہے، بلکہ مجھے مصنف کے بیان کردہ بعض الفاظ کی تذکیر و تائیث کی صحت و عدم صحت کے متعلق عربی قوامیں اور عربی محاورات کی کتابوں سے رجوع کے دوران اندازہ ہوا کہ مصنف ضمائر القرآن نے قرآنی الفاظ کی تذکیر و تائیث کی تعین کے باب میں کوئی دعویٰ بلا دلیل نہیں کیا ہے، بلکہ آپ کی تحقیق و جستجو کی پشت پر مضبوط دلیل اور برہان قاطع موجود ہے۔

میں نے لفظ "لمة" اور لفظ "ذهب" کی تحقیق کے دوران مصنف کی دقت نظری کو شدت سے محسوس کیا، جس کا ذکر حواشی میں کر دیا ہے، اسی طرح لفظ "ضیف" کے متعلق مصنف کی رائے بالکل صائب و درست ہے، اور قوامیں اور عربی محاورات آپ کی رائے کے موئید ہیں۔

ڈاکٹر خالدی مرحوم نے ضمائر اور ان کے مراجع کے تعین کے بعد "توضیح"، "اعتباہ" اور "شرح" کے عنوانات سے آیات کی تشریحات و توضیحات بیان کیں ہیں، اور ان آیات قرآنی کی تفسیری توضیحات و تشریحات کے بیان میں، مشہور اردو تراجم و تفاسیر میں تفسیر عثمانی (ترجمہ حضرت شیخ الہند محمود حسن)، ترجمان القرآن (مولانا ابوالکلام آزاد)، ترجمہ فتح الحمید (مولانا فتح محمد جالندھری)، تفہیم القرآن (سید ابوالاعلیٰ مودودی) اور تفسیر ماجدی (مولانا عبدالمajid دریا آبادی) سے بھرپور استفادہ کیا ہے، اس اعتبار سے مجموعی طور پر یہ کتاب اپنے موضوع اور فن میں منفرد اور مستند کتاب ہو گئی ہے، میری ناقص رائے میں اردو زبان میں ضمائر القرآن کے موضوع پر یہ واحد کتاب ہے، جو مأخذ و مصادر کی حیثیت سے آئندہ امت کو کام آئے گی۔

"ضمائر القرآن" کی فنی اہمیت و افادیت کے پیش نظر یہ معرکۃ الاراء تھنیف، "شاہ ولی اللہ انسی شیوٹ" نئی دہلی کے زیر اہتمام شائع کی جا رہی ہے، "شاہ ولی اللہ انسی شیوٹ" نئی دہلی کے قیام کے مقاصد و اہداف میں ایک اہم مقصد قرآنیات کے موضوع پر لکھی ہوئی کتابوں کی اشاعت و ترویج بھی ہے۔

اسی عظیم مقصد سے یہ مستند معتبر کتاب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔
بڑی ناپاسی ہو گی کہ اگر میں اپنے کرم فرم اور علوم قرآنی سے دلچسپی رکھنے والے

بزرگ سائنس دان ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب دہلوی کا شکریہ ادا نہ کروں، جن کی وساطت سے ضمائر القرآن کو بغور پڑھنے کا موقع ملا، اور انہی کی فرمائش پر مصنف علام کے لاکن وفاقی اور سعادت مند صاحبزادے ڈاکٹر عمر خالدی صاحب (جنہیں، میں نے اپنی تصنیف سے زیادہ اپنے والد مرحوم کی تصنیف کی اشاعت پر تو تحکم کے لئے فکر مند پایا ہے) سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اگرچہ ڈاکٹر عمر خالدی صاحب پہلے سے میری کتابوں کے حوالے سے مجھ سے واقف تھے، مگر میں ان سے ناواقف تھا، انہوں نے پہلی ملاقات ہی میں ایسی محبت آمیز گفتگو کی کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں برسوں سے ان سے آشنا تھا۔

انہوں نے بھی ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب کی طرح اس کتاب کی اشاعت پر زور دیا، میں ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کر سکا، پھر تو انہوں نے فون اور خطوط کے ذریعہ سے اس قدر تقاضا کیا کہ میں نے ان کے مسلسل تقاضوں سے مجبور ہو کر ”ضمائر القرآن“ کی تصحیح، تثبیح اور تعلیق کا کام شروع کر دیا، مگر یہ کام کافی محنت طلب اور وقت طلب تھا۔

میں، حضرت مولانا نعید الزمان کیرانوی صاحب مرتب ”القاموس الوحید“ کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے لغات کی تحقیق میں بھرپور تعاون کیا اور اپنی ڈاٹی لابریری سے عربی لغات کی کتابیں عنایت فرمائیں۔

مجھے یہ بھی احساس ہے کہ اگر برادر محترم مولانا مفتی احمد نادر القاسمی صاحب کی معاونت شامل نہ ہوتی تو اتنی جلدی اس کی اشاعت ممکن نہ ہوتی، میں ان کا بھی صمیم قلب سے شکر گزار ہوں، میں اپنے عزیز مولوی تبریز عالم قاسمی کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑی محنت لوگن اور باریک بنی سے قرآنی آیات کی کپوزنگ کی ہے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی مرحوم کی اس خدمت کو قبول فرمائے، اور امت کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمين۔

عطاء الرحمن قاسمی

چیئر مین

شاہ ولی اللہ انسی ثبوث

تاریخ ۲۸ نومبر ۲۰۰۲ء

ڈی ۳۲، ابوالفضل انگلیو، اوکھلا، نئی دہلی۔

کچھ مصنف کے بارے میں

ہمیں بہت کم خاندان ایسے میں گے جن کو اپنی سابقہ تین چار پستوں سے زیادہ کی معلومات ہوں، جھٹلی تین چار پستوں سے متعلق بھی بعض کو صرف ناموں ہی کا علم ہوتا ہے، ان کے پیشے، مشاغل اور دیگر احوال سے واقفیت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، ہر چند کہ بعض کے یہاں تحریری طور پر یا سینہ بہ سینہ سلسلہ نسب کی مکمل معلومات محفوظ ہوں، بہر حال زیادہ تفصیلات میں گئے بغیر محترم خالدی مرحوم کے آباء و اجداد کے بارے میں اس حد تک علم ہے کہ وہ لوگ چودھویں صدی عیسوی میں محمد بن تغلق کے عہد میں چودھ سو پالکیوں کے ساتھ دکن کا رخ کئے تھے، اور اکثر کا تعلق اہل سیف سے تھا، چنانچہ نواب ناصر الدولہ (۸۲۹ء، ۷۴۵ء) کے دور میں آپ کے جدا علی عبد اللہ حیدر خان فوج میں سلح دار تھے، کسی وجہ سے انہوں نے فوج کی ملازمت ترک کر دی، اور اس واقعہ سے اہل خاندان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، عبد اللہ حیدر خان کے بیٹے حسین خان تھے، اور حسین خان کے ولگے کا نام محمد علی تھا، جو سیاہ قام ہونے کی وجہ سے کلن خان یا کالے خان کے نام سے مشہور ہوئے، ان کا پیشہ تجارت تھا، جو کچھ پونچی کمائی تھی اس سے حج کرنے والے روانہ ہو گئے، ۱۸۰۶ء میں حج سے واپس ہونے کے بعد کار و بار چھوڑ دیئے اور توکل کی زندگی بر کرنے لگے، عزیز و اقارب، دوست، احباب حاجی صاحب یا کالے شاہ کے نام سے پکارتے تھے، کالے شاہ کے ولگے کے تھے، ایک کا نام محمد حسین خان تھا، اور دوسرے کا احمد خان، یہی محمد حسین خان میرے وادا تھے، جنہوں نے اپنے بڑے کنبے کی پرورش اور گزر بر

کے لئے جلوخانہ سے قریب لارڈ بازار (چار مینار) میں ایک چھوٹی سی دکان کھول رکھی تھی، ان کے ذکر و اناش ملا کر چودہ بجے، جن میں آٹھ بجے خوراک کی کمی یا طبی سہولتوں کی عدم موجودگی کے باعث پیدا ہوتے ہیں، اور بعض شیر خواری ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے، بقید حیات سلامت رہنے والوں میں ترتیب وار غلام مجی الدین (خوشنویس سنترل ریکارڈ آفس) محمد سیف الدین عرف غلام غوث خان ان کے بعد محمد شرف الدین اور غلام محمد درمیان میں دو بہنسیں تھیں تھوڑی سی عمر پا کر انتقال کر گئیں۔

یہ تھے میرے والد مرحوم۔ ان کا نام محمد شرف الدین حیدر آباد کے مشہور ولی اللہ حضرت بابا شرف الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۸۶ء) سے ان کے والدین کی عقیدت پر رکھا گیا، ان کی درگاہ پہاڑی شریف کے نام سے مشہور ہے، اور حیدر آباد شہر کے جنوب میں ایک اوپنجی پہاڑی پر واقع ہے۔

گوکر ان کا نام محمد شرف الدین رکھا گیا تھا، لیکن وہ بعد میں ابوالنصر محمد خالدی کے نام سے مشہور ہوئے، نام کی اس تبدیلی کی داستان بھی دلچسپ ہے، جو آگے آئے گی، حال حال تک ہمارے ملک میں عموماً اور متوسط اور غریب خاندانوں میں خصوصاً باضابطہ تاریخ پیدائش درج نہیں کی جاتی تھی، زیادہ سے زیادہ قمری ہجری مہینے کی تاریخ یاد رکھی جاتی تھی۔ ہمارے یہاں بھی یہی ہوا۔ چنانچہ میرے والد کو اپنا سن پیدائش معلوم نہ تھا۔ ایک بار انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ ان کے والد، یعنی ہمارے دادا کا خیال تھا کہ وہ طغیانی موسیٰ ندی ۱۹۰۸ء میں جو ماہ ستمبر میں آئی تھی اس وقت ان کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی، اس حساب سے وہ غالباً ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ لیکن بعد کی تعلیمی اسناد میں سن ولادت ۱۹۱۶ء درج ہو گیا یا کر دیا گیا۔

میرے والد کی ابتدائی تعلیم مقامی درس گاہ میں ہوئی، رضائی خالو رحیم الدین مرحوم سے اتنی اردو سیکھ لی تھی کہ فارسی شروع کرنے کے قابل ہو گئے، درجہ ہفتتم کے فارسی نصاب کی حد تک استعداد پیدا کر لی، پھر مدرسہ دارالعلوم میں شریک ہوئے جہاں سے ۱۹۲۸ء میں میزک کیا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں جامعہ عثمانیہ سے لی، اے کی ڈگری لی، اس کے دو سال بعد ۱۹۳۶ء میں تاریخ

اسلام میں ایم۔ اے کی ذگری حاصل کر لی۔

زمانہ طالب علمی، والد مرحوم نے حیدر آباد کے علماء، صوفیاء اور شعراء اور ادباء کی صحبت میں گذارا، ان کی اردو، عربی، فارسی اور اسلامیات سے شغف اور مطالعہ کا ذوق دیکھتے ہوئے مشہور شاعر حضرت صفحی اور نگ آبادی مرحوم نے ان کو ابوالنصر کا خطاب دیا۔ اسی کنیت کی نسبت سے احباب ”فارابی“ پکارنے لگے، آگے چل کر جامعہ عثمانیہ کے ایک استاد نے حضرت خالد بن ولید کی نسبت سے ”خالدی“ کے خطاب سے نوازا، خصوصاً اس وجہ سے کہ والد مرحوم کو تاریخ اسلام سے گہری دلچسپی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ میں ملازمت مل گئی جو بعد میں شعبہ تاریخ جامعہ عثمانیہ میں منتقل کردی گئی، میرے والد مرحوم جولائی ۱۹۳۶ء میں تعلیمی وظیفہ پر قاہرہ کی مشہور یونیورسٹی ”جامعہ فواد لا اول“ میں داخل ہوئے، جہاں سے انہوں نے ۱۹۲۹ء میں ذی، لٹ یعنی دکتورالآداب کی ذگری حاصل کی، اس کے بعد وہ حیدر آباد لوٹے اور جامعہ عثمانیہ میں اپنے عہدہ پر فائز ہو گئے۔

تاریخ ہندو دکن، تاریخ اسلام، دکنی زبان و ادب اور قرآنیات وغیرہ آپ کی دلچسپی کے موضوعات تھے، آپ کے مفاسیں و مقالات علمی جرائد و رسائل میں شائع ہوتے رہتے تھے، آپ کی مطبوعہ کتابیں ۳۰ تریں ہیں، ان کے علاوہ غیر مطبوعہ کتابیں ۱۲ ہیں، ان مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کی فہرست میری مرتبہ کتاب شمع فروزان (حیدر آباد: عربی اینڈ شس، ۱۹۹۲ء) میں دیکھی جاسکتی ہے۔

والد مرحوم جامعہ عثمانیہ سے سن ۱۹۲۷ء میں تدریسی خدمات سے سبد و شش ہوئے، وظیفہ کے بعد بابا کی تمام دلچسپیاں مطالعہ قرآن پر ہی مركوز ہو گئیں، باوجود خوبی صحبت اور ضعیف العری وہ قرآنیات کے مطالعے میں معروف رہتے تھے، اور قرآنیات سے متعلق نئی کتابوں کے متلاشی رہتے تھے۔ ان کی وہ تصنیف جوان کی حیات میں چھپ نہ سکیں اس میں سرفہرست ”الاشاہ والظائر فی القرآن الکریم اور ضمائر القرآن“ شامل ہیں۔

میرے والد کا آخری خط جو میرے نام انہوں نے لکھا تھا وہ ان کے آخری دنوں کی

دیپسی کا صحیح غماز ہے، انہوں نے کہا ہے:
اللہ کا احسان ہے تمہارے توسط سے ایک تمنا برآئی، کل ۲۸ راکٹو بر ۱۹۸۵ء الجماں
(ایک عربی کتاب کا عنوان) کا نسخہ ملا، جزاک اللہ فی الدارین، اللہم اجعل عبدک
نصر اللہ عمر من الصالحین الأخیار! انشاء اللہ ذر اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو جاؤں تو
قرآن فہی میں مدد و معاون ایک اور تالیف تیار ہو جائے گی، اللہ قبول فرمائے۔

والسلام

محمد خالدی

خط لکھنے کے پانچ روز بعد ان کی وفات ۳ نومبر ۱۹۸۵ء کو ہوئی، والد مرحوم کیوصیت
پر عمل کرتے ہوئے میں نے ان کی کتاب ضمائر القرآن ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹۸۴ء میں انجمن تاریخ
حیدر آباد اور اسلامک آئیڈی، نئی دہلی سے شائع کی، لیکن مطبع نے چھپائی میں اتنی غلطیاں کیں کہ
کتاب کو اغلاط کے ساتھ اور وہ بھی قرآنی آیات کی غلطیوں کے ساتھ منظر عام پر لانا مناسب نہ
سمجھا، ڈاکٹر محمد نصیب قریشی صاحب دہلوی کی اعانت سے مولانا عطاء الرحمن قاسمی صاحب سے
ملقات ہوئی، حضرت مولانا عطاء الرحمن قاسمی فاضل دیوبند ہیں، یہ ان کی مہربانی اور لطف و کرم
سے کتاب کی مکمل تصحیح ہوئی اور اب آپ کے سامنے ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ ڈاکٹر قریشی اور مولانا عطاء الرحمن قاسمی کی کوششیں
شر آور ہوئیں، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو اجر عظیم عطا کرے۔

ڈاکٹر عمر خالدی

۷ ربیعہ ۱۴۰۶ء

دیباچہ

قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو یہ آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی ہدایت زبان و مکان سے محدود نہیں، یہ ہر انسان کے لئے ہے، اور مطالعہ کرنے سے پہلے یہ تو معلوم ہی تھا کہ قرآن عربی زبان میں ہے، اس لئے اس کے معنویات و مندرجات کا مفہوم و مطلب کا حصہ سمجھنے اور ان کے معنی متعین کرنے کے لئے عربی زبان و ادب سے واقفیت ناگزیر ہے، ظاہر ہے، کہ ”قرآن عربیا“ کے ”غیر ذی عوج“ معنی و مفہوم و مطلب کا دار و مدار اہل عرب کے طریقہ تکلم کے مطابق ہوتا چاہئے۔

جو لوگ قرآن کو ”تنزیل العزیز الرحیم“ مانتے ہیں، ان کے ایمان اور اس پرمنی دستور اعلیٰ کی پہلی اور بنیادی کتاب قرآن ہی ہو سکتی ہے اور چودہ سو سال سے فی الواقع رعنی بھی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ اختلاف احوال و ظروف کے لحاظ سے کسی دستور کی تشریع و تعبیر کا میدان خواہ کتنا ہی وسیع ہو وہ بہر حال دستور کی زبان اس کے الفاظ اس کے جملوں، اس کے محاوروں اور اس کے اسلوب سے محدود ہی رہے گا۔

عرب جس فنی بیان سے بخوبی واقف تھوڑہ صرف رجز و شعر تھا، کاہنوں کے کچھ ابہامی فقروں یا خطیبوں کے چند حکیمانہ جملوں کی ان کی تہذیبی زندگی میں کوئی قابلِ لحاظ حیثیت نہیں تھی، دوران تنزیل کے ایک ناقد عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے قرآن کی قدر کاٹھیک ٹھیک اندازہ کرتے ہوئے کہا تھا: ”والله ما ہو بالشعر ولا بالسحر ولا بالکہانہ۔“

قرآن کریم کے طریقہ بیان اور اس کے طرز تناول کے سلسلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے: ”قرآن مجید کو ابواب و نصوص میں اس طرح مرتب نہیں کیا گیا ہے کہ ہر سمت ایک جدا گانہ باب یا نصل میں بیان کیا جاتا، قرآن کو ہم کو مکتوبات کے مجموعہ کی طرح فرض کرنا چاہئے جس طرح کہ باذشاہ اپنی رعایا کو وقت کی ضرورت کے مطابق ایک فرمان لکھتا ہے، اس کے بعد دوسرا، پھر تیسرا، تا آنکہ کئی فرائیں جمع ہو جاتے ہیں، اور کوئی شخص ان کو جمع کر کے ایک مجموعہ مرتب کرتا ہے، چونکہ سورتوں کا اسلوب شاہی فرائیں کے طریقے سے پوری مناسبت رکھتا تھا، اس لئے سورتوں میں بھی اسی طریقہ کی رعایت رکھی گئی ہے، جس طرح بعض مکتب خدا کی حمد سے شروع کئے جاتے ہیں، بعض غرض کے بیان سے، بعض کاتب یا مکتب الیہ کے نام سے اور بعض رقعے اور مشق عنوان کے ہوتے ہیں، بعض طویل اور بعض قصیر ہوتے ہیں، اسی لئے بعض سورتیں اسی طرح کی ہیں، (الفوز الکبیر، تیسرا باب)۔

قرآن کے اس فرمانی، خطیبانہ، تقریری اسلوب بیان کی ایک خصوصیت یہ ہے: ”اخلاقی ہدایتیں، شرعی احکام، دعوت، نصیحت، عبرت، تنبیہ، ملامت، بشارت، تسلی، دلائل و شواہد، تاریخ قصے اور آثار کائنات کی طرف اشارے بار بار ایک دوسرے کے بعد آرہے ہیں، ایک ہی مضمون مختلف طریقوں سے مختلف پیرايوں میں بار بار دہرایا جاتا ہے، ایک مضمون کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اچانک شروع ہو جاتا ہے، بلکہ ایک مضمون کے پیچ میں دوسرا مضمون یا کا کیک آ جاتا ہے، مخاطب اور مشکلم بار بار بدلتے ہیں، اور خطاب کا رخ رہ رہ مختلف سمتوں میں پھرتا رہتا ہے۔“ (تفہیم القرآن کے مقدمہ کا اقتباس)۔

”چینی یا آریائی زبانیں بولنے والوں کے لئے ایک سماں عربی زبان کی اشتقاقی و اعرابی (نحوی) دشواریوں سے قطع نظر قرآن کے محاضراتی، مکالماتی، خطیبانہ انداز بیان میں خبروں کا انتشار معمولی دشواری نہیں ہے، حال یہ ہے کہ ایک ہی آیت میں کئی کئی

خبریں واحد و جمع یا مونٹ و مذکور اس طرح آجاتی ہیں کہ مراجع کی تلاش با معان نظر ہی معلوم ہو سکتی ہے، حد و انتہا یہ کہ: ایک ہی آیت بلکہ جز، آیت کے انداز ایک ہی خبر کا مرجع ابھی پچھہ تھا، ابھی پچھہ اور ہو گیا۔ (تفسیر ماجدی کے اقتضایہ سے)۔

قرآن کے معربوں اور مفسروں نے مدرسوں کی مشکلیں آسان کرنے کے لئے جو غیر معمولی قابل رشک کوششیں کی ہیں، ان میں خبروں کے مراجع کی توجیہ بھی شامل ہے، ان بزرگوں نے جہاں کسی خبر کے مراجع میں اختلاف ہو سکتا تھا وہاں اس کی تشرع کی چیز، لکھا ہے کہ: ابو بکر محمد بن القاسم (۳۲-۹-۱۲) جیسے مصنف جنہوں نے ”كتاباني تعين الصيارات الواقعية في القرآن“، جسمی کتاب لکھی (افسوس ہے کہ یہ کتاب اب قابل حصول نہیں رہی)۔

قرآن کی مدرسیں میں ان مضامین کے سیاہ کرنے والے کو بھی وہ دشواریاں پیش آئیں جو اس جیسے کم سواد مشا لقین قرآن کو پیش آتی ہیں، از آں جملہ خبروں کے مراجع کی توجیہ بھی تھی اس لئے آئندہ اور اق میں آئی ہوئی صرف ان چند ہی خبروں کے مراجع کی وضاحت کی گئی ہے جہاں ان کے تعین میں ایک سے زائد اقوال ہیں۔

یہ مقالہ مولوی یا اس سے اوپر درجہ کی تیاری کرنے والوں کے لئے نہیں لکھا گیا ہے، اس کے مخاطب وہ لوگ بھی نہیں جو ابن الحاچب (۵۶۲-م) مع شروح و حواشی درسا درس اپڑتے ہیں۔

یہ مقالہ عبد اللہ اسماعیل سلمہ، نصر اللہ عمر سلمہ اور ان جیسے جدید تعلیم پانے والوں کے لئے ہے جو عربی سے نا آشنائیں اور قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے وقت ضرورت عربی طریقہ تکلم جانے کے لئے رائحت کی عربی گرامر سے مدد لیتے ہیں۔

جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ معنیٰ میری تصنیف تو ہے ہی نہیں، اپنی تالیف کہنا بھی غالباً درست نہیں، صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجموعہ بالا موضوع کے سلسلہ میں پچھلے بزرگوں نے جو کچھ کوشش کی تھی ان میں سے چند کے نتائج اپنی دلکشی (عقلانی) اردو میں لکھا

کر دیتے ہیں، اس پر کچھ اضافہ نہیں کر سکا، البتہ جس مقام پر میں کسی تاویل سے اتفاق نہ کر سکا جہاں کوئی توجیہ قرین صحت نہیں معلوم ہوئی وہاں مجھے اپنا خیال ظاہرنہ کرتا دیانت کے خلاف نظر آیا۔

یوں بھی کسی زبان کے اعلیٰ فنِ ادب پارہ کا دوسرا زبان میں منتقل ہونا ممکن ہوتا ہے، چہ جائیکہ "تنزیل رب العالمین" کا ترجمہ، رہی ترجمانی سوا حقر اس کا اہل بالکل ہی نہیں، اپنی معمولی سمجھ کے مطابق زیر غور آئیوں کی صرف وضاحت کی ہے، اللہ خطاب مجھے والا ہے، کیا عجّب کہ وہی اس عاجز کے قصوروں کی اصلاح و تلافي کے لئے کسی صالح تر شخص کو منتخب کر لے۔

سید رضا علی مرحوم کے فرزند جناب سید محمود علی صاحب نے ازراہ کرم اس مسودہ پر تقدیمی نظر ڈالی اور مفید مشورے دیئے، "جزاہ اللہ خیر الجزاء فی الدنیا والآخرة" لیکن جو نقش رہ گیا ہواں کی ذمہ داری اس عاجز کے سر رہے گی، والکمال للہ۔ حقر کے آدھوں آدھ شریک کار کی حیثیت تو اسی ہے جو مدت توں پہلے ایک عرب بھائی نے بیان کی تھی:

۹

وإنا وإيا معاً كروجلی نعامة علیٰ کل حال من غنى وفقير
ایسے ساتھی کی شکر گزاری سے زبان قاصر ہے، اس موقع پر فرمودہ رسول اللہ ﷺ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْخَيْرِ يَادَ آجاتا ہے: "الدنيا متع و خیر متع الدنيا المرأة الصالحة" (مسلم)
۶۲۱) و الحمد لله أولاً و آخرأ۔

ابوالنصر محمد خالدی

جنادی الآخر ۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء

۱۔ فاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ (اتا ۶)۔

سب سائش (یا سب شکر) اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہاں کا پالن ہار ہے، وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے، روز جزا کا مالک ہے، خدا یا ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں، اور تجوہ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم سب کو سیدھا راستہ تماں لوگوں کا راستہ جن کو تو نے اپنی نعمت سے نواز، تماں لوگوں کا راستہ جن پر تیر اغصہ نازل ہوا، تماں لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہو گئے۔

المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ: سے مراد یہود ہیں۔

الضَّالِّينَ: سے مراد انصاری (عیسائی) ہیں۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ کی تقدیر کلام غیر صراط المغضوب علیہم بھی کمچی گئی ہے، صرف مضاف الیہ بیان کیا گیا اور مضاف مذوق ہے، عربی ادب و انشاء میں حذف موصوف و حذف مضاف کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔

۳۔ بُقْرٰہ

”يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ، كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوا
فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا.....الخ(۲۰)“
”كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوا فِيهِ“
ضوء، ن، ضوء أو ضوء (بفتحي) و ضياء۔ روشن ہوتا۔

باب افعال: ”أَضَاءَ“ یہ ان افعال میں سے ہے جو اپنے مجرد سے لازم ہونے میں موافق رکھتا اور متعدد بھی مستعمل ہے، باب افعال بھی لازم استعمال ہوتا ہے اور بھی متعدد، صرف متعدد ہی نہیں۔

الف۔ أَضَاءَ لازم ہوتا تو ”فِيهِ فِي الْبَرْقِ أَىٰ فِي ضُوءِ الْبَرْقِ“ تقدیر ہو گی:
”كُلَّمَا أَضَاءَ الْبَرْقُ لِلضَّالِّينَ مَشَوا فِيهِ أَىٰ فِي ضُوءِ الْبَرْقِ“

تو ضیح:

قریب ہے کہ بھل کی چمک کافروں، مشرکوں اور منافقوں کی بصارت اچک لے جائے، جب کبھی ان لوگوں پر بھلی چمکتی ہے تو وہ اس بھل کی روشنی میں چل پڑتے ہیں اور جب اندر ہیرا ہو جاتا ہے تو حیران و پریشان کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

اور اگر خدا چاہتا تو ان کے کانوں کی سنواری اور آنکھوں کی پینائی دونوں کو زائل کر دیتا بلاشبہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

ب۔ أَضَاءَ مُتَعْدِي ہو تو تقدیر ہو گی:

”كُلَّمَا أَضَاءَ الْبَرْقُ لِلضَّالِّينَ الطَّرِيقَ مَشَوا فِي الطَّرِيقِ“

اس صورت میں ”أَضَاءَ“ کا مفعول مذوف سمجھا جائے گا، یعنی ”فِيهِ، فِي الطَّرِيقِ“۔

توضیح:

قریب ہے..... جب کبھی گم کر دہ رہا لوگوں کے لئے بھلی نے راستہ روشن کیا تو وہ اس راستہ پر چل پڑتے ہیں اور جب انہیں ہو جاتا ہے تو انہیں

”وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مُّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَ كُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ“ (۲۳)۔

الف۔ مِنْ مِثْلِهِ = مِنْ مِثْلِ مَا نَزَّلْنَا الْخ ”منْ“، بعضیہ، ”ما“ مصدریہ۔

توضیح:

اگر تم کو اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے کچھ شبہ ہو تو اس جیسا کلام خواہ ایک آدھ سورت ہی سمجھی بنا لاؤ۔

اور خدا کے سوا جو تمہارے مد دگار ہوں ان کو بھی بالا لو اگر تم سچے ہو۔

ب۔ مِثْلِهِ مثل عبدنا، محمد، ضمیر سے قریب ترین اسم من ابتدائیہ۔

تقدیر: ابتدؤا فِي الْأَتِيَانِ بِالسُّورَةِ مِنْ مِثْلِ مُحَمَّدٍ

ہمارے بندہ محمد جیسا کوئی اور شخص پیش کر سکتے ہو تو پیش کرو جو ایسا کلام سنائے جو۔

محمد ﷺ نے اس سے ناتھی ہے۔

ج۔ مِثْلِهِ = مثل التورۃ والإنجیل

تقدیر: فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ كِتَابٍ مِّثْلِهِ، فَإِنَّهَا تَصَدِّقُ مَا فِيهِ

”مِنْ“ بعضیہ، مطلب یہ کہ قرآن جیسی کتاب، انجیل یا تورات کی کوئی آیت لے آؤ وہ اس قرآن کی تصدیق کرے گی جو ہم نے محمد ﷺ پر اتارا ہے۔

یہ توجیہ بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے، ابوالباقا عبد اللہ العکبری (م ۶۱۶) نے لکھا ہے: ہو سکتا ہے کہ زیر غور ضمیر کا مر جمع انداد ہو، یہ لفظ اس آیت سے پہلے کی آیت میں آیا ہے..... (فَلَا تَجْعَلُوا إِلَيْهِ أَنْدَادًا۔ الخ).

انداد، بصیغہ جمع ہے، لیکن اس وزن کے الفاظ بطور اسم جنس آتے ہیں، اس لئے ضمیر واحد ہے۔

عکبری کی یہ توجیہ قابل توجہ ہوتی اگر زیر غور ضمیر کا مر جمع اس آیت میں نہ ہوتا یا موجود تو ہوتا مگر ایسے مرجع سے معنی میں کوئی پیچیدگی یاد شواری پیدا ہو جاتی۔

اس توجیہ کا شمار دراصل معتبر میں قرآن کی ان توجیہوں میں ہے جن کا مقصد وہ حد بتا دینا ہے جہاں تک ایک مفسر جا سکتا ہے۔

”وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ، كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَّزِقًا قَالُوا هَذَا
الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلٍ وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهً“۔ الخ (۲۵)۔

بہ۔ بالرزق الذی هو من الشمار۔

توضیح:

اور اے پیغمبر جو لوگ ایمان لا سیں اور نیک عمل کریں انہیں خوشخبری دیدو کہ ان کے لئے گھنے باغ ہیں جن میں نہیں بہتی ہوں گی جب انہیں ان باغوں سے کسی قسم کا میوه کھانے دیا جائے گا تو وہ کہیں گے یہ توسیعی ہی ہے جو ہمیں پہلے دنیا میں دیا گیا تھا اور ان کو باغ کی پیداوار سے ہم شکل روذی دی جائے گی۔

جنت میں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا يَعْوَضُهُ فَمَا فَوَّقَهَا،
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ
كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضْلِلُ بِهِ كَثِيرًا
وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا، وَمَا يُضْلِلُ بِهِ إِلَّا الْفَسِيقُونَ“ (٢٦)۔

اللہ اس سے ذرا نہیں شرما تاکہ مثال بیان کرے مجھ تک کی یا (چھوٹے ہونے میں) اس سے بھی بڑھ کر (کسی اور چیز کی) سو جو لوگ ایمان لائے وہ تو یہی سمجھیں گے کہ وہ (مثال) یقیناً حق ہے، ان کے پروارگار کی جانب سے، البتہ جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ یہی کہتے رہیں گے کہ اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب تھا، مگر اس بھی کرتا ہے، بہت سوں کو اس سے اور راہ بھی دکھاتا ہے بہت سوں کو اس سے، ہاں وہ مگر اس کی کو (بھی) اس سے نہیں کرتا بجز بے حکمی کرنے والوں کے (تفیر ماجدی)۔

الف۔ ”أَنَّهُ الْحَقُّ“ = أَنَّ الْمَفْلَحُ حَقٌّ۔

توضیح:

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے جو مثال بیان کی ہے وہ ثابت ہے، اس میں کوئی بات ناٹھیک نہیں ہے۔

ب۔ ”أَنَّهُ“ ان ضرب المثل: یعنی بخنزف مدافع۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا مثال بیان کرنا ثابت ہے، مثال بیان کرنے میں کوئی بات انجام۔

ج۔ ”أَنَّهُ“ = أَنَّ الْإِسْتِحْيَاءَ۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا مثال بیان کرتے نہ شرما ناٹھیک ہے، اس میں شرمانے کی کوئی بات نہیں۔

د۔ ”أَنَّهُ“ = ان القرآن۔

جو لوگ ایمان لائے وہ کہتے ہیں کہ قرآن حق ہے باطل نہیں ہے۔

ن، و، قرین قیاس نہیں معلوم ہوتے، الف بہت واضح ہے۔

الف۔ ”يُضْلِلُ بِهِ، يَهْدِي بِهِ“ مایضل بہ تینوں جگہ ضمیر مجرور متصل کا مرجع

حسب سابق "الف" یعنی الشل - یا "ب" یعنی بحذف مضاف، یُضَلُّ بضرب المثل
یهدى بضرب المثل، مَا یُضَلُّ بضرب المثل۔

الله کی ضرب الشل بہت سوں کے لئے گراہی کا اور بہت سوں کے لئے راہنمائی کا
سبب بنتی ہے، اللہ کا ضرب المثل بیان کرتا فاسقوں ہی کے لئے گراہی کا سبب ہے۔
ب۔ یُضَلُّ بِهِ = یُضَلَّ بِالْكُفَرِ = یَهْدِی نِبِهٖ = یہدی بالتصدیق مَا یُضَلُّ
بضرب المثل احدا۔

تقدير: "يُضَلُّ اللَّهُ بِالْكُفُرِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِالإِيمَانِ كَثِيرًا وَمَا يُضَلُّ
بِضَرْبِ الْمَثَلِ أَحَدًا وَلِكُنْ يُضَلُّ بِهِ النَّاسُ"۔

الله بہت سوں کو تو ان کے انکار کی وجہ سے گراہ کرتا ہے اور بہت ساروں کو ان
کے ایمان کی وجہ سے راہ راست دکھاتا ہے، اللہ بجز فاسقوں کے کسی اور کو اپنی بیان کی ہوئی
مثال سے گراہ نہیں کرتا۔

زور بیان سے اس مذہب کی تائید ہوتی ہے، لیکن ضمائر کے اختلاف سے کلام
کچھ لکھ جاتا ہے، اور عربی مبنیں کا تقاضا ہے کہ:
"إِذَا كَانَ جَعْلُ الضَّمَائِرِ الْمُتَنَاسِبَةِ عَائِدَةً إِلَى وَاحِدٍ، وَالْمَعْنَى فِيهَا جَيدٌ
صَحِيحُ الْإِسْنَادِ كَانَ أَوْلَى مِنْ جَعْلِهَا مُتَنَافِرَةً"۔

اگر کسی جملہ میں ایک ہی قسم کی ضمیر کئی بار آئے اور ان سب کا مرجع ایک ہی اسم
لینے سے معنی میں کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو تو ایسی توجیہ و تخریج بہتر ہے، اس لئے کہ ایک ہی قسم کی
ضمیروں کے مختلف مراجع لئے جائیں تو کلام میں ابہام آ جاتا ہے، اور روانی میں رکاوٹ
ہوتی ہے، ایسی رکاوٹ یا ایسا ابہام کلام مبنیں میں خرابی پیدا کر دیتا ہے۔

● "الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمْرَ
اللَّهُ بِهِ أَنْ يُؤْصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ هُمُ
الْخَيْرُونَ" (۲۷)۔

”میثاقِ“=میثاق عهد اللہ۔

تو ضع:

یہ لوگ اللہ کے پیان کو مضبوط باندھ لینے کے بعد اس پیان کو توڑ دیتے ہیں، اور جس چیز کو جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے، اس کو توڑ دیتے ہیں، اور زمین میں خرابی کرتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

اغتنام:

یہاں اس ضمیر کا لفظ ”جلالہ“^(۱) کی طرف راجح ہونا غلط نہ سمجھیں لیکن اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتا، لفظ ”جلالہ“ یہاں مضاف الیہ ہے، مضاف الیہ کی طرف ضمیر عموماً اس صورت میں راجح ہوتی ہے، جب کہ مضاف الیہ اپنے مضاف کی خبر ہو، خواہ حقیقت یا حکما، جیسے ورق الشجر، ذنب القرد، ید الغلام، یا شفا حفرہ یا قرینة لفظی و معنوی واضح ہو۔ آخر الذکر ضابطہ کی صرف تین مثالیں بطور نمونہ یہیں ہیں:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِيمَانِ أُولَئِكَ أَصْبَحُ النَّارُ هُنَّ فِيهَا خَلِيلُوْنَ (۳۹)۔

”فِيهَا“=فی النار۔

وَالَّذِينَ امْتَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِيْخَتِ أُولَئِكَ أَصْبَحُ الْجَنَّةُ هُنَّ فِيهَا خَلِيلُوْنَ (۸۲)۔

”فِيهَا“=فی الجنة۔

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مَلَكَةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفَهَ نَفْسَهُ وَلَقِدْ اضْطَفَنَاهُ فِي الْتُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّلِيْخِينَ (۱۳۰)۔

”إِنَّهُ“=إن إبراهيم۔

(۱) فاضل مصنف کی عبارت میں لفظ ”جلالہ“ سے مراد ”الله“ ہے، جیسا کہ ”الله“ آہت بالا میں مذکور ہے، اسی طرح ”درے لفظ“جلالہ“ سے بھی مراد ”الله“ ہی ہے (تائی)۔

”كَيْفَ تُكَفِّرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أُمَّا تَا فَأَحْيَا كُمْ ثُمَّ
يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحِيِّكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ (٢٨)۔
الف۔ ”إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = ”إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُونَ“۔

توضیح:

کافروں تم خدا سے کیوں کر منکر ہو سکتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اللہ نے تم کو جان بخشی، پھر اللہ ہی تم کو مارتا ہے، پھر اللہ ہی تم کو زندہ کرے گا اور پھر تم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (فتح محمد، باطھہار اسم)۔

ب۔ ”إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = ”إِلَى الْأَحْيَاءِ تُرْجَعُونَ“ یہ مفہوم ”يُحِيِّكُمْ“ سے واضح ہے۔
تم خدا کا..... زندہ کرے گا پھر تم اس زندگی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے جوابدی ہے۔
ج۔ ”إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = ”إِلَى الْجَزَاءِ تُرْجَعُونَ“ یہ مفہوم روز قیامت کے بیان سے
ہویدا ہے۔

مطلوب یہ کہ..... اللہ ہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اپنے اعمال کے نتیجہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اور اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے۔
و۔ ”إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = ”إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي يَتَولَّ إِلَيْهِ اللَّهُ الْحَكْمُ بِيْنَكُمْ فِيهِ۔
تم خدا کا..... زندہ کرے گا پھر تمہیں اس جگہ جمع ہوتا ہے جہاں اللہ تمہارے اعمال کا حساب کرے گا۔

ان میں پہلی صورت (الف) اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے، بمحاذ نحو، ب،
ج، و، و، کی گنجائش ہے۔

”هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا إِنَّمَا أَسْتَوِي
إِلَى السَّمَاءِ فَسَوْهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
غَلِيلٌ“ (٢٩)۔

الفـ. فَسَوْهُنَّ = سَوَّ السَّمَاء.

السماء جمع سماوة. كتمرة وتمر وبيرة وبُر وذرة وذر فَلَمَّا حذفت
الهاء في الجمْع انقلبت الواو همزَّةً لو توعها طرفاً قبلها الف زائدةً كما قلبوها
في الدعاء والكساء، لأنَّه من دعا يدعوه كسا يكسو، وقيل:

قلبت الواو انعاً، لأن الألف قبلها زائدة خفية ساكنة والحرف الساكن حاجز غير جصين، فكانه قد تحركت وانفتح ما قبلها فقلبت أيضاً فاجتمع ساكنان وهما لا يجتمعان فقلبت المنقلبة همزة لالقاء الساكنين وكان قلبها إلى الهمزة أولى، لأنها أقرب الحروف إليها.....” -

توضیح:

وہ خدا ہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ بھی زمین میں میں ہے سب کا سب، پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انہیں سات آسمان درست کر کے بنادیئے اور وہ ہر چیز کا جانے والا ہے (تفسیر ماجدی)۔

وَعَلِمَ آدَمُ الْأَسْمَاءَ كُلُّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ
إِنِّي شُونَى بِاسْمَاءٍ هُوَلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِيْنَ. قَالُوا سُبْحَانَكَ
لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلِمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ” (٣٢، ٣١).

كلّها: كل الأسماء، عرضهم، عرض المسميات عرض الأشياء عرضهم لم يقل عرضها لأنّه أراد مسميات الأسماء فيهم من يعقل وفيهم من لا يعقل، فغلب جانب من يعقل على جانب مala يعقل **فَجَمِعُهُمْ** بضمير من يعقل. عرضهم يعني أصحاب الأسماء فلذلك ذكر الضمير الأسم ما يعرف

بہ ذات الشیء۔

تو ضمیر:

پھر خدا نے آدم کو چیزوں کے نام سکھا دیئے سب کے سب، پھر ان اسماء کے مسیات (چیزیں) فرشتوں کے سامنے پیش کئے، پھر فرمایا: ان چیزوں کے نام بتاؤ! فرشتے بولے: تو پاک ہے ہمیں تو کچھ علم نہیں، مگر ہاں وہی جو تو نے ہمیں علم دیا ہے، بے شک علم والا تو ہی ہے، حکمت والا۔

•
فَأَزَّلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ، وَقُلْنَا^۱
اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ، وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقْرٌ
وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ” (۳۶).

پھر شیطان نے دونوں کو پھسلا دیا اس درخت کے باعث اور جس میں تھے اس سے انہیں نکلوادیا، اور ہم نے کہا (اب) تم سب نیچے اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو کر اور تمہارے لئے زمین ہی پر مٹھکانا اور ایک معیار تکب نفع اٹھاتا ہے (تفسیر ماجدی)۔
الف۔ عنْهَا= عن الجنة، سیاق میں اس کا ذکر پہلے آیا ہے، فنوائے کلام سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

لقد رَيَّ هُنَّا هُمُ الشَّيْطَانُ عَنِ الْجَنَّةِ.

شیطان نے آدم و حواء کو جنت سے پھسلا دیا۔

ب۔ فَأَزَّلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا= أَزَّلَ آدَمَ وَحَوَاءَ الشَّيْطَانَ عَنِ الشَّجَرَةِ بِجَنَّةِ۔

ضمیر سے قریب ترین اسم ”الشجرة“ ہے۔

حرف جر عن، یہاں سیمیہ و تعلیلیہ ہے۔

پھر شیطان نے آدم و حواء کو شجر کی وجہ سے وہاں سے پھسلا دیا جہاں وہ دونوں جس ما حول میں تھے۔

ج۔ عنْهَا = عن الطاعة عصى آدم ربہ سے مفہوم نکلتا ہے، کیونکہ اللہ نے حکم دیا تھا کہ آدم و حواء شجر کے قریب نہ جائیں، لیکن یہ شیطان کے بہکانے ہی سے ہی، نافرمانی تو کی۔

د۔ عنْهَا = عن الحالة التي كانوا عليها من الرفاهية من الجنّة و كلا منها رغداً سے ذہن اس طرف بھی جاتا ہے۔

مطلوب یہ کہ شیطان آدم و حواء کو اس حالت سے ڈھل کا دیا جس میں وہ تھے۔
ھ۔ عنْهَا = عن السماء۔

آدم و حواء کو شیطان نے آسمان سے پھسلا دیا۔
ان سب توجیہوں میں ہمیں توجیہ صحت سے قریب اور آخری غالباً بعید از قیاس ہے۔
باتی توجیہیں باہم قریب المفہوم ہیں۔

•
”قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا. إِنَّ
اس آیت میں ”منها“ من الجنّة واضح ہے۔

ہم نے کہا: تم سب جنت سے اتر جاؤ، جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو اس کی پیروی کرنا کہ جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہو گا، اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

تاہم یہاں ان توجیہوں کی گنجائش نکل سکتی ہے، جن کی تفصیل اسی سورت کی آیت (۳۶) میں کی گئی ہے۔

•
”وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلُوةِ، وَ إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى
الْخَيْرِ“ (۲۵).

الف۔ إِنَّهَا: إن الصّلوة۔

صلوة گردن کشوں ہی پر گراں گزرتی ہے، اطاعت کیشوں پر وہ آسان ہے۔

ب۔ إِنَّهَا = إِن الاستعانة۔

توضیح:

راہ خدا میں داخلی و خارجی جو جو رکاوٹیں پیش آتی ہیں، انہیں دور کرنے میں صبر اور اللہ کی فرماں برداری گردن کشوں ہی پر گرال گزرتی ہے نہ کہ اطاعت کیشون پر۔

انتباہ:

قال الزجاجی: الأصل فی الصلوة لزوم، صلاة کے بیادی معنی کسی کام کو اپنے لئے ناگریز جانا یاما نہ ہے۔

وقال الأزہری: إنما الصلوة لزوم ما فرض الله والصلوة من أعظم الفرض۔ اللہ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرنا صلوٰۃ ہی ہے، اس میں صلاۃ سب سے بڑا فرض ہے۔

ج۔ إنها: إن إجابة رسول الله۔

صلوٰۃ گردن کشوں رسول اللہ کی دعوت، اللہ کا پیغام قبول کرنا کافروں پر گرال ہے۔

و۔ إنها = إن العبادة۔

صلوٰۃ گردن کشوں عبادت کافروں پر گرال گزرتی ہے۔

ھ۔ إنها: إن الكعبة۔

صلوٰۃ گردن کشوں پر یہودیوں اور نصرانیوں کو کعبہ کے سامنے بھکنا گرال گزرتا ہے۔

و۔ إنها: إن الأمور التي أمر بها بنو إسرائيل ونهوا عنها۔

صلوٰۃ گردن کشوں پر یہودیوں کو جو حکام دیئے گئے تھے وہ سب ان پر گرال گزرتے ہیں۔

ز۔ إنها: إن الصبر والصلوة۔

کلام عرب میں کبھی کبھی دو اسم مذکور ہوتے ہیں مگر ان کے لئے ضمیر واحد ہی آتی ہے۔

انتباہ:

پہلا اور دوسرا قول بالمعنى ایک ہی اور اقرب الی الصواب ہے، دوسرے اقوال پر از تکلف ہونے کے باوصف اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ میدانِ مراجعت کی حد بندی ہو جائے۔

”الَّذِينَ يَظُنُونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبَّهُمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ (۳۶)۔

الف۔ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ = إلى الرب راجعون۔

وضیح:

اپنے رب سے ڈرنے والوں کا گمان غالب ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور یہ کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ب۔ إِلَيْه = إلى لقاء الرب، یہ مذہب ”ملاقوا ربهم“ سے نکل رہا ہے اپنے رب سے ڈرنے..... وہ اپنے پروردگار کا سامنا کرنے والے ہیں۔

ج۔ إِلَيْه: إلى الموت، یا، إلى العود۔

عربی تینیں میں آخر الذکر تاویل کی گنجائش نکالنا بے ضرورت معلوم ہوتا ہے۔

”وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ“ (۳۸)۔

”نفس“ عربی میں مؤنث سماںی ہے۔

”تجزی نفس“ کام آنے والانفس، جملہ میں مقدم پہلا نفس، عن نفس جس نفس کے کام آئے، جملہ میں مocator، دوسرا نفس۔

الف۔ ”لَا يُقْبَلُ مِنْهَا“، لا يقبل من النفس الشافعة۔ کام آنے کی خواہش

الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ” (٦٠)۔

الف۔ ”منه“ من الحجر المضروب.

توضیح:

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے خدا سے پانی مانگا تو ہم نے کہا چنان پر اپنا سو نشانی لائی تھی مارو، اور موسیٰ نے لائی تھی ماری تو اس چنان سے بارہ جوشے پھوٹ ہے اور سب لوگوں نے اپنا اپنا پن گھٹ معلوم کر لیا، پھر وہ اس سے سیراب ہوئے ہم نے حکم دیا کہ خدا کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پیو، مگر زمین میں فساد کرتے نہ پھر و۔

ب۔ ”منه“ من الضرب من الضرب، اس صورت میں ”من“ برائے سبب ہو گا، اور جب موسیٰ نے لائی ماری تو اس مار کی وجہ سے بارہ جوشے پھوٹ ہے۔

• ”وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنْكُمْ فِي السَّبْطِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ، فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ“ (٦٥، ٦٦)۔

الف۔ ”جعلناها“ = جعلنا القرية ”بَيْنَ يَدَيْهَا“ = بین یدی القریہ ”خلفها“ = خلف القریہ۔

توضیح:

اور تم ان لوگوں کو خوب جانتے ہو جو تم میں سے ہفتہ کے دن مجھلی کاشکار کرنے میں حصہ سے تجاوز کر گئے تھے، تو ہم نے ان سے کہا ذلیل و خوار بندر ہو جاؤ اور ہم نے اس شہر (علاقہ، قریہ، قصبه، آبادی) کو ان بستیوں کے لئے جو اس قصبه کے آگے اور جو اس کے پیچے آباد تھیں عبرت گاہ اور پرہیز گاروں کے لئے ذریعہ نصیحت بنادیا۔

بعینہ دیگر اس سزا یافہ قصبه کے گرد و نواح اور اس کے قرب و جوار میں جو جو

بستیاں تھیں ان سب کے لئے یہ شہر ایک عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت گاہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

ب۔ ”جعلنا“= جعلنا کینونتهم فردة خاسئين، اس صورت میں لفظ ”کُوفُوا“ سے ضمیر اس کے مصدر کی طرف راجح ہو سکتی ہے۔

”بَيْنَ يَدِيهَا“= بین یدی القریة ”خلفها“ خلف القرية.

ہم نے نافرمان قوم کے دھنکارے ہوئے بندر ہو جانے (یا کر دیئے جانے) کے واقعہ کو ان بستیوں کے لئے جو اس قصبه کے آگے اور جو اس کے پیچے آباد تھیں سامان عبرت اور پرہیزگاروں کے لئے وجہ نصیحت بنادیا۔

ج۔ ”جعلنها“= جعلنا الأمة، ”بَيْنَ يَدِيهَا“= بین یدی القریة و کذا خلفها۔

ہم نے اس امت کو اس کے ہم زمانوں اور اس کے جائشینوں کے لئے اور ان بستیوں کے لئے جو اس قصبه کے آگے اور جو اس کے پیچے آباد تھیں عبرت انگلیز اور اس کو پرہیزگاروں کے لئے باعث نصیحت بنادیا۔

د۔ ”جعلنها“= جعلنا الحالة، ”بَيْنَ يَدِيهَا“= بین یدی القریة، و کذا خلفها۔

ہم نے ان کافروں کی حالت ان بستیوں کے لئے جو اس..... عبرت انگلیز بنادی اور اس کو پرہیزگاروں اخ۔

ه۔ ”جعلناها“= جعلنا المسوخة، ”بَيْنَ يَدِيهَا“= بین یدی القریة و کذا خلفها۔

ہم نے بکالا (مسخ) کو ان بستیوں کے لئے..... باعث عبرت اور اس کو پرہیزگاروں اخ۔

و۔ ”وجعلنا“ جعلنا الحیتان، ”بَيْنَ يَدِيهَا“ بین یدی القریة، و کذا ”خلفها“۔

ہم نے ان مچھلیوں کو جو بنوا سرا ایل سنپر کے دن پکڑتے، اور شکار کرتے تھے، ان بستیوں کے لئے..... سامان عبرت بنادیا اخ۔

ز۔ ”جعلنها“= جعلنا العقوبة۔

ہم نے یہودیوں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے جو سزا دی اس سزا کو باعث عبرت

جیم، دال، ها، واو، ز، سب بعید از عربیت ہیں، پر تفسیر میں معاون ہیں ترجمانی اس طرح ہوئی چاہئے کہ ”مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا“ کی ضمیر وال، اور ”جَعَلْنَاهَا“ کی ضمیر میں تناقض نہ ہونے پائے، اس لحاظ سے ”ها“ مرجع قریبہ از روئے الفاظ اقرب الی الصواب ہو گا اور از روئے معنی توجیہہ ”ب“ یعنی دھنکارے ہوئے بذر ہو جانے کی وجہ سے عبرت و موعظت بنانے کی گنجائش نکلتی ہے۔

اس صورت میں بھی ”مَا بَيْنَهَا وَمَا خَلْفَهَا“ اور ”جَعَلْنَاهَا“ والی ضمیروں میں تناقض کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔

مطلوب یہ کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والوں اور اس کے آثار دیکھنے والوں دونوں کے لئے ہم نے اس کو عبرت انگریز اور پرہیز گاروں کے لئے فیصلہ اختذ کرنے کا ذریعہ بنایا۔

● ”وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَأَذْرَعْتُمْ فِيهَا، وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ“ (۲۷)۔

الف۔ فِيهَا = فی النَّفْسِ نفس عربی میں مؤنث اسمی ہے۔

توضیح:

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس مقتول کے بارے میں جھگڑنے لگے اور یا ہم ایک دوسرے پر الزام لگانے لگے، لیکن جوبات تم چھپا رہے تھے خدا اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

گویا جھگڑے کی علت مقتول، مقتول کی ذات اور اس کی شخصیت تھی۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فی القتلة۔

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا، پھر اس قتل کے بارے میں جھگڑنے لگے اس کو یا جھگڑنے کی علت تھی شخص ضمناً آیا۔

یہ مفہوم ”قتلتم“ کے مصدر سے ظاہر ہے۔

ج- ”فِيهَا“ = فی الشَّبَهَةِ۔

جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا پھر ایک دوسرے پر تہست لگانے لگے اور اس پر بھڑنے لگے۔

مطلوب یہ کہ کسی نے کہا سوتیلے بھائی نے قتل کیا، کسی نے کہایا یوں نے جان لی اور تیرے نے کسی اور ہی شخص کا نام لیا قاتل متعین نہیں ہوسکا، قاتل روپوش ہو گیا فرار ہو گیا امشتبہ ہو گیا۔

یہ قول بہت بعد از قیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آیت کے سیاق و سبق سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

• **”فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا، كَذَلِكَ يُحِيِ اللَّهُ الْمَوْتَى وَ يُرِيكُمْ أَيْثَهُ لَعْلَكُمْ تَعْقِلُونَ“ (۳۷)۔**

الف- ”اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا“ اضربو ا القتيل ببعض البقرة المذبوحة۔

ہم نے کہا اس ذبح کی ہوئی گائے کے گوشت کا ایک تکہ مقتول کے جش پر ماردا اس طرح خدام دوں کو زندہ کرتا ہے، اور تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ب- ”اضْرِبُوهُ“ = اضربوا النفس، اضربوا ذات النفس کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ: (۱) نفس اگرچہ موئٹ سماں ہے مگر معنا نہ کر، اس لئے ضمیر نہ کر لائی گئی، یا یہ کہ: (۲) نفس معنی ذو نفس ہے مضاف حذف ہونے کی وجہ سے وہ مضاف الیہ کا قائم مقام ہوا اور یہ نہ کر ہے۔

• **”فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ، ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، فَوَيْلٌ لَّهُمْ مَمَّا كَتَبْتُ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مَمَّا يَكْسِبُونَ“ (۹۷)۔**

الف- ”یَشْتَرُوا بِهِ“ یشتروا بالكتب۔

توضیح:

تباهی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کی کتاب لکھتے ہیں، اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں: یہ نوشۃ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس خود ساختہ نوشۃ کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں، ان پر افسوس ہے کہ بے اصل باتیں اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، اور خرابی ہے، ان کے لئے اس کی بدولت جو وہ حاصل کرتے ہیں۔

ب۔ ”یشتروا بہ“ یشتروا بالقول، یہ مفہوم ”يَقُولُونَ“ کے مصدر سے ماخوذ ہے، تباہی ہے..... تاکہ اپنے اس قول کے ذریعہ کہ یہ خدا کا کلام ہے، تھوڑا سا فائدہ حاصل کریں۔

•

”وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ أَتَّخَذُتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَلِمُونَ“ (۹۲)۔

”منْ بَعْدِهِ“ ریکھئے: اس سورۃ کی آیت نشان (۱۵)۔

اس آیت کے سبق میں تین احتمال اور بھی ہیں:

الف۔ ”منْ بَعْدِهِ“ = من بعد مجی موسیٰ بالبیان۔

توضیح:

موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر بھی تم ایسے بے انصاف نکلے کہ ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد پچھڑے کو معبد بنایشے حالانکہ تم اپنے ہی حق میں ظلم کرتے تھے۔

ب۔ ”منْ بَعْدِهِ“ = من بعد تدبیر الآیات، اُی بعد النظر فی الآیات۔

یعنی موسیٰ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر بھی تم ایسے بے انصاف

نکلے کہ ان نشانیوں پر غور و فکر کرنے کے بعد بھی ایک پچھڑے کو معبد بنایشے انجئ۔

ج۔ ”منْ بَعْدِهِ“ = من بعد العِجْل اُی بعد حدوثہ بحضور تکم۔

تفسیری معنی:

موئی تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے ان نشانیوں سے اللہ ہی کا معبود ہونا بالکل واضح تھا، مگر تم ایسے کوڈ معزز ظالم نکلے کہ جو بچھڑا تمہارے ہی سامنے دھاتوں سے گھڑا گیا تھا تم نے اسی کو اپنا معبود کھڑا کر دیا۔

اس تفسیر کی تائید غالباً اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ضمیر سے قریب ترین اسم ”عجل“ ہی ہے۔

• ”وَتَجَدَّلُهُمْ أَخْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوْمًا أَحَدُهُمْ لَوْ يَعْمَرُ الْفَسَنَةُ وَمَا هُوَ بِمُرَّاحِزِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يَعْمَرَ، وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ“ (۹۶).

الف۔ ”ہو“ أَحَدُهُمْ

لقد یہ: وما أحدهم ممزح عنه من العذاب تعصیه۔

تو فتح:

تم یقیناً یہودیوں کو اپنی زندگی کا اور لوگوں سے زیادہ دلدار پاؤ گے اور مشرکوں میں بھی اس طرح کے لوگ ملیں گے ان میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کاش وہ ہزار برس تک زندہ رہ سکتا مگر اس کو اتنی بھی عمر مل بھی جائے تب بھی وہ اپنے آپ کو عذاب سے نہیں بچا سکتا، جو کام یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

ب۔ ”ہو“ تعصیه الف سنۃ، (ہزار سالہ عمر)۔

تم یقیناً..... زندہ رہ سکتا تو یہ ہزار سالہ عمر بھی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کو انج..... یہ ہزار سالہ عمر بھی ایسی بات نہیں ہے کہ طویل عمری کے خواہش مند کو عذاب سے بچا سکے۔ اس صورت میں ”أَنْ يَعْمَرَ“ بدل ہو گا، ضمیر ”ہو“ کا، اور بدل کا ضمیر مفسر ہونا اختلافی

ہے، یعنی بدل عموماً کسی ضمیر کی تفسیر نہیں کرتا اور وہ کسی ضمیر کا قائم مقام ہوتا ہے۔

• ”قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًا لِّجَبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدِيهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ“ (۹۷)۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبریل کا مخالف ہے تو انہوں نے اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے، وہ تصدیق کرنے والا ہے، اس (کلام) کا جو اس کے قبل سے ہے اور ہدایت ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے خوشخبری ہے، (تفسیر ماجدی)۔

توضیح:

کہدیجھے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہوا (اس کو اپنے ہی غصہ کی آگ میں جانا چاہئے) جبریل نے قرآن کو خدا کے حکم سے تمہارے قلب پر نازل کیا ہے۔
الف۔ ”فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ“ إن جبريل نزل القرآن۔

کہدیجھے..... جاننا چاہئے اللہ نے جبریل کو قرآن دے کر تمہارے قلب پر نازل کیا۔
ب۔ ”فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ“ فَإِنَّ اللَّهَ نَزَّلَ جَبَرِيلَ بِالْقُرْآنِ عَلَى قَلْبِكَ،
اس صورت میں ”مصدق“ حال ہو گا، ”نزل“ کی ضمیر واحد غالب منصوب متصل ہے، کہدیجھے..... قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا اور وہ اس کلام کو سچا بتانے والا ہے جو اس سے پہلے اللہ نے دوسرے پیغمبروں پر نازل کیا اور سیدھی راہ دکھانے اور ایمان والوں کو خوش خبری دینے والا ہے۔

رج۔ ”بین یدیه“ = بین یدی جبریل،

اس صورت میں ”مصدق“ حال ہو گا جبریل سے، کہدیجھے..... قلب پر نازل کیا اور جبریل اس کلام کو سچا بتانے والا ہے جو اس سے پہلے اللہ نے اخ۔
پہلا قول اقرب الصواب ہے۔

”وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيْطَنُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلِكُنَّ الشَّيْطَنُ كَفَرُوا يُعْلَمُونَ النَّاسُ السَّحْرَ، وَمَا أُنْزَلَ عَلَى الْمَلَكِينَ بِبَأْبَلَ هَارُوتَ وَهَارُوتَ، وَمَا يُعْلَمُنِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكُفُرْ، فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءَ وَ زَوْجِهِ، وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ الْخَ” (۱۰۲)۔

ترجمہ: اور یہ لوگ پیچھے لگ گئے اس (علم) کے جو سلیمان کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے (تو کبھی) کفر نہیں کیا، البتہ شیطان (ہی) کفر کیا کرتے تھے، لوگوں کو سحر کی تعلیم دیتے اور (پیچھے لگ گئے) اس (علم) کے بھی جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو بھی (اس) فن کی باتیں نہ بتلاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو بس ایک (ذریعہ) امتحان ہیں، سو تم کہیں کفر نہ اختیار کر لینا مگر (لوگ) ان دونوں سے وہ (سحر) سیکھے ہی لیتے جس کو سے وہ جداً ڈال دیتے ذریعہ اور میان مرد اور اس کی زوجہ کے حالانکہ وہ (فی الواقع) کسی کو بھی اس کے ذریعہ سے نقصان نہ پہنچا سکتے مگر ہاں ارادہ الہی سے، اور وہ یہ چیز سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان تو پہنچا سکتی ہے، اور انہیں فرع نہیں پہنچا سکتی، اور (یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ جس نے اسے اختیار کر لیا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بہت ہی برمی چیز ہے جس کے عوض میں انہوں نے اپنے آپ کو پیچڑا لایا ہے، کاش وہ (اتنا ہی) جانتے (تفسیر ماجدی)۔

الف۔ ”إِتَّبِعُوا“ = اتّبع اليهود،

یہود ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمان کے زمانہ میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔

ب۔ ”إِتَّبِعُوا“ = اتّبع من کان فی زمان سلیمان،

سلیمان کے زمانہ کے لوگ ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو اس زمانہ کے شیاطین انج-

ن۔ ”اتّبع بعض من کان فی زمان محمد ﷺ“۔

محمد ﷺ کے زمانہ میں وہ لوگ اپنے باپ دادا سے سنی ہوئی ان چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمان کے زمانہ میں شیاطین پر حاکر تھے تھے (۱)۔

الف۔ “يَعْلَمُونَ النَّاسَ السُّحْرَ” = يَعْلَمُونَ الشَّيَاطِينَ،
اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، اس نے کفر کی کوئی بات نہیں کی، شیاطین ہی کفر کرتے تھے اور شیاطین ہی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ب۔ “يَعْلَمُونَ النَّاسَ السُّحْرَ” = يَعْلَمُونَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا الشَّيَاطِينَ،
اور سلیمان..... سلیمان نے کفر کی کوئی بات نہیں کی، شیطان ہی نے کفر کیا اور لوگ شیاطین کی پڑھی ہوئی باتوں کی پیروی کرتے تھے وہ لوگوں کو سکھاتے تھے۔
یعنی عام لوگوں کو جادو سکھانے والے اساتذہ شیطان کے شاگرد اور اس کے چلیے تھے۔

الف۔ “فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهَا” = يَتَعْلَمُونَ النَّاسُ مِنَ الْمَلَكِينَ،
”من“ برائے غایت۔

لوگ دو فرشتوں سے جادو سیکھتے تھے۔

ب۔ ”منها“ = من السحر وما أنزل،
”من“، برائے بعض۔

مطلوب یہ کہ لوگ دو چیزیں سیکھتے تھے ایک توازن قسم سحر اور دوسرے فرشتوں پر جو کچھ اتار آگیا تھا اس میں سے بھی کچھ۔

ج۔ ”منها“ = من الفتنة والكفر،
یہاں بھی من برائے بعض ہے۔

یہ مفہوم ”نحن فتنة فلا تکفر“، سے مخوذ ہے، تقدیر یہ ہو گی:

يَتَعْلِمُ النَّاسُ مِنَ الْفَتْنَةِ وَالْكُفْرِ مَقْدَارٌ مَا يَفْرُقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ۔
یعنی لوگ فتنہ برپا کرنے والی اور اللہ سے کفران نعمت کرنے والی اتنی باتیں سیکھے

(۱) مراد حضورؐ کے زمانے میں موجود بعض یہود و نصاری ہیں (قاکی)۔

لیتے تھے جوزن و شوہر کے درمیان تفرقے ڈالنے والی ہوتی تھیں۔

الف۔ ”وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ“ = وَمَا الشَّيَاطِينُ بِضَارِّينَ بِهِ الْخ۔

ب۔ وَمَا الشَّيَاطِينُ بِضَارِّينَ بِهِ۔

ج۔ وَمَا إِلَيْهِودُ بِضَارِّينَ بِهِ۔

المراد علماء اليهود۔

اور جادوگر خواہ شیاطین ہوں یا علماء یہود اس ذریعہ سے بغیر اذن الہی کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور وہ باتیں سیکھتے تھے جو ان کو فائدہ پہنچانے والی نہیں بلکہ اضافہ ضرر رہا تھیں۔

”وَلَقَدْ عَلِمُوا“^(۱) عِلْمًا السَّاحِرُونَ ^(۲) عِلْمًا الشَّيَاطِينَ = علماء اليهود۔

لیکن اس کے باوجود یہ جادوگر (خواہ وہ شیاطین انس و جن ہوں یا علماء یہود خوب

جاتے تھے۔

”اشترأه، اشتراه السُّحْرَا وَ اشتراه الْكُفَّارِ“۔

جو ایسے جادومنتر کا (یا کفر کی باتوں کا) خریدار ہو گا اس کی آخرت میں کچھ بھلانی نہیں

ہوگی۔

”ماشروا به“ = ما شروا بالذی۔

اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جائیں بیج ڈالیں وہ بہت برقی تھی کاش ان کو اس کی سمجھتے ہوئے۔

●

”الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَبَ يَتَلَوَّنُهُ حَقًّا تِلَاقُتِهِ، أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ، وَمَنْ يَكْفُرُ بِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ“^(۱۲۱)۔

”يتلوونه“ = يتلون الكتب، تلاوته = تلاوة الكتب، يؤمنون به = يؤمنون

بالكتب، من يكفر به = من يكفر بالكتب۔

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے کتاب بعطائی ہے وہ اس کتاب کو ایسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے، ایسا کرنے والے ہی اس کتاب پر ایمان رکھنے والے ہیں اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ میں ہیں۔

زیر غور آیت میں ”یؤمُونُ بِهِ وَيَكْفُرُ بِهِ“، کی ضمیر مجرور کا مر جع کتاب ہی ہے، اللہ یا محمد ﷺ یا پدی کو مر جع قرار دینا کلام میں سے مطابقت نہیں رکھتا۔

خیال رہے کہ عربیت کی رو سے ایک مکمل جملہ کی سب ضمیروں کا مر جع ایک رہے اور اس سے معنی میں پیچیدگی یا التباس نہ ہو تو اولیٰ و انساب بھی ہے کہ ضمیروں کے مرجعوں میں اختلاف نہ ہو۔

• ”وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجُزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعةٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ“ (۱۲۳)۔

دیکھئے: اس سورت کی آیت رقم (۲۸) فقرہ (۱۳)۔

• ”وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ، يَسِئَ إِنَّ اللَّهَ أَضْطَفَنِ لِكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ“ (۱۳۲)۔

الف۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وَصَّى بالکلمة،

یہ مر جع ”أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ“، سے ماخوذ ہے، اور ضمیر موئث مجرور متصل سے بھی قریب ترین ہے۔

توضیح:

ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو کلمہ اسلام کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی اپنے بیٹوں سے یہی وصیت کی کہ اے میرے بیٹو خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے، تو مرنا تو

مسلم ہی مرتا۔

ب۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وصی بالملأة،
زیر غور آیت سے ذرا ہی پہلے ہے ”وَمَنْ يُرْغَبُ عَنْ هَلَةِ إِبْرَاهِيمَ“، ”هَا“ کا مرجع
اسی آیت سے ماخوذ ہے۔

یعنی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ وہ اپنی روشن ترک نہ کریں۔

ج۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وصی بكلمة، وهي: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى الْخَ—
ابراہیم نے اس کلمہ کے ذریعہ وصیت کی کہ خدا نے تمہارے لئے دین اسلام پسند
کیا ہے سو تم مرتا تو مسلم ہی مرتا۔

د۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وصی بالطاعة، اللہ ہی کی اطاعت کرنے کی وصیت کی۔

ھ۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وصی بكلمة الإخلاص وهي: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، كُلُّ
توحید کی وصیت کی۔

و۔ ”وَصَّى بِهَا“ = وصی الوصیة، ابراہیم نے وصیت کی اور بطور وصیت کہا
جیسے اردو میں اسم پہلے آتا ہے، کہتے ہیں: چال چلا، رونارویا، کھانا کھایا مار ماری وغیرہ۔
آخری تین توجیہیں امکانی یا زیادہ سے زیادہ احتمالی کہی جاسکتی ہیں۔

”قُولُوا أَمَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى
وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ، لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدِ
مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ“ (۱۳۶)۔

”لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدِ مِنْهُمْ“ = نحن المؤمنون لانفرق بين أحد من النبيين،
الف۔ ”لَه“ لجمع المذکور، یعنی ضمیر واحد نہ کرتا و میں اسم اشارہ ”ذلک“۔

توضیح:

مومنو! کہو کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری اس پر اور جو صحیفے ابراہیمؑ^ص
اور اسما علیؑ و اسحقؑ و یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور جو کتابیں موئیؑ و عیؑ کو
ملیں ان پر اور ان کے علاوہ دوسرے پیغمبروں پر ان کے پزور دگار کی طرف سے جو جو وحی
نازل ہوئی (جو کچھ اتارا گیا) ان سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں فرق
نہیں کرتے اور ان سب پیغمبروں کو اور جو جوان پروجی کی گئی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

ب۔ ”نَحْنُ لِهِ مُسْلِمُونَ“ = نحن لرب النبین مسلمون۔

ہم پیغمبروں میں فرق نہیں کرتے ان سب پر ایمان لائے ہیں اور ان کو اللہ ہی کا
پیغمبر مانتے ہیں، اور ہم سب اس کو اپنا پزور دگار مانتے جو ان کا بھی پزور دگار تھا۔

ج۔ ”لِهِ مُسْلِمُونَ“ = لابر اہیم مسلمون،

ہم اللہ کے پیغمبروں..... اور ہم ابراہیمؑ کے فرماں بردار ہیں۔

تیرا قول بتاویل بعید درست ہو سکتا ہے، مثلاً: یہ کہنا پڑے گا کہ ابراہیمؑ کی
اطاعت اللہ ہی کی اطاعت تھی، ان کا حکم اپنی طرف سے نہیں تھا۔

• ”قَدْ نَرَى تَقْلِبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُولِّنَكَ قَبْلَةً تَرْضَهَا
فَوَلَّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُوا
وُجُوهُكُمْ شَطَرَهُ، وَإِنَّ الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ
مِنْ رَبِّهِمْ“ (۱۲۲)۔

الف۔ ”أَنَّهُ“ = أنه الحق = أَنَّ التَّوْجِهَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَقٌّ فَوَلَّ

وجهك. سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

یہ تمہارے منھ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، لوہم اسی قبلہ کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو سو تم مسجد حرام کی طرف رخ پھیر دواب جہاں کہیں تم ہواں کی طرف منھ کر کے نماز پڑھو۔

وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ہے جانتے ہیں کہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کا یہ حکم ان کے پروردگار کی طرف سے ہے، اور مسجد حرام کی طرف رخ کرنا برحق ہے، الف، ب، وجیم سب قریب المعنی ہیں، البتدء، کی گنجائش بتاویل ہی نکل سکتی ہے۔

• “الَّذِينَ أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَ هُمْ” (۱۳۶)۔

الف۔ ”یعرفونہ“ = یعرفون کون بیت الحرام قبلہ،

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ بیت الحرام ابراہیم اور ابراہیم سے پہلے کے انبیاء کا قبلہ رہا ہے، اور وہ بیت الحرام کے قبلہ ہونے کو اسی طرح جانتے پہچانتے ہیں، جس طرح وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں، مگر ان میں سے ایک گردہ جانتے بو جھتے اس حقیقت کو چھپا رہا ہے۔

ب۔ ”یعرفونہ“ = یعرفون محمدًا بالوصف العین المشخص،

ج۔ ”یعرفونہ“ = یعرفون الحق والتحول إلى الكعبة،

د۔ ”یعرفونہ“ = یعرفون العلم،

ھ۔ ”یعرفونہ“ = یعرفون القرآن،

ب۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ بیت المقدس سے بیت الحرام کی

طرف قبلہ کے ممن جانب اللہ بدلتے جانے کو اسی طرح جانتے اُنھیں۔
جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ محمدؐ کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ واقعی بنی
مرسل ہیں، ان کا یہ جانتا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ اپنی اولاد اُنھیں۔

دال اور ہائے ہوز بیان کلام سے غیر متعلق ہے، گو ”مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مَنْ
الْعِلْمُ“، سے تاویل کی گنجائش موجود ہے۔

❷ ”وَلِكُلٍّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا الْخَ“ (۱۲۸)۔

الف۔ ”هُوَ“، کل باعتبار لفظ، مولیٰہا مولیٰ و وجهہ۔

تقدیر: لکل انسان وجہہ مولیٰہا نفسہ۔

توضیح:

ہر انسان کے لئے ایک رخ ہے جس کی طرف وہ اپنے آپ کو موزتا ہے تم
بھائیوں میں آگے بڑھو تم جہاں بھی ہو گے اللہ تم کو پالے گا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
ب۔ ہو = اللہ۔

تقدیر: لکل انسان وجہہ هو مولیٰہا ایاہ، اللہ هو الذی یؤمیهم امرہم
باستقبالها۔

توضیح:

اس صورت میں مولیٰ کے معنی قاعدہ قانون بنانے اور اس کو نافذ کرنے والے
ہوں گے۔

مطلوب یہ کہ: اللہ نے ہر انسان کو اس کی زندگی کا ایک رخ بنادیا جو چاہے اس رخ پر
چلے اور جونہ چاہے دوسری راہ اختیار کر لے، اللہ العلیم کی عِلّی، ہر معلوم پر اس کے اقتداء
کے عین مطابق ہو رہی ہے۔

• ”وَمِنْ حَيْثُ خَرْجْتَ فَوَلْ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَام، وَإِنَّهُ لِلْحَقِّ مِنْ رَبِّكَ الْخ“ (١٣٩).
”إِنَّهُ لِلْحَقِّ“ = إن الاستقبال لحق (١).

توضیح:

تمہارا گزر جس مقام پر بھی ہو وہیں نماز کے وقت اپنارخ مسجد حرام کی طرف پھیر دو، کیونکہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنا تمہارے پروردگار کی طرف سے بالکل برحق ہے تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔

ملاحظہ: ضمیر منصوب متصل واحد مذکور غائب کو استقبال قبلہ کی بجائے تحویل یا تصریف یا اس جیسے الفاظ سے بھی ظاہر کیا جاسکتا ہے، لیکن لفظ آمر یا امر من الاوامر سے ظاہر کرنا شاید بعد از قیاس ہو گو ضمیر سے لفظ اور ہی مصدر قریب تر ہے۔

”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَا تُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولُكَ عَلَيْهِمْ
الْعُنْةُ اللَّهُ وَالْمَلِئَكَةُ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (١٦١) خَلِدِينَ
فِيهَا..... (١٦٢)-

”خَلِدِينَ فِيهَا“ = خلدين في اللعنة، عليهم لعنة، سے ظاہر ہے۔

تو پڑھیں:

جن لوگوں نے کفر کی روشن اختیار کی اور کفر کی حالت ہی میں مرے ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب انسانوں کی پھٹکار ہے اور یہ اسی پھٹکار میں ہی رہیں گے ان کی سزا میں کوئی کمی ہو گی اور نہ ان پر کوئی توجہ کی جائے گی۔

(۱) جب حضور اکرم مدد منورہ میں تشریف لائے تو بعض حلیف یہود یوس کی دلجوئی کی خاطر ۱۱۷۱ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے، پھر آپ کو مسجد حرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا (تاسی)۔

یادداشت:

اگر کسی جملہ میں ایسی ضمیر آئے جو اسی جملہ کے کسی اسم کی طرف راجع نہیں ہو سکتی یا ہو سکتی ہے، مگر اس سے معنی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں مرجع کی تلاش کے لئے دوسرے جملوں کی طرف توجہ ضروری ہے ورنہ نہیں۔

یہاں ضمیر مجرور موئث واحد کا مر جمع جہنم فرض کرنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

• ”إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا العَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ“ (۱۶۶)۔

”تَقَطَّعَتْ بِالْمَتْبُوعِينَ وَالْتَّابِعِينَ الْأَسْبَابُ“۔

پیشواجن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی وہ اپنے پیروں سے بے تعلقی ظاہر کریں گے جب وہ عذاب دیکھ لیں گے، اور پیشو اور ان کے پیرو دنوں کے اسباب منقطع ہو جائیں گے۔

ملحوظہ:

دونوں گروہوں کے باہمی تعلقات کٹ جائیں گے، یہ تعلق، خواہ نسبتی ہو یا قومی یا سماںی یا طبقی کسی قسم کا کوئی تعلق کام نہیں آئے گا۔

• ”وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَةً فَنَتَبَرَّأُ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُ وَا مِنَا، كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ“
الخ (۱۶۷)۔

”فَنَتَبَرَّأُ مِنْهُمْ“ = قال التابعون نتبرأ لهم من السادة والرؤساء كانوا في الدنيا۔

الف۔ ”يُرِيهِمْ“ = يرى التابعين وكذا في أعمالهم وعليهم وما هم۔

توضیح:

اور وہ لوگ جو دنیا میں ان سرداروں کی پیروی کرتے تھے کہیں گے بکاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا تو جس طرح یہ بے زاری ظاہر کر رہے ہیں ہم بھی ان سرداروں سے بیزار ہو کر دیکھادیتے، اللہ گراہ کرنے والے پیشواؤں کی پیروی کرنے والوں کے اعمال انہیں اس طرح دیکھادے گا کہ وہ حسرت کرتے رہ جائیں گے اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے۔

ب۔ "بِرِّهِمْ"، ضمیر منصوب متصل اور "أَعْمَالُهُمْ وَعَلَيْهِمْ"، کی ضمیر مجرور متصل نیز ضمیر مرفع متصل سب کا مرتع پیشواؤں اور پیروی ہے۔

اور وہ لوگ اللہ گراہ کرنے والے پیشواؤں اور ان کی پیروی کرنے والوں کے اعمال انہیں اس طرح انجئے۔

مطلوب یہ کہ: گراہ کرنے والے پیشواؤں اور ان کے نادان پیروی سب کے اعمال ان کے لئے حسرت دیاں کا سبب بنیں گے۔

• "إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ" الخ (۱۷۲)۔

الف۔ "يَشْتَرُونَ بِهِ" = يَشْتَرُونَ بِالْكَتْمَانِ "ب" ، برائے بدلت۔

توضیح:

جو لوگ یعنی بد نہاد علماء دین خدا کی کتاب کے بعض حصوں کو یعنی اس کے احکام کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں وہ اپنی اس پوشیدگی کے بد لے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں، یہ اپنے پیشوں میں صرف آگ بھرتے ہیں۔

ب۔ "يَشْتَرُونَ بِهِ" = يَشْتَرُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ،

یہ لوگ اللہ کی کتاب سے وہ کچھ چھپاتے ہیں جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور نازل

شده کلام چھپانے کے بد لے تھوڑی سی قیمت، اخ-

اس صورت میں مضاف مخدوف ماننا ہو گا یعنی:

”یکتم ما انزل اللہ“۔

نتیجہ:

معنی اگر بغیر حذف واضح ہوں تو پھر کسی مخدوف کی ضرورت نہیں رہتی، یہ عربی
میں کا ایک عام کلیہ ہے۔

ج۔ ”یشترون بہ“ = یشترون بالكتب۔

یہ لوگ خدا کی کتاب کے بد لے تھوڑی سی قیمت حاصل اخ۔

یہ مرجع ضمیر مجرور متصل سے قریب ترین ضرور ہے، لیکن آیت کے درویست
اور فحوا کے کلام کے لحاظ سے پہلا نہ ہب اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، والعلم عند الخیر۔
اسی صورت کی آیت رقم (۹۷) بھی دیکھئے۔

”لَيْسَ الْبَرُّ أَنْ تُولُوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلِكَنَّ الْبَرُّ مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
وَالنَّبِيِّنَ، وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذُوِّي الْقُرْبَى وَالْيَثِمَى
وَالْمَسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ، وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرَّقَابِ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ وَأَتَى الزَّكُوَةَ، وَالْمُؤْفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا،
وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَاسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَجِئْنَ الْبَاسِ، أُولَئِكَ
الَّذِينَ صَدَقُوا، وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ“ (۷۷)۔

الف۔ ”أَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذُوِّي الْقُرْبَى“ = اتی المال علی حب الماں
ذوی القربی، اس صورت میں مصدر مضاف الی المفعول الاول۔

توضیح:

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کو قبلہ سمجھ کر ان کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر، فرشتوں پر، اور خدا کی کتاب پر، اور پیغمبروں پر، ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور شیعوں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں کو چھڑانے میں خرچ کریں، نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں معركہ کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں، یہی لوگ ہیں، جو ایمان میں سچے ہیں اور یہی ہیں جو خدا سے ذر نے والے ہیں (فتح محمد)۔

ب۔ ”اتَّى الْمَالُ عَلَى حِبَّةٍ“ = علی حب المعطی للحال، مصدر مضاف إلى الفاعل۔

نیکی یہ نہیں ہے کہ اور اپنا مال اپنی ذات کی محبت میں یعنی اپنی نجات کے لئے اور اللہ سے قرب حاصل کرنے کے لئے رشتہ داروں، الخ۔

ج۔ ”اتَّى الْمَالُ عَلَى حِبَّةٍ“ = علی حب اللہ مصدر مضاف، إلى المفعول۔ نیکی یہ نہیں ہے کہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر فرشتوں پر خدا کی کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لاٹیں اور خدا کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، الخ۔

د۔ ”وَ اتَّى الْمَالَ عَلَى حُبَّةٍ“ = اتَّى الْمَالَ عَلَى حب الاتیان۔ نیکی یہی نہیں اور خوشی خوشی بطيہ نفس اپنا مال رشتہ داروں، الخ۔

بطور تفسیر کہہ سکتے ہیں اپنا مال ظالم کا منہ بند کرنے یا اپنا کام نکالنے یا کسی دباؤ کے تحت نہیں، بلکہ خوشی خوشی رشتہ داروں وغیرہ پر خرچ کرنا نیکی ہے۔

• ”كَيْتَبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا
الْوَصِيَّةُ لِلَّوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًا عَلَى
الْمُتَّقِينَ، فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ“

يُبَدِّلُونَهُ“ (١٨٠، ١٨١)۔

الف۔ “مَنْ” = متولى الإيصاء دون الموصى له ”سمعه“ = سمع المتولى إيصاء ”إئمَّة“ = إئمَّة التبديل، ”يُبَدِّلُونَهُ“ = يبدلون المتولون الإيصاد۔ وصیت کی تغییر کرنے والے نے وصیت سنی اور بعد میں اس وصیت میں تبدیلی کر دی تو اس تبدیلی کا گناہ و خیانت میں تبدیلی کرنے والوں پر ہو گا، اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔ ”من“ = الموصى، ”بَدْلَه“ = بدل الموصى أمر اللہ، ”سمعه“ = سمع الموصى حکم اللہ او أمر اللہ، یہ ”كَتِبَ عَلَيْكُمْ“ سے ظاہر ہے۔ ”إئمَّة“ = إئمَّة تبديل أمر اللہ، ”يُبَدِّلُونَهُ“ = يبدلون الموصون أمر اللہ۔ وصیت کرنے والے نے وصیت کے بارے میں اللہ کا حکم سنا اور سننے کیجھنے کے بعد وصیت کے حکم میں من مانے تبدیلی کر دی تو اس تبدیلی کا گناہ ان لوگوں پر ہو گا جنہوں نے اللہ کے حکم میں تبدیلی کر دی (خبردار رہو) اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ تاویل کی حدیث متعین کرنے کے لئے نبویوں نے ”بَدْلَه“، کی ضمیر منصوب متصل واحد نہ کر غائب کے مرجع کی دو صورتیں اور بتائی ہیں۔
ج۔ ”بَدْلَه“ = بدل المعروف، معروف، نیک۔
نیکی کا دستور۔

اسی طرح ”سمعه“ = سمع المعروف، ”إئمَّة“ = إئمَّة التبديل۔

تو پڑھ:

وصیت کے بارے میں جس کسی نے اللہ کے بتائے ہوئے ہیں کا دستور سننے کیجھنے
کے باوجود اس میں اللہ پھیر کر دی تو اللہ پھیر کا گناہ اللہ پھیر کرنے والوں ہی پر ہو گا،
اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

و۔ ”بَدْلَهُ“ = بدل الحق، اسی طرح: ”سَمِعَهُ“ = سمع الحق۔
حق، فریضہ، پابندی۔

توضیح:

وصیت کے بارے میں اللہ نے متقيوں پر جو فرض عائد کیا ہے اور ان کو جس امر کا پابند کیا ہے اس میں کسی نے کمی بیشی کی تو اس تبدیلی کا گناہ ان لوگوں پر ہو گا جنہوں نے یہ کمی بیشی کی اللہ سب کچھ سنبھالنے اور جاننے والا ہے۔

• ”فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّؤْصِنِ حَنْفَاً أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ“ (۱۸۲)۔

الف۔ ”بَيْنَهُمْ“ = بین الموصین الوارثین ”فلا إثم عليه“ = فلا إثم على المصلح، لفظاً غير مذكور مگر فعل ”صلاح“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے اس کے کسی دارث کی پاس داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو اور وہ شخص وصیت میں تبدیلی کر کے دارثوں میں شریعت کے حکم کے موافق صلح کرادے تو صلح کرانے والے پر اس تبدیلی کا کچھ گناہ نہیں بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

• ”أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّهُ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ، وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامٌ مِسْكِينٌ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ“ (۱۸۳)۔

الف۔ ”يُطِيقُونَهُ“ = يطیقون الصوم۔

توضیح:

چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں، اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی تعداد پوری کڑلے اور جو لوگ یعنی جن کو روزہ رکھ سکتے ہوں، یعنی جن کو روزہ رکھنے سے نقصان ہوتا ہو تو وہ فدیہ دیں، ایک روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے، جو اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے تو یہ بھلائی کرنے والے کے لئے بہتر ہے، لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا بھی ہے کہ روزہ رکھو۔

• ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَ
بَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلِيَصُمُّهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ
أُخْرَ“ (۱۸۵).

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الشَّهْرِ، ”فَلِيَصُمُّهُ“ = فَلِيَصُمُّ الشَّهْرَ، سوموا شهر رمضان۔

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، جو لوگوں کا راہ نما اور اس میں سے ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں، جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے، تو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ میں موجود ہو، چاہئے کہ پورے مہینہ کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں رکھ کر ان کا شمار پورا کرے (فتح محمد)۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی فرض الصوم و تعظیمه والحضر عليه،
اس صورت میں قرآن سے مطلب اس کا صرف وہ جزو ہو گا جو روزوں سے متعلق

- ۶ -

توضیح:

قرآن رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں نازل ہوا ہے، قرآن لوگوں کا راجہ نما ناخ۔

یہ دوسرا قول بعد از قیاس نہیں ہے، عربی مبین میں اس طرح کی متعدد مثالیں موجود ہیں، نزول قرآن فی شان عائشہ و فی شان فلاں و فلاں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

• ”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوَا بِهَا إِلَى الْحُكَمِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ“ (۱۸۸)۔

الف۔ ”تدلووا بها“ = تدلوا بالأموال، تم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقہ سے کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے ان اموال کو اس غرض سے پیش کرو کہ تمہیں دوسرے کے مال کا کوئی حصہ قصدا ظالمانہ طریقہ سے کھانے کا موقع مل جائے (تفہیم)۔

حاکموں کو رشتہ دے کر ناجائز فائدے اٹھانے کی کوشش نہ کرو (حاشیہ تفہیم)۔

ب۔ ”تدلووا بها“ = تدلوا بالحجۃ او شہادۃ الزور، یہ اسم لفظوں میں نہ کور نہیں ہے، وہو کا، فریب یا جھوٹی گواہی جیسا مفہوم فوائے کلام اور لفظ باطل سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

تم لوگ..... اور نہ حاکموں کے آگے کسی کے مال میں اپنی ملکیت کا دعویٰ دائر کرو (جھوٹی دلیلوں اور جھوٹی گواہی کے ذریعہ حاکم عدالت رو داد مقدمہ کے لحاظ سے تمہارے موافق فیصلہ کرے) کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ ناخ۔

• ”لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَتَغَافَلُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ، فَإِذَا

أَفَضُّلُمْ مِنْ عَرَفْتَ فَإِذْ كُرُّوَ اللَّهُ عِنْدَ الْمَشْعِرِ الْحَرَامِ،
وَإِذْ كُرُّوَةَ كَمَا هَذَا كُمْ، وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ
الضَّالِّينَ” (١٩٨)۔

الف۔ ”مِنْ قَبْلِهِ“ = مِنْ قَبْلٍ هَذِي، هَذَا كُم سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں (تجارت وغیرہ کے ذریعہ) اپنے پروڈگار سے روزی طلب کرو اور جب عرفات سے واپس ہونے لگو تو م Shr Ham میں خدا کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا اور بدایت سے پیشتر تم لوگ ان طریقوں سے محض ناواقف تھے (فتح محمد)۔

ب۔ ”مِنْ قَبْلِهِ“ = من قبل الرسول۔

اس کا تمہیں کچھ تم کو سکھایا اور نہ رسول کی بعثت سے قبل تم لوگ بھسلکے ہوئے تھے۔

الف و ب۔ میں بہت ہی قریب المعنی ہیں۔

”كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً، فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيًّا مُبَشِّرًا
وَمُنذِرًا، وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحُكِّمَ بَيْنَ
النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ، وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ، فَهَذَى اللَّهُ الَّذِينَ
أَمْنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ يَا ذَنْبِهِ“ (٢١٣)۔

الف۔ ”لِيَحُكِّمَ الْكِتَابَ“ = لیحکم الکتب۔

قدر لیحکم الکتب بین الناس۔

”وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ“ = وَمَا اخْتَلَفَ فِي الْكِتَابِ، ”أُوتُوهُ“ = اوتوا الکتب

”بِإِذْنِهِ“ = بِإِذْنِ اللَّهِ۔

کتاب کی طرف حکم کی نسبت مجازی ہے، ”کتاب ینطق بالحق“۔

ہمارے پاس کتاب ہے جو حق کہہ دیتی ہے (سورہ مومنوں ۶۲)۔

”کتابنا ینطوق“ (سورہ جاثیرہ ۱۹)۔

نبی دراصل اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہے، اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا:

”لِيَحُكُمْ“ = لیحکم اللہ۔

تقدیر: انزل اللہ الکتب لیحکم بہ بین الناس۔

لوراللہ کی کتاب سے فیصلہ عملانی ہی کرتا ہے اس لئے ”لیحکم“ = لیحکم الشی الکتب۔

دین اصلًا کتاب کے دریجہ دیا گیا، اس لئے ”اوتوہ“ سے اوتوا الکتب مراد یہا

بالکل درست ہوگا۔

”اوتوہ“ اوتوا الکتب، ”بِإِذْنِهِ“ = بِإِذْنِ اللَّهِ۔

زیر یور آیت میں لفظ ”امۃ“ کا فارسی مترادف کیش اور ہندی میں شاید و ہرم مناسب رہے گا^(۱)۔

ضمیر دل کی ذکورہ بالاتشروع کے لحاظ سے آیت کی توضیح کچھ اس طرح ہوگی:

ابتداء میں تو سب انسانوں کا دین ایک ہی تھا، بعد میں اختلاف پیدا ہوئے تو خدا نے راست رو لوگوں کو جنت کی خوش خبری اور کچھ رو لوگوں کو ووزخ سے ڈرانے والے پیغمبر صحیح اور ان پیغمبروں کے ساتھ حامل حق کتاب اتاری تاکہ انسانوں کے درمیان جو اختلافات پیدا ہو گئے تھے، پیغمبر از روئے کتاب ان اختلافات کا فیصلہ کرے، (یعنی حق و باطل واضح کر کے بتائے کہ سعادت کی راہ کون سی ہے، اور شقاوت کی کون سی) اور دین کے بارے میں انہی لوگوں نے اختلاف کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی، ان لوگوں نے کھلی ہدایتیں آنے کے باوجود اس لئے اختلاف کیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا

(۱) ”امۃ“: امت، جماعت، مدت طریقہ، دین، امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے معنی آتے ہیں: عرب والے بولتے ہیں: فلاں لا امت لہ یعنی فلاں کا کوئی دین اور طریقہ نہیں ہے۔ (لغات القرآن، بکو الحمدۃ القاری ج ۵ صفحہ ۱۹۸)۔

چاہتے تھے، جو لوگ اللہ کی کتاب قرآن پر ایمان لے آئے، اللہ نے انہیں اپنے اذن سے اس امر حق کی طرف رہبری کی جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا۔ بعض مفسر کہتے ہیں: ”مَا اخْتَلَفَ فِيهِ“، میں ضمیر مجرور متصل سے محمد ﷺ اور ”أُوْتُوهُ“، کی ضمیر منصوب متصل سے مراد تورات یا نجیل ہو سکتی ہے۔ مطلب یہ کہ یہود و نصاری نے تورات و نجیل میں آپ ﷺ کی بعثت کی پیشگوئی کا علم رکھنے کے باوجود آپ ﷺ کی نبوت سے اختلاف کیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”أُوْتُوهُ“، کی مذکورالصدر ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع ہے۔

•
”كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ، وَعَسَى أَنْ تَكْرُهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ، وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ (۲۱۶)۔
الف۔ ”هُوَ كُرْهٌ“ = القتال کرہ = القتال مکروہ۔

توضیح:

مومنو! تم پر خدا کے رستے میں لڑنا فرض کر دیا گیا ہے، لڑنا تمہیں ناگوار تو ہو گا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور ان باتوں کو خدا ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔
ب۔ ”هُوَ كُرْهٌ“ = فرض القتال یہ ”كَتَبَ عَلَيْكُمُ“ سے ظاہر ہے۔
مطلوب یہ کہ: مومنو! تم پر خدا کے رستے میں لڑنا فرض کیا گیا ہے، لڑنے کا حکم تم کو ناگوار تو ہو گا لخ۔

•
”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ، قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ، وَصَدْقٌ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفُرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرٌ عِنْدَ اللَّهِ، وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرٌ مِنَ القَتْلِ“

الخ“ (۲۱۷)۔

”يَسْتَلُونَ“ = يَسْتَلُونَ الْكُفَّارَ،

”عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِيهِ“ = قِتَالٌ فِي شَهْرِ الْحَرَامِ،

”كُفْرٌ بِهِ“ كُفْرٌ بِسَبِيلِ اللَّهِ۔

”إِخْرَاجُ أَهْلِهِ“ = إِخْرَاجُ أَهْلِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،

”مِنْهُ“ = مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَوْ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ، اِلَاسْلَامِ،

لقد يُرِيدُ: ”يَسْتَلُونَكَ الْكَافِرُونَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٌ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟“

فُلُّ: قِتَالٌ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَمَا تَفْعَلُونَ مِنَ الصَّدِّعَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لِمَنْ أَرَادَ اِلَاسْلَامَ
وَمِنْ كُفْرِكُمْ بِاللَّهِ وَإِخْرَاجِكُمْ أَهْلَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مِنْهُ أَكْبَرُ جُرْمًا عِنْدَ اللَّهِ۔

تو ضَعْ:

آپ سے کافر طنز آپوچھتے ہیں کیا اس مہینہ میں جنگ کرنا درست ہے؟ جس مہینہ
میں جنگ کرنا بآئُن جدِ حرام قرار دیا گیا ہے، آپ کہئے! اللہ کی راہ میں جنگ کرنا کوئی برائی
نہیں ہے، راہ خدا میں رکاوٹ ڈالنا، راہ خدا، اسلام کا انکار کرنے ہم مومنو پر مسجد حرام کا رستہ بند
کرنا اور مسجد حرام کے باشندوں کو نکال کر باہر کرنا حقیقی برائی تو یہی ہے۔

”بِهِ“، ضمیر مجرور کا مر جمع اسم جالہد یا حج بتانا بے محل تکلف کی وجہ سے صحیح نہیں
معلوم ہوتا ہے۔

● ”وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ..... وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي

أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ“ الخ (۲۳۵)۔

الف۔ ”فَاحْذَرُوهُ“ = فَاحْذَرُوا اللَّهَ،

اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے اللہ سے ڈرتے
رہو اور جانے رہو کہ اللہ بخششے والا اور بہت بُردبار ہے۔

ب۔ ”فَاحْذِرُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ“، ضمیر سے قریب ترین اسم۔ اور جانے رہو کے جو کچھ تمہارے دل میں ہے، اللہ اس کو جانتا ہے جو کچھ دلوں میں ہے اس سے خبردار رہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ فاسد خیال فاسقانہ عمل پر ڈالے) اور جانے رہو کے اللہ اخ۔

● ”مَنْ ذَالَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً“ (۲۲۵)۔

”يُضِعِفَهُ“ = يُضِعِفُ قَرْضًا حَسَنًا،
مرجع اسم نکره موصوفہ۔

توضیح:

کون ایسا ہے جو اللہ کے لئے اچھا کام کرے، پھر اللہ اس کام کا اجر نہیں کئی گنازیادہ عطا کرے یعنی اصل انتہاق سے بہت زیادہ بڑھا کر۔

یادداشت:

اصطلاح قرآنی میں قرض سے مراد ہر وہ رقم ہے جو انسانی بھلائی کے لئے مخلصانہ خرچ کی جائے، زیر درس آیت کے ہم مفہوم آیتوں کے لئے دیکھئے: (سورہ مائدہ کی (۱۲) اور سورہ حمید کی (۱۸، ۱۱) اور سورہ تغابن کی (۷) اور سورہ مزمل کی (۳۷) آیتیں)۔

● ”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذْهُ سِنَةٌ وَلَا نُوْمٌ، لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، مَنْ ذَالَّذِي يَشْفَعُ عِنْهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفُهُمْ، وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مَنْ عِلِّمَهُ إِلَّا بِمَا شَاءَ، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَوْدُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ“ (۲۵۵)۔

الف۔ ”يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ“ = يَعْلَمُ ما بین ایڈی مَا فی السَّمَاوَاتِ وَمَا فی الْأَرْضِ وَمَا خَلَفَ مَا فی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

جو کچھ اس میں ہے سب۔

”لَا يَحِيطُونَ“ = لا یحیطون ما فی السماوات و ما فی الأرض،
”ما“ موصلہ واحد و جمع دونوں میں سے کسی ایک کے لئے آسکتا ہے، یہاں بصیرت
جمع ہے۔

”حِفْظَهُمَا“ حفظ السماوات و الأرض،
سموات، مادہ س م دی، ناقص داوی دیائی۔

ہر بلند چیز جو انسان کے سر پر ہو سا ہے، یہ اصل اسماء ہے، اور حسب قاعدہ مؤنث
بھی مستعمل ہے، اہل عرب اس کو بطور اسم جنس جمع بھی بولتے ہیں، اس لحاظ سے اس کی
ضمیر بھی مذکور آئی ہے، حتیٰ کہ لفظ سماوات بھی اسماء کی جمع ہے، بطور اسم جنس استعمال ہوتا
ہے، جیسا کہ اسی آیت میں ہے، سورہ یسین میں بصیرت جمع اس طرح ہے: ”أَوَلَيْسَ اللَّهُ
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ إِلَّا خَ“ (۸۱)۔

اور سورہ طلاق میں ہے: ”اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ
الخ“ (۱۲)، س م دی کی تعریف اسی سورۃ کی آیت (۲۹) میں گزر چکی ہے، دیکھئے: فقرہ (۷)۔

تو ضیغ:

الله وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور الہ ہے ہی نہیں، اللہ زندہ ہے سب کو سنبھالنے
 والا ہے، اسے نہ اوپکھ آسکتی ہے، نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کا سب اسی کا
ہے، کون ایسا ہے جو اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کسی کی سفارش کر سکے وہ جانتا ہے جو
آسمانوں اور زمین (کی ہر ہر مخلوق) کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور ان میں سے
کوئی بھی اس کی معلومات میں سے کسی ایک چیز کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے، لیکن اگر اللہ خود ہی

چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے، اس کی کرتی نے آسمانوں اور زمین کو سار کھا ہے اور اللہ پر ان دونوں یعنی آسمانوں اور زمین کی نگرانی ذرا بھی گرا نہیں اور وہ عالی شان ہے، عظیم الشان ہے۔

ب۔ ”ایدیہم وَمَا خَلَفُهُمْ“ = ایڈی من و خلف من،

”ما“، موصولہ کی طرح من بھی واحد یا جمع میں کسی ایک کے لئے آسکتا ہے۔

”لَا يُحِيطُونَ“ = لا یحیطون من۔

مطلوب یہ کہ: کون ایسا ہے..... جو کچھ ہر ہر مخلوق کے آگے ہے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اللہ وہ سب کو جانتا ہے اللہ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

”یوء دہ“، کی ضمیر منصوب متصل کو بعضوں نے کرسی کی طرف پھیرا ہے، یہ اہل عربیت کے لئے غالباً ناموس توجیہ ہے۔

ج۔ ”مابین أَيْدِيهِمْ“ = مابین أیدی الناس، ”وَمَا خَلَفُهُمْ“ = ماخلف الناس۔

”لَا يُحِيطُونَ“ = لا یحیطون الناس۔

آیت میں انسان یا الناس لفظوں میں مذکور نہیں ہے تاہم معنوی قرینہ سے، اس تحریج کی تائید ظاہر ہے۔

تو توضیح غالباً اس طرح ہو گی: (واعلم عند اللہ، الخیر)۔

الله وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں..... اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جس کا علم انسان کو دیا گیا ہے اور اللہ وہ بھی جانتا ہے جو انسان سے مخفی ہے، کوئی ایک انسان یا کئی انسان مل کر بھی اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، ہاں اللہ اگر خود ہی چاہے تو وہ جس کو چاہے جتنا علم دینا چاہے دے سکتا ہے، اور دیتا بھی ہے، اللہ کی حکومت اور اس کا اقتدار سارے آسمانوں اور زمین پر اور کل کائنات پر حادی ہے، اخ-

یادداشت:

یہ توجیہ اس لئے بھی قابل غور ہے، کہ از روئے قرآن اللہ نے اپنی جملہ مخلوقات

میں علم اور اس کے اظہار سے صرف انسان ہی کو نوازا ہے کسی اور کو نہیں اور اگر کچھ علم دیا ہے تو اتنا نہیں جتنا کہ انسان کو دیا ہے۔

• ﴿اَللّٰهُ تَرَ إِلٰى الَّذِي حَاجَ اِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ اَنْ اَللّٰهُ الْمُلْكُ﴾ (۲۵۸)

الف۔ ”فِي رَبِّهِ“ = فی رب ابراہیم۔

توضیح:

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔

ب۔ ”فِي رَبِّهِ“ = فی رب نمرود،
اَنْ أَتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ، مفعول له۔

جھگڑے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ نے نمرود کو حکومت و سلطنت عطا کی تھی۔

”فِي رَبِّهِ“ فی رب نمرود، کے لحاظ سے معنی ہوں گے:
کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا جھگڑا اس بات پر کہ نمرود کا رب کون ہے، چونکہ اللہ نے اسے سلطنت و حکومت سے نوازا تھا، اس لئے وہ اپنے آپ ہی کو رب سمجھ بیٹھا تھا۔

ملحوظہ:

اس صورت میں ”رَبِّهِ وَأَتَاهُ“، کی ضمیروں میں مناسبت رہتی ہے کلام فضیح کا اقتداء بھی یہی ہے۔

پہلی صورت میں غالباً ضمیروں کی مناسبت کے لئے کہا گیا ہے، کہ ”أَتَاهُ“، میں

بھی ابراہیم مراد ہیں، نبوت سے زیادہ اقتدار اور کیا ہو سکتا ہے، اور نقی دلیل میں کہتے ہیں: ابوحدیفہ کا قول ہے ”اتاہ“، سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ابراہیم کو نبوت کے ملک سے نوازا تھا۔

● ”قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأَتَ
بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ“ (۲۵۸)۔
”بِهَا“ = بالشمس، شش عربی میں موئٹ سمائی ہے۔

توضیح:

ابراہیم نے کہا خدا تو سورج کو پورب سے نکالتا ہے، آپ اس کو پھتم سے نکالنے۔

یادداشت:

زیر غور آیت کے علاوہ درج ذیل سورتوں میں بھی سورج موئٹ ہی آیا ہے، (۲،
انعام ۸۷) بازغة، أفلت۔

یہاں شش کی طرف اشارہ مذکور ہذا کی توجیہ کے لئے دیکھئے: الشکر، ذو الفقار احمد
نقوی، بھوپال ۱۲۹۷۔

(۱۸، کہف، ۲۱، طلعت، ایضاً ۸۶، وجدھا تغرب، ۹۰، وجدھا تطلع ۲۰،
طلخہ ۱۲۰، ہا ۱۲۳، یسین ۳۸، تحری، ایضاً ۳۰، تدرک، ہا ۸۱، تکویر، کوثر)۔

”جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً۔“

(۱۰، یونس ۵، دلیل، ۲۵)۔

فرقاں (۳۵، سراجاً ۱۷، نوح ۱۶) کی توجیہ کے لئے کسی منفصل و مطول تفسیر سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

● ”أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرِيَةٍ وَهِيَ خَارِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا، قَالَ

أَنِي يُحْكِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةً عَامٍ ثُمَّ
بَعْثَةَ، قَالَ كُمْ لَبِثَتْ، قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ، قَالَ
بَلْ لَبِثْتَ مِائَةً عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهُ
الخ“ (٢٥٩)۔

الف۔ ”قَالَ كُمْ لَبِثَتْ“ = ”قَالَ اللَّهُ“۔

”لَمْ يَتَسَنَّهُ“ = لم يتتسنہ الشراب۔

الیضا: لم يتتسنہ الشراب والطعام۔

”لَمْ يَتَسَنَّهُ الْغَذَاءَ“۔

توضیح:

یا اسی طرح بطور مثال اس شخص کو دیکھو جس کا گذر ایک ایسے گاؤں میں ہوا جو اپنی
چھتوں پر اونڈھا گر پڑا تھا، اس شخص نے کہا خدا اس کے باشندوں کو مرنے کے بعد کیوں کر
زندہ کرے گا؟ تو خدا نے ایسا کہنے والے کی روح قبض کر لی اور سو برس تک اس کو اسی حالت
پر رکھا، پھر اس کو زندہ کیا اور پوچھا یہاں تم کتنی مدت شہیرے رہے تو اس نے جواب دیا کہ
ایک دن یا اس سے بھی کم وقت تک رہا، خدا نے کہا تم تو سو برس تک پڑے رہے اپنے کھانے
پینے کی چیزوں کو دیکھو، اتنی مدت گزر جانے کے باوجود مردی گلی نہیں اور اپنے گردھے کو
بھی دیکھو۔

ب۔ ”قَالَ رَجُلٌ نَّالَذِي شَاهَدَ مَوْتَهُ وَعُمْرَ إِلَى حَيَاةِ“۔

یا اسی طرح..... زندہ کیا تو ایک پیر مرد نے جو زندہ شدہ شخص کی موت کے وقت
موجود تھا اور اس کے دوبارہ زندہ ہونے تک بقید حیات تھا پوچھا، تم کتنی مدت تک اخ۔
یہ مرجع بتکلف درست ہو سکتا ہے، البتہ ”لَمْ يَتَسَنَّهُ“ کی ضمیر شراب یا شراب
و طعام یا غذا کی طرف راجع ہو سکتی ہے، اس سے معنی میں واضح تبدیلی نہیں آتی۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتُكُمْ بِالْمَنْ وَالْأَذْى،
كَمَا أَنَّ الَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،
فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانَ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاصَابَهُ وَأَبْلَ قَرَّكَهُ صَلْدًا
لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا“ (۲۶۳)۔

الف۔ ”أَصَابَة“ أَصَابَ وَأَبْلَ تُرَابٌ، یہ مرجم سے قریبی اسم کی بناء پر۔

”تَرَكَهُ صَلْدًا“ = تَرَكَ وَأَبْلَ تُرَابًا صَلْدًا أيضًا،

توضیح:

مومنو! اپنے صدقات احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح بر بادنه کر دینا جلوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے، اور خدا اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا، ایسے ریاکار کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی اور اس مٹی پر زور کا یہنہ برس کر اس مٹی کو صاف کر ڈالے، (اس پر کچھ اگنے کی نوبت ہی نہیں آئی) اسی طرح یہ ریاکار لوگ اپنے دکھاوے کے اعمال کا کچھ بھی صلح حاصل نہیں کر سکیں گے، خدا ایسے ناشکروں کو راست نہیں دکھایا کرتا۔

ب۔ ”أَصَابَة“ صَفْوَانًا، تَرَكَهُ = تَرَكَ صَفْوَانًا صَلْدًا۔

مومنو!..... ریاکار کے مال کی مثال ایسی چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی اس چٹان پر زور کی بارش ہوتی اور چٹان صاف ہو گئی، روئیدگی کے قابل نہیں رہی، اس طرح یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال انجام دے سکتے۔

”وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ أَبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ
تَشْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَأَبْلَ فَاتَّ
أَكْلَهَا ضِعْفَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يُصْبِهَا وَأَبْلَ فَطَلَّ“ (۲۶۵)۔

الف۔ ”أَصَابَهَا“ = أَصَابَ وَأَبْلَ الْجَنَّةَ ”أَكْلَهَا“ = أَكْلَ جَنَّةً، ”لَمْ

يُصِبُّهَا” = لَمْ يُصِبْ جَنَّةً

توضیح:

جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے، جو اونچی جگہ پر واقع ہو جب اس باغ پر مینہ بر سے تدوگنا پھل لاتا ہے، اور اگر اس باغ پر مینہ نہ بھی بر سے تو بھنووار ہی سہی کچھ نہ کچھ آتا ہے، خواہ تھوڑا سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

الف۔ ”أَصَابَهَا“ = أَصَابَ زَبَوَةً، زبَوَةٌ ضَمِيرٌ سے قریب ضرور ہے، مگر زبَوَةَ کا ذکر باغ کا محل و قوع بنانے کے لئے ہے، ”هَا“، ضمیر منصوب منفصل مؤنث کا اس طرف رجوع بعید از قیاس ہے، گو معنی کسی نہ کسی طرح بن جاتے ہیں۔

●
”يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ، وَلَا تَيْمَمُوا الْخَيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِإِخْزِيْهِ، إِلَّا أَنْ تُعْمِضُوا فِيهِ الْخَ“ (۲۶)۔

”مِنْهُ“ = مِنَ الْخَيْثَ، ”اخْزِيْهِ“ = اخْزِيْهِ الْخَيْثَ، ”فِيهِ“ = فِي الْخَيْثِ۔

الف۔ ”الْخَيْثَ“، پروقف اور ”مِنْهُ“، سے دوسری خبر کی ابتداء ہے۔

توضیح:

اے ایمان لانے والو! جو مال تم نے کامے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے، اس میں سے راہ خدا میں بہتر حصہ خرچ کرو اور دینے کے لئے خراب چیز الگ کرنے کا رادہ نہ کرو کہ اس میں سے خرچ کریں حالانکہ اگر کوئی خراب ناکارہ چیز تمہیں دے تو تم اس کا لینا گوارہ نہ کرو الایہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اس کی خرابی کو نظر انداز کر جاؤ۔

ب۔ اگر ”الْخَيْثَ“، پروقف نہ ہو اور کلام متصل ہو تو:

”مِنْهُ“ مِمَّا كَسْبَتْ وَمِمَّا أَخْرَجَنَا النَّخْ ”الْخَذِيْهِ، وَفِيهِ“ = ”الْخَيْثُ“ =

معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

مومنو!..... بہتر حصہ خرچ کرو اور اپنے کمائے ہوئے اور اللہ کے زمین سے نکالے ہوئے مال میں سے کچھ دینے کے لئے گھٹیا حصہ نکالنے کا ارادہ مت کرو، تم جانتے ہو کہ اگر کوئی تمہیں الخ

• ”إِنْ تُبَدُّو الصَّدَقَاتِ فَنِعْمًا هِيَ، وَإِنْ تُحْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا
الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ“ (۲۷۱)۔

”نِعْمًا هِيَ“ نِعْمًا الصَّدَقَاتِ المُبَدَأة وَكَذَا فِي تَحْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا، ہو“ = الاخفاء، یعنی الاخفاء خیر لکم، اسم لفظوں میں مذکور نہیں قول تحفو، سے ظاہر ہے۔ اگر تم صدقات کھلماں کھلا دو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر صدقات پوشیدہ طور پر حاجت مندوں کو دو تو یہ پوشیدہ طور پر دنیا بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

• ”الَّذِينَ يَا كُلُونَ الرِّبُوَا لَا يَقُولُونَ إِلَّا كَمَا يَقُولُ الَّذِي
يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ
مِثْلُ الرِّبُوَا، وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَ حَرَمَ الرِّبُوَا، فَمَنْ جَاءَهُ
مَوْعِظَةً مِنْ رَبِّهِ فَأَنْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، وَمَنْ
عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْبَحُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ“ (۲۷۵)۔

الف۔ ”أَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ“ = امر المُنتہی عن السُّوءِ ای اجر المُنتہی عن السُّوءِ۔

تو ضمیح:

اللہ نے یمن دین کو حلال قرار دیا اور سود بیان کو حرام، پس جس کسی کو بھی اس کے پروردگار کی طرف سے یہ نصیحت آجائے اور وہ سود خواری سے باز آجائے تو جو کچھ پہلے ہو چکا وہ ہو چکا اب سود سے باز آجائے والے کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جو پھر سود لینے لگا تو

ایے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے۔

ب۔ "أَمْرُهُ عَلَى اللَّهِ" = امر ذی الربوا ای فی آن يَبْتَهِ عَلَى الاتِّهَا او
يُعْيِدُهُ إِلَى الْمُعْصِيَةِ۔

اللہ نے پہلے جو کچھ ہو چکا وہ، وہ چکا جو سود لیتا تھا اس کا معاملہ اللہ کے حوالے
ہے تو اس کو اپنی سود خواری سے باز رکھے، چاہے گناہ پر رہنے دے، لیکن جو موعظت کے
بعد بھی سود لینے لگ گیا تو ایے لوگ انہیں۔

رج۔ "أَمْرُهُ" = امر ما سلف: ای فی العفو عنہ، اس سے بطور تفسیر بعضوں نے
"امر العفو" مراد لیا ہے۔

مطلوب یہ کہ اس موعظت سے پہلے جو جو سود خواری میں مبتلا تھے، ان سے
باز پرس نہیں ہو گی، لیکن جو موعظت کے بعد بھی سود خواری کریں تو ایے لوگ انہیں۔
د۔ "أَمْرُهُ" = امر الربوا فی امر تحریمه وَغیر ذلک۔

پہلے جو کچھ ہو چکا اب سودی کار و بار جاری رہنے یا نہ رہنے کا معاملہ اللہ کے
ذمہ ہے، مومنوں کو نصیحت کی جاتی اور انہیں بتا دیا جاتا ہے کہ اللہ نے سود کو حرام قرار دیا
ہے، اور اس کے بعد بھی سود خواری کریں تو ایے لوگ انہیں۔

ملحوظہ:

مندرجہ بالاوضاحت کی خواجے کلام سے تائید نہیں ہوتی۔

"يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَانَتُم بِذَنِينِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمَّى
فَاكْتُبُوهُ، وَلَا يُكْتَبُ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ، وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ
آن يَكْتُبَ كَمَا عَلِمَ اللَّهُ فَلَيَكْتُبْ، وَلَا يُمْلِلَ الَّذِي عَلَيْهِ
الْحَقُّ وَلَا يُتَّقِ اللهُ رَبُّهُ وَلَا يَبْخَسُ مِنْهُ شَيْئًا، فَإِنْ كَانَ
الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِعُ آن يُمْلِلَ

هُوَ فَلِيمُمْلِلٌ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ، وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتِنِ مِمْنَ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتَذَكَّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى، وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءِ إِذَا مَأْدُعُوا وَلَا تَسْئُمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَى أَجْلِهِ، ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى إِلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلَّا تَكْتُبُوهَا، وَ اشْهُدُوا إِذَا تَبَايعُتُمْ، وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ، وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ، وَاتَّقُوا اللَّهَ، وَيَعْلَمُكُمُ اللَّهُ، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ” (٢٨٢).

أَكْتُبُوهُ:	اكتبوا الدين
عَلِمَهُ:	علم الله الكاتب
عَلَيْهِ:	على المديون (دام لينه والا)
مِنْهُ:	من الدين
عَلَيْهِ:	على المديون
هُوَ:	المديون
وَلِيَهُ:	ولي المديون
تَكْتُبُوهُ:	تكتبوا الدين
أَجْلَهُ:	أجل الدين
فِيَهُ:	إن الآخراء والأباء

تو ضیح:

۱- ایمان والو! جب ادھار کا معاملہ کسی مقررہ مدت تک کرنے لگو تو قرض کی مقدار دادائی کی مدت لکھ لیا کرو اور لازم ہے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا ثہیک ٹھیک لکھنے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھایا ہے، اسی طرح لکھنے اور دستاویز کا مضمون وہ شخص لکھوائے جس کے ذمہ قرض کی ادائی وجہ ہے، اور قرض دار اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور قرض کی مقدار میں کچھ کمی نہ کرے، پھر اگر وہ جس کے ذمہ قرض کی ادائی وجہ ہے، نادان ہو یا ناتوان ہو اور کسی وجہ سے وہ اس قابل نہ ہو کہ خود لکھوا سکے تو ضروری ہے کہ اس کا (قرض دار کا) کارکن معاملہ ٹھیک ٹھیک لکھوادے اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے جسے تم پسند کرتے ہو گواہ بنا لو تاکہ ان دو عورتوں میں سے اگر ان دونوں میں کوئی بھول جائے تو دوسری اس کو پا دلادے، اور جب گواہ بلاۓ جائیں تو چاہئے کہ جن کو گواہی کے لئے بلا یا گیا ہے وہ گواہی سے انکار نہ کریں، معاملہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک دستاویز کے لکھنے میں کامیابی نہ ہو، یہ کتاب اللہ کے نزدیک زیادہ قرین الصاف ہے، اور گواہی کو درست رکھنے والی ہے اور اس بات سے زیادہ قریب ہے کہ تم شبہ میں نہ پڑو، لیکن اگر کوئی سودا دست بدست ہو جیسے تم آپس میں لیتے دیتے ہی رہتے ہو تو اگر ایسے لین دین کو نہ لکھا جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں، مگر بیچتے خریدتے ہو جب بھی گواہ کر لیا کرو اور کسی لکھنے والے یا گواہی دینے والے کو ستایانہ جائے اور اگر تم ان کو ستاؤ گے تو یہ تمہارے لئے ایک گناہ ہو گا، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہیں صحیح عمل کے طریقے سکھاتا ہے، اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانے والا ہے۔

افتباہ:

ضمیر منصوب متصل کی تعبیر بعضوں نے حق سے اور بعض نے کتاب سے کی ہے، دین ہو یا حق و کتاب تینوں اسیم اس آیت سے ظاہر ہیں، حسب ذوق عربیت اور حسب فہم ان میں سے قاری جو مناسب سمجھے اختیار کر لے وہ حقیقت سے دور نہیں ہو گا، اور یہی صورت "تکتبوا" کی ضمیر منصوب متصل میں ہو گی، البتہ "ولیه" میں بعض عالموں نے "ولی الذی لہ الحق" مرادی ہے، یعنی قرض دینے والا لکھوا لے یہ ممکن تو ہے مگر بعید از صحت معلوم ہوتا ہے۔

● "وَإِن كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً، فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلَيُؤْدِيَ الَّذِي أُوتُمْنَ أَمَانَةً وَلَيُتَقِّيَ اللَّهُ رَبَّهُ، وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ، وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أَثِمٌ قَلْبُهُ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ" (۲۸۳)۔
الف۔ "إِنَّهُ" إن الشان۔

توضیح:

اور اگر تم سفر پر ہو اور دستاویز لکھنے والا نہ مل سکے تو کوئی چیز رہن یا بپسہ میں رکھ کر قرض لے لو اور کوئی کسی کو امین سمجھے رہن کے بغیر قرض دیدے تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کر دے اور خدا سے جو اس کا پور دگار ہے ذرے اور دیکھو شہادت کو مت چھپانا جو شہادت چھپائے گا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

ب۔ "إِنَّهُ" = إن من۔

اور اگر..... چھپائے گا دہل کا گناہ گار ہو گا۔

۳۔ آل عمران

”هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَبَ مِنْهُ إِنَّ مُحَكَّمَتْ هُنَّ أُمُّ الْكِتَبِ وَآخَرُ مُتَشَبِّهُتْ، فَإِنَّمَا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ رَيْغَ فَيَتَبَعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ، وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ، وَالرِّسُولُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ أَمْنًا بِهِ كُلُّ مَنْ عِنْدِ رَبِّنَا، وَمَا يَدْعُكُرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ“ (۷)۔

”مَا تَشَابَهَ مِنْهُ“ = مَا تَشَابَهَ مِنَ الْكِتَبِ، ”ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ“ = ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِ المُتَشَابِهِ، ”وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ“ = مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَ المُتَشَابِهِ، أَمْنًا بِهِ = أَمْنًا بِالْمُتَشَابِهِ۔

توضیح:

وہ خدا ہی ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری، اس کتاب میں محکم آئیں ہیں اور دہی کتاب کا مدار و معیار ہے اور دوسری آئیں تشابہ ہیں (اخبار غیب سے متصل) سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجھی ہے شورش کی تلاش میں وہ کتاب کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو تشابہ ہے اور تشابہ کے غلط سلط مطلب کی جستجو میں لگے رہتے ہیں در آں حلقیکہ تشابہ کا ثحیک ثحیک مفہوم اللہ ہی جانتا ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں، ہم اس تشابہ پر ایمان لائے وہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو بس داشمند ہی قبول کرتے ہیں۔

”مَا يَعْلَمُ تَوْيِلُهُ“ کی ضمیر مجرور کامر جمع بعضوں نے ”الکتب“ بتایا ہے،

”رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَارِيبٍ فِيهِ الْخُ“ (۹)۔

اے ہمارے پروردگار تو سب لوگوں کو اس روز جمع کرنے والا ہے جس روز کے واقع ہونے میں کوئی شک ہی نہیں ہے، اور اللہ توانپے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الجمع: = ”جامع الناس“، سے ظاہر ہے۔

اے ہمارے پروردگار تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، سب لوگوں کے جمع ہونے میں کوئی شک نہیں اخ۔

ج۔ ”فِيهِ“ = فی الحساب۔

اے ہمارے پروردگار بے شک تو سب لوگوں کو ایک روز جمع کرنے والا ہے، اس روز لوگوں کو اپنا حساب دینا پڑے گا، اس حساب میں کوئی شبہ نہیں اخ۔

د۔ ”فِيهِ“ = فی العرض۔

اے ہمارے پروردگار..... اس روز سب اللہ کے آگے پیش ہوں گے پیش ہونے میں کوئی شبہ نہیں اخ۔

جیم و دال اصلاً تفسیری مراجع ہیں از روئے عربیت بعید از بیان ہیں، اسی طرح:

ھ۔ ”فِيهِ“ = فی الحكم: أى لاریب فی هذا الحكم۔

مطلوب یہ کہ اے ہمارے پروردگار آپ ایک وقت سب لوگوں کو جمع کرنے والے ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں، ایسا واقعہ پیش آنے میں کوئی شبہ نہیں۔

”فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَارِيبٍ فِيهِ“۔

الف۔ ”فِيهِ“ فیاليوم، قریب ترین اسم نکره موصوفہ کوئی شبہ نہیں، یہ بھی تکلف ہے، القول قول لا اول۔

”قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فَتَّنَنِ التَّقَتَاءِ، فِئَةٌ تُقَاتَلُ فِي سَبِيلِ

اللهِ وَآخْرَى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مُثْلِيهِمْ رَأَى الْعَيْنِ، وَاللهُ

يُوَيْدِ بِنَصْرِهِ مَنْ يَشَاءُ، اخ (۱۳)۔

”يَرَوْهُمْ مُثْلِيهِمْ“ = يَرَوْنَ النَّاسَ الْفَئَةَ الْكُفُرَ مُثْلِيَ فَئَةٍ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

توضیح:

دیکھنے والے پچھم سردیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن گروہ سے دوچندی ہے مگر نتیجہ نے ثابت کر دیا کہ اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے، دیدہ بینار کھنے والے کے لئے اس واقعہ میں برا سبق موجود ہے۔

● ”شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلِكُ كُلُّهُ وَأُولُوا الْعِلْمُ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ (۱۸)۔
الف۔ ”إِلَهٌ“ = إِنَّ الشَّان۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے، اللہ ہی الہ ہے فرشتوں اور اہل علم کی گواہی بھی بھی ہے، وہ عدل سے انتظام رکھنے والا ہے، اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے، اللہ ہی الہ ہے وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔
ب۔ ”إِلَهٌ“ = اللہ۔

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وہی نہ ہے، اللہ ہی الہ ہے، اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں ہے فرشتوں اخ۔

● ”يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا، وَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّلُ أَنْ بَيِّنَهَا وَبَيِّنَهَا أَمَدًا بَعِيدًا“ (۳۰)۔
الف۔ ”بَيِّنَهَا وَبَيِّنَهَا“ = بَيْنَ النَّفْسِ وَبَيْنَ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ ”ها“ موصولة۔

توضیح:

جس روز ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی موجود پائے گا اور ان کی برائی بھی دیکھ لے گا

تو آرزو کرے گا اے کاش اس میں (عمل کرنے والے ہیں) اور اس براہی میں دور کی مسافت ہو جاتی۔

ب۔ ”بینہ“ = بین الیوم۔

وہ دن آنے والا ہے جب ہر شخص اپنے کئے کا پھل حاضر پائے گا، خواہ اس نے بھلائی کی ہو یا براہی، اس روز آدمی یہ تمنا کرے گا کہ کاش ابھی یہ دن اس سے (عمل کرنے والے سے) بہت دور ہوتا!

• ”إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثِي، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتُ، وَلَيْسَ الدَّكَرُ كَالْأُنْثَى وَإِنِّي سَمِّيَّتُهَا مَرِيمًا“ (۳۵، ۳۶)۔

”وضعتها“ = وضع ما فی بطنها، وَضَعَتِ الموجودة فی بطنها، ”ها“ الموجودة۔

توضیح:

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ عمران کی بیوی نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تیری نذر مانی ہے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا سوتی یہ مجھ سے قبول کر، تو سننے والا اور جانے والا ہے۔

پھر جب اس نے لڑکی جنی تو بیولی اے میرے پروردگار میں تو لڑکی جنی، حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس کو جوانہوں نے جنی، اور وہ لڑکا جوانہوں نے چاہا تھا اس لڑکی کے برابر نہیں، اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔

• ”ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهُ إِلَيْكَ“ (۲۲)۔

الف۔ ”نوحیه“ = نوحی ذالک من أخبار الغیب، یعنی ضمیر اسم اشارہ کے

قائم مقام ہے۔

اے محمدیہ غیب کی خبروں میں سے ہے ہم جو کچھ آپ کو وحی کے ذریعہ بتا رہے ہیں، وہ غیب کی خبریں ہیں۔

ب۔ ”نوحیہ“ = نوحی (ن ب ء) بناء الغیب، مرجع بحذف مضار۔

اے محمدیہ خبر غیب کی خبروں میں سے ہے ہم آپ کو غیب کی خبر پر مطلع کر رہے ہیں۔

● ”إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَمْرِيمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكُ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ
اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الْخَ“ (۲۵)۔

”بِكَلِمَةٍ مِنْهُ“ = بكلمة من الله، اسمه = اسم الكلمة = ای اسم المخلوق المكون المسيح عیسیٰ، ضمیر کی تذکیر باعتبار معنی ہے۔

وہ وقت یاد کرو جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے، اپنی طرف سے ایک کلمہ کی کہ ان کا نام و لقب مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا۔

● ”أَنَّى قَدْ جِئْتُكُمْ بِإِيَّاهُ مَنْ رَبِّكُمْ أَنَّى أَخْلَقْتُ لَكُمْ مَنْ
الطَّيْنَ كَهْيَةَ الطَّيْرِ فَانْفَخْتُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ،
الْخَ“ (۳۹)۔

الف۔ ”فَانْفَخْتُ فِيهِ“ = فی مثل هیئت الطیر، یکون طیراً، یکون المثل طیراً۔

توضیح:

اور عیسیٰ مسیح بنوسرایل کے لئے پیغمبر ہو گا اور وہ کہے گا میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، میں تمہارے لئے منی کے پرندوں کی مانند ایک صورت (مجسمہ) بنائے دیتا ہوں تو وہ پرندہ سے مشابہ (مجسمہ) میں دم کر دیتا ہوں پھر اس پرندہ سے مشابہ صورت (مجسمہ) اللہ کے حکم سے بچ پرندہ بن جاتا ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی المھیاء۔

”ھیئتہ“ = اصلًا مصدر ہے، اور یہاں مفعول، سورہ لقمان میں ہے: ”هَذَا خَلْقُ اللَّهِ“، یعنی مخلوق اللہ یعنی ھیئتہ بمعنی مہیا مادہ: ۵۱ء۔

مطلوب یہ کہ: میں تمہارے لئے پرندوں کی شکل و صورت جیسی ایک صورت گھر دیتا ہوں، پھر اس گھری ہوئی شکل و صورت میں دم کر دیتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مجھ ایک پرنده بن جاتا ہے۔

ج۔ ”فِيهِ“ = فی المخلوق، یعنی خلق کا مفعول مذکوف ہے۔

تَقْدِيرٌ: إِنَّ أَخْلُقَ لَكُمْ مِنَ الطِينِ خَلَقَ كَهْيَةَ الطَّيْرِ فَأَنْفَخَ فِي الْمَخْلُوقِ فِيكُونَ الْمَخْلُوقَ طَيْرًا۔

..... میں تمہارے لئے مٹی سے ایک مخلوق بناؤں گا، اس کی شکل پر ندہ سے مشابہ ہو گی پھر اس مخلوق میں پھونک ماروں گا تو وہ سچ مجھ پر ندہ بن جائے گا، اخن۔

د۔ ”فِيهِ“ = فی الطیر۔

اور عیسیٰ مسیح پرندوں کی مانند ایک پرنده بنادیتا ہوں پھر اس پرنده میں دم کر دیتا ہوں۔

ملحوظہ:

یہ توجیہ ظاہر کلام سے بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

الف اور ”ب“ قریباً ہم معنی ہیں۔

”إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ“ (۵۹)۔

”خَلَقَهُ“ = خلق آدم، قَالَ لَهُ قَالَ لِجَسَدِ آدم بحذف مضارف۔

توضیح:

بے شک عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک مثل آدم کے حال کے ہے، اللہ نے آدم کو مٹی سے بنایا پھر جلد آدم سے کہا: وجود میں آ جاؤ، چنانچہ وہ وجود میں آ گئے (تفیر راجدی)۔

•
 "الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ، فَمَنْ حَاجَكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ، مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَذْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَأَنفُسًا وَأَنفُسَكُمْ، ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَذَّابِينَ" (۲۱، ۲۰)۔

الف۔ "فِيهِ" = فی عیسیٰ۔ یہاں گفتگو اصلاح عیسیٰ کے بارے میں ہو رہی ہے کہ ایا وہ آفریدہ خدا ہیں یا نہیں۔

توضیح:

یہ امر حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ کہیں شبہ کرنے والوں میں نہ ہو جائیں، اس علم کے آپنے کے بعد پھر جو کوئی آپ سے عیسیٰ مسیح کے مخلوق ہونے کے بارے میں جھگڑا کرے تو اے محمد اس سے کہو آوا! ہم اپنے بیٹوں کو بلا ایں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے کو بھی اور تمہارے تیس بھی، پھر ہم خشوع سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

ب۔ "فِيهِ" = فی الحق، قریب ترین اسم حق ہے۔

یہ امر حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے..... پھر جو کوئی آپ سے اس حق کے بارے میں جھگڑا کرے تو اے محمد ان۔

•
 "بَلَى مَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَأَنْقَى فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ" (۷۶)۔
 الف۔ "عَهْدِهِ" = عهد اللہ۔

توضیح:

آخر اللہ پر بہتان باندھنے والوں سے بازہس کیوں نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی اور جو شخص بھی اللہ سے کئے ہوئے اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے نجع کر رہے گا بے شک اللہ برائی سے بچنے والوں کو محبوب رکھے گا۔

”عَهْدِهِ“ = عہد من۔

آخر..... اور جو شخص اپنے عہدو پیمان پر قائم رہے گا، اور برائی ان۔

● ”وَإِنْ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُونَ الْسِّنَتَهُمْ بِالْكِتَبِ لِتَحْسِبُوهُ مِنَ الْكِتَبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَبِ.....“ (۷۸)۔

الف۔ ”تَحْسِبُوهُ“ تَحْسِبُوا المحرف، یہ مرجم ”یلُونَ الستهم“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اللہ کے عباد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر نجع ذاتے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آسمانی صحیفے پڑھتے ہیں زبان کو اس طرح اللہ پھیر کرتے ہیں کہ تم سمجھو کر یہ اللہ پھیر سے بگاڑا ہوا لفظ (یا جملہ) بھی صحیفہ کی عبارت ہے جبکہ وہ کتاب کا جزو نہیں ہوتا۔

مطلوب یہ کہ تو ریت وغیرہ جیسی کتاب پڑھتے ہوئے کسی لفظ یا جملہ کو اپنی رائے کے مخالف پاتے ہیں تو اس کو اپنے موافق طلب معنی میں ذھان کی کوشش کرتے ہیں۔

ب۔ ”تَحْسِبُوهُ“ = تَحْسِبُوا الشَّبَهُ الْكِتَبِ، مضاف مخدوف۔

تقدیر: یلُونَ الْسِّنَتَهُمْ بشبه الكتب۔

ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے آسمانی صحیفے پڑھتے ہوئے اپنی زبان کو نیڑھا کر دیتے ہیں تاکہ تم کتاب کے ایسے حصہ کو جس کو انہوں نے مشتری بنادیا ہے اصل کتاب ہی میں سے سمجھو۔

● ”أُولَئِكَ جَزَ آوُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكَةِ

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، خَلِدِينَ فِيهَا“ (۸۷، ۸۸)۔

”فِيهَا“ = دیکھئے: بقرہ کی آیت (۱۶۲) فقرہ (۳۲)۔

”إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَا تُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ
مُّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوْ افْتَدَى بِهِ“.....الخ (٩١)۔
”بِهِ“ = مُّلْءُ الْأَرْضِ۔

توضیح:

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مر گئے اس حال میں کوہ کافر تھے سوان میں سے کسی سے ہرگز نہ قبول کیا جائے گا زمین بھر بھی سونا، اگر چوہڑے زمین بھر سونا معاوضہ میں دینا چاہے۔

انتباہ:

ایک مغرب نے ”بِهِ“ کی ضمیر کا امکانی مرجع ”ذَهَبٌ“ لکھا ہے، یہ قلم کی چوک ہے، ضمیر کا تمیز کی طرف رجوع ہونا خلاف اصل ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ”ذَهَبٌ“ عربی میں موئث سماعی ہے ^(۱)۔

”قُلْ يَا هُلَّ الْكِتَبِ لَمْ تَصْلُوْنَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ أَمَنَ
تَبْغُونَهَا عَوْجًا“ الخ (٩٩)۔

”تَبْغُونَهَا“ = تَبْغُونَ السَّبِيلَ سبیل عربی میں موئث سماعی ہے۔

آپ کہئے کہ اے اہل کتاب! جو ایمان لا چکا ہے اسے تم کیوں اللہ کی راہ سے ہٹا رہے ہو، اس راہ میں بھی نکال نکال کر، در انحالیکہ تم خود گواہ ہو کر مومن سیدھی راہ پر ہے۔

یادداشت:

درج ذیل سورتوں میں بھی لفظ سبیل بطور تائیث آیا ہے:

۲۸، ۳۵۷، اعراف۔

(۱) والذَّهَبُ الْبَيْزُ وَبَيْزَتُ (القاموس الکھیط صفحہ ۲۲)۔

(ذَهَبٌ) الثُّنْبُ معلوم وَبَيْزَتُ فَيُقَالُ مَنْ (الذَّهَبُ) الْخَنْرَاءُ وَيُقَالُ إِنَّ اللَّاتِكَ لِهُ الْحِجَازِ
وَبِهَا نَزَّلَ الْقُرْآنُ، (المصباح الہمیں صفحہ ۱۱۱)۔

الْتَّقْبُ (مص) ج آذیاب وَذُغُوب وَذُغُوب وَذُغُوب والقطعة منه ذَهَبَةُ الْبَيْزُ وقد بَيْزَتُ (الہند صفحہ ۲۲)۔

۱۹۔ ہود / ۱۱

۱۰۸ / یوسف / ۱۲

۳ / ابراہیم / ۱۳

۶۵ / حجر / ۱۵

انتباہ:

سورہ اعراف میں سبیل مذکور بھی آیا ہے (آیت ۱۳۶)۔

”وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَحَذَّرُونَ سَبِيلًا، وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الغَيِّ يَتَحَذَّرُونَ سَبِيلًا“، الخ (اعراف: ۱۳۶)۔

اگر ان کافروں کو سیدھا راستہ نظرؤں کے سامنے ہی ہو تب بھی وہ اس راستے کو اختیار نہیں کریں گے اور اگر میرٹھا راستہ دکھائی دے تو وہ اس نیز ہے راستہ پر چل نکلیں گے۔

”وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَالْفَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا، وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَاعَ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَذَكُمْ مِنْهَا الْخ“ (۱۰۳)۔

الف۔ ”منها“ = من الشفا، شفا پسے مضاف الیہ ”حفرۃ“ کی لازمی خبر ہے، اس لئے ضمیر بھی مؤنث استعمال ہوئی ہے۔

توضیح:

اور اللہ کا یہ انعام اپنے اوپر پیدا کر دے جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں القت ڈال دی تو تم اس کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارہ تھے سوال اللہ نے تمہیں آگ کے گڑھے کے کنارہ سے بچایا۔

ب۔ ”فَانْقَذَكُمْ مِنْهَا“ = فَانْقَذَكُمْ مِنَ النَّارِ، اقرب مذکور۔

اور تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس نے تمہیں آگ سے
بچالیا، اور اس طرح ان۔

اور اس نے تمہیں آگ کے گڑھے سے بچالیا اور اس طرح ان۔

ب اور ج درست نہیں معلوم ہوتے، کیونکہ "منها" = من الحفرة.

وہ گڑھے میں تھے انہیں کہ وہاں سے بچالیا جاتا، آگ سے بچالینے سے گڑھے
سے نکال لینا ضروری نہیں اور گڑھے سے نکال لیا جائے تو لازمی نہیں کہ اس کے کنارہ سے
بھی ہٹالیا جائے، البتہ خطرہ کے کنارہ سے ہٹالینے کا لازمی نتیجہ خطرہ ہی سے بچالینا ہے، خواہ وہ
خفیف ہو یا شدید۔

اس طرح ضمیر کا مر جمع شفاف زیادہ بلغ اور زیادہ معنی خیز ہے۔

• "مَثُلُّ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرْرٌ

أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَاهْلَكْتُهُ الْخَ" (۷۷)۔

"يُنْفِقُونَ" = يُنْفِقُونَ الْكَافِرُونَ، فِيهَا = فِي الرِّيحِ۔

"رِحْ" عربی میں موئٹ سائی ہے۔

"ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ" = ظَلَمَ الْقَوْمُ أَنفُسَهُمْ، "مَا ظَلَمَهُمْ" = مَا ظَلَمَ اللَّهُ قَوْمًا۔

تو ضمیح:

یہ کافر جو کچھ اس دنیوی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس خرچ کی مثال تو ایسی ہے
جیسی کہ ایک ہوا ہے جس میں سخت سردی (پالا) اور وہ ہوا یہے لوگوں کی کھیتی کو لوگ جانئے
جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، پھر وہ ہوا اس قوم کی کھیتی کو بر باد کر دے تو اللہ نے ان پر
ظلم نہیں کیا وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

یادداشت:

لفظ رجح بطور موئث سماعی در جزیل سورتؤں میں بھی آیا ہے:

انفال ر ۳۶، یونس ر ۴۲، انبیاء ر ۸، حج ر ۱۳، سباء ر ۱۲، ص ر ۳۶، احقاف ر ۲۲، حلقہ ر ۶۰۔

باعتبار لفظ ایک بار مذکور سورہ روم میں ہے:

”وَلَيْسَ أَرْسَلْنَا رِبْحَانَ فَرَأَوْهُ مُضْفِرًا“ (۵۱)۔

فعل کی تائیث کے باوجود تذکیر کے لحاظ سے صفت بھی مذکور
سورہ یونس میں ہے: ”جَاءَ تُهَارِ بِرْحَانٍ عَاصِفٌ“۔

اور تائیث کے لحاظ سے صفت بھی موئث سورہ انبیاء میں ہے:

”وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً“ اور ”وَالْقَرْسَابُ عُرْفًا فَالْعِصْفَتِ عَصِفَا“

بھی اسی قبیل سے ہے۔

● ”إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ إِنَّنِي يَكْفِيْكُمْ أَنْ يُمْدِدَكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ الْأَلْفِ مِنَ الْمَلَكِكَةِ مُنْزَلِيْنَ، بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَقَوَّا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدُكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الْأَلْفِ مِنَ الْمَلَكِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ، وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَ قُلُوبُكُمْ بِهِ، وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ“ (۱۲۶-۱۲۷)۔

توضیح:

وہ وقت یاد کیجئے جب آپ مونوں سے کہہ رہے تھے کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد تین ہزار اتارے ہوئے فرشتوں سے کرے، کیوں نہیں، بشرطیکہ تم نے صبر و تقوی قائم رکھا، اگر وہ دشمن تم پر فوراً آپڑیں گے تو تمہارے

پروردگار تمہاری مدد پائیج ہزار نشان کے ہوئے فرشتوں سے کرے گا۔

الف۔ ”جَعْلَهُ“ = جَعْلَ المدد، يُمْدِدُكُمْ سے ماخوذ ہے۔

”بِهِ“ بالمداد۔ اللہ نے مدد کو کچھ اور نہیں بنایا بلکہ اس مدد کو خوش خبری بنایا یعنی: یہ مدد اللہ نے اس لئے کی کہ تم خوش ہو جاؤ اور اس مدد سے تمہیں دل جمعی حاصل ہو جائے ورنہ نصرت تو بس توبہ اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

ب۔ ”جَعْلَهُ“ جَعْلَ الإِمداد: مدد دینا، ”بِهِ“ = بالإمداد۔ مصدر یہ بھی ”يُمْدِدُكُمْ“ سے ماخوذ ہے، اور اس میں اب آئندہ بھی دینے کا مفہوم ہے۔

..... اور یہ امداد دینا اللہ نے اس لئے ہی منظور کیا کہ تم اس مدد ملنے سے خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس مدد ملنے سے دل جمعی حاصل ہو جائے اور نصرت یا اوری تو زبردست انج۔

ج۔ ”جَعْلَهُ“ = جَعْلَ العدد خَمْسَةَ الاف۔ سے ماخوذ ہے۔

مطلوب یہ کہ نبی نے تو اللہ کی طرف سے تین ہزار فرشتوں کی تعداد کو امداد کے لئے کافی خیال کیا تھا، ہم از را و شفقت اس پر مزید دو ہزار کا اضافہ کئے دیتے ہیں اور یہ تعداد اس لئے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ اور اس تعداد کیسرے تمہاری دل جمعی ہو جائے۔

د۔ ”جَعْلَهُ“ = جَعْلَ الإنزال، اس کے پہلے کی آیت کے لفظ ”مُنْزَلِينَ“ سے ماخوذ نشان زده فرشتوں کا برائے امداد اترنا اس لئے ہے کہ تم ان کے نزول سے خوش ہو جاؤ اور ان کے اترنے سے تمہیں خاطر جمعی حاصل ہو۔

ضمیر کی تلاش میں زیر غور آیت کو چھوڑ کر اس سے پہلے والی آیت کی طرف جانا غیر ضروری ہے۔

ھ۔ ”جَعْلَهُ“ = جَعْلَ النَّصْر، النَّصْر سے ماخوذ ہے۔

یہ یا اوری اس لئے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ اور اس یا اوری سے تمہاری دل جمعی ہو جائے۔

و۔ ”جَعْلَهُ“ = جَعْلَ التَّسْوِيم، علامت، نشانی، قریب ترین اسم سے، ماخوذ مصدر

”بِهِ“، بالتسویم، عام فرشتوں اور کسی دوسری مخلوق کے ذریعہ نہیں بلکہ فرشتوں کی علامت کے ذریعہ۔

اس لئے کہ تم اس علامت سے خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس علامت سے دل جمعی حاصل ہو ارنج۔

یہ تحریج بعید از صواب معلوم ہوتی ہے۔

ز۔ ”بَجَعَلَهُ“ = جعل الوعد، یہ ”إِنْ تَصْبِرُوا وَتَسْقُوا يَا تُؤْكُمْ“ سے ماخوذ تفسیری توجیہ ہے، زیر غور کلام میں دع د کا کوئی باب یا صیغہ مذکور نہیں ہے سمجھانے کے لئے یہ تاویل اختیار کرنے میں غلطی کا احتمال ہے۔

• ”وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ“ (۱۳۳)۔

الف۔ ”تَلْقَوْهُ“ = تَلْقُوا الْمَوْتَ ”رَأَيْتُمُوهُ“ = رَأَيْتُمُوا الموت۔

توضیح:

اور تم موت کی تمنا کر رہے تھے قبل اس کے کہ موت سے ملوس اس کو (موت کو) تم نے کھلی آنکھ سے دیکھ لیا۔

ب۔ ”تَلْقَوْهُ“ = تَلْقُوا العدو، ”رَأَيْتُمُوهُ“ = رَأَيْتُمُوا العدو، اور تم تو موت کی آرزو کر رہے تھے قبل اس کے کہ دشمن کے سامنے اوس اس کو (دشمن کو) تم نے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

یہ توجیہ تفسیری ہے، اس میں جنگ احمد سے کچھ ہی پہلے کے واقعات سے مدد لی گئی ہے۔

• ”إِنْ يَنْصُرُكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبٌ لَكُمْ، وَإِنْ يَخْذُلُكُمْ فَمَنْ ذَالِكِيْ يَنْصُرُكُمْ مَنْ بَعْدِهِ“ (۱۶۰)۔

الف۔ "مِنْ بَعْدِهِ" = مِنْ بَعْدِ اللَّهِ،

توضیح:

اگر اللہ تمہارا ساتھ دے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر اللہ تمہارا ساتھ چھور دے تو کوئی ایسا ہے جو اللہ کے بعد تمہارا ساتھ دے؟ کوئی نہیں۔

ب۔ "مِنْ بَعْدِهِ" = مِنْ بَعْدِ الْخُذْلَانِ،

اگر اللہ تمہاری یاری ترک کر دے تو اس ترک و طرد کے بعد کون ایسا ہے جو تمہارا ساتھ دے؟ کوئی نہیں۔

● "أَوَلَمَا آتَيْتُكُمْ مُّصِيبَةً قَدْ أَصَبْتُمْ مُّثْلِيهَا" (۱۶۵)۔

"مُثْلِيهَا" = مُثُلٍ مُصِيبَةٍ أَصَبْتُمْ، "مُصِيبَةٍ" نکره موصوفہ۔

کیا جس وقت تم پر مصیبت آپڑی، حالانکہ تم اپنے دشمن کو اس سے دوچند مصیبت پہنچا چکے تھے تو تم بول اٹھے، یہ حادثہ کہاں سے آیا تو آپ کہہ دیجئے وہ تمہارے ہی طرف سے رونما ہوا۔

● "الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشُوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا" (۱۷۳)۔

"لَهُمْ لِلْمُؤْمِنِينَ فَاخْشُوْهُمْ، فَاخْشُوْا إِجْمَاعَ النَّاسِ وَاسْتَعَاْدُهُمْ الْحَرْبُ زَادَهُمْ إِيمَانًا، زَادَ الْمُؤْمِنِينَ الْقُولَ إِيمَانًا۔

توضیح:

مومن ایسے لوگ ہیں کہ ان سے کہنے والوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے خلاف فوج اور سامان حرب اکٹھا کر لیا ہے (اور تم ان سے مقابلہ کی سکت نہیں رکھتے) ان سے ڈر لیکن لوگوں کے اس قول نے مومنوں کی قوت ایمانی اور بڑھادی۔

• ”إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ، فَلَا تَخَافُوهُمْ
وَنَحْنُ أَخْافُونَا“ (١٧٥).

”أَوْلِيَاءَهُ“ = أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَنِ.

الف۔ ”لَا تَخَافُوهُمْ“ = لَا تَخَافُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَنِ اقْرَبَ مذكور۔

یہ تو شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم شیطان کے دوستوں سے مت ڈرو مجھے ہی سے ڈرو۔

ب۔ ”تَخَافُوهُمْ“ = تَخَافُوا الشَّيْطَنِينَ، یہاں شیطان بطور اسم جنس استعمال ہوا ہو تو مطاب یہ ہوا کہ شیطانوں سے مت ڈرو یہ شیطان اپنے اپنے دوستوں سے انسانوں کو ڈراتے ہیں۔

ڈرانے کا اصل محرك شیاطین ہیں نہ کہ ان کے دوست۔

یہ تو شیطان ہی ہیں جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتے ہیں سو تم ان شیطانوں سے مت ڈرو انہیں۔

ج۔ ”تَخَافُونَ“ تَخَافُوا النَّاسُ،

آیت رقم ”٣٧١“ میں ہے: ”قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشُوْهُمُ الْخَ“۔

بعض لوگوں نے مومنوں سے کہا تمہارے خلاف لوگوں نے فوج اور سامان حرب آکھا کر لیا ہے ان لوگوں سے ڈرو مگر مومنوں کے ایمان تو ایسی باتوں سے پختہ ہو گئے۔

• ”وَلَا يَخْسِبَنَ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا أَتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ
خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرُّ لَهُمْ“ (١٨٠).

”ہو“ لمحل اسم غیر مذکور لیکن فعل ”يَبْخَلُونَ“ سے صاف ظاہر ہے۔

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے، اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے لئے اچھا ہے، نہیں یہ بخل ان کے حق میں نہایت بُرا ہے۔

۳- نسائے

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَئَثَ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ“ (۱)۔

الف۔ ”منها“ = مِنَ النَّفْسِ زَوْجَهَا۔ ”زَوْجَهَا“ = زَوْجُ النَّفْسِ وَزَوْجَهَا
من تلك النفس وزوجها به = بالله۔
من برائے ابتدائے غایت۔

توضیح:

لوگوں اپنے پروردگار سے ذرود جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس
سے اس کا جوڑا پیدا کیا، پھر اس نفس اور اس کے جوڑے سے دنیا میں بہت سے مرد اور
عورتیں پھیلادیئے، اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت بر آری کا ذریعہ بناتے ہو ذرود
اور قطع رحم بت کر کہ آفرینش میں ایک ہی جوہر سے ہو۔

”وَاتُوا إِلِيْتَمَى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالْطَّيْبِ، وَلَا
تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَيْ أَمْوَالِكُمْ، إِنَّهُ كَانَ حُوْبًا كَبِيرًا“ (۲)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إن الأكل۔

توضیح:

تیمبوں کے مال ان کو واپس دید و اچھے مال کو برے مال سے مت بدلوا اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ ایسا کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔
ب۔ "إِنَّهُ" إن التبدل.

..... اچھے مال کو برے مال سے نہ بدلوا اور ان کے مال اپنے ایسی تبدیلی بہت بڑا گناہ ہے۔

ج۔ "إِنَّهُ" = علیها علی تأویل الضمير بمنزلة الإشارة کانہ قیل: إن ذالک ایسا کھانا اور ایسی تبدیلی بہت بڑا گناہ ہے۔

● "وَأَنْوَأُوا النِّسَاءَ صَدْقَتِهِنَّ نِحْلَةً، فَإِنْ طِبَنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَبِيئًا مُرِيشًا" (۳)۔

الف۔ "مِنْهُ" = من الصداق. "كُلُوهُ" = كُلُوا ذالک الشیء من الصداق
"مِنْ" عضیہ۔

توضیح:

عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دیدیں تو تم مہر کا یہ حصہ مزے سے کھا سکتے ہو۔

ب۔ "مِنْهُ" = من المال، كُلُوا من مال الصداق صداق سے ماخوذ ہے۔

ج۔ "مِنْهُ و كُلُوهُ" = من الإيتاء، اتو۔ سے ماخوذ ہے۔

..... اگر وہ خود اپنی مرضی سے اپنے مہر کا کچھ حصہ تمہیں دے دیں تو تم یہ دین مزے سے کھاؤ۔

آخر الذکر توجیہ بتاویل بعید ہی درست ہو سکتی ہے۔

•
وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسْكِينُونَ
فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا، (٨)۔

” منه“ = من المقسم، اس آیت کے لفظ قسم سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت کنبہ کے لوگ یتیم اور مسکین آئیں تو اس متعدد کہ میں سے ان کو بھی کچھ دو اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔

•
وَلَا تُنْكِحُوا مَانَكَحَ أَبَاوْثُمْ مِنَ النَّسَاءِ إِلَّا مَاقْدُ
سَلَفَ، إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتَأً، وَسَاءَ سَبِيلًا، (٢٢)۔
الف۔ ”إِنَّهُ“ = إن النكاح = نكاح الأبناء نساء اباء هم۔

توضیح:

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر کے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو،
مگر پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا، ایسا نکاح ایک سخت بے حیائی کا فعل ہے، نہایت ناپسندیدہ اور برا چلن ہے۔

ب۔ ”مَاقْدُ سَلَفَ“ سے بعضوں نے یہ سمجھا کہ اس سے زنا مراد ہے، اور ضمیر متصل کا مرتع اسی کو قرار دیا ہے۔

مطلوب یہ کہ إِنَّهُ كَانَ: ان مَاقْدُ سَلَفَ مِنَ الزَّنَا۔

كان الزنا لا يزال فاحشة في الماضي والمستقبل۔

نکاح مفت، تواب قطعی ممنوع ہو گیا، رہا زنا سودہ ہمیشہ ہی سے برا تھا، وہ تو قابل گرفت و قابل سزا رہے گا ہی۔

ملحوظہ:

اس کی بعد والی آیت میں بھی ”إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ“ کا مطلب یہ ہے کہ جو جو رشتے اب حرام کر دے گئے ہیں ایسے رشتے اگر سابق میں ہوئے ہوں تو ان پر اب کوئی سزا نہیں ہوگی، مگر ایسے رشتے اب باقی نہیں رہیں گے۔

● ”وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنَهُمَا فَابْعُثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا، إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا“ (۳۵)۔

الف۔ ”إِنْ يُرِيدَا“ = إن يريدا الحكمان بينهما = بَيْنَ الرَّوْجَيْنِ۔

توضیح:

اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگزنا کا اندیشہ ہو تو ایک حکم قرابت داروں میں سے اور ایک عورت کے قرابت داروں میں سے مقرر کرو وہ دونوں حکم اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ میاں اور بیوی کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا اور اللہ سب کچھ جانے والا اور باخبر ہے۔

ب۔ ”يُرِيدَا“ = يريدا الحكمان، ”بَيْنَهُمَا“ بَيْنَ الْحَكَمَيْنِ۔

اور اگر..... وہ دونوں حکم اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں حکموں میں موافقت پیدا کر دے گا اور صلح صفائی ہو جائے گی اخ۔

گویا یہ جملہ مخدوٰف ہے یعنی حکمین کے اتفاق سے زوجین میں اتفاق ہو گا۔

ج۔ ”يُرِيدَا“ = يريدا الزوجان ”بَيْنَهُمَا“ بَيْنَ الْحَكَمَيْنِ۔

..... مقرر کرو، میاں اور بیوی دونوں صلح صفائی چاہیں گے تو اللہ میاں بیوی میں موافقت پیدا کر دے گا۔

● ”مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ.....“ (۳۶)۔

”مَوَاضِعِهِ“ = مواضع الكلام۔

کلم کا واحد کلمہ، باعتبار جمع ضمیر مضاف الیہ موثق ہونی چاہئے تھی مگر یہاں کلم سے کلام مراد ہے، خواہ وہ توراة و انجیل کا ہو یا قرآن کا۔

ضمیر واحد غائب مجرور کی تذکیراً اسی وجہ سے ہے۔

اور یہ جو یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں کہ کلام کو اپنے محل و مقام سے پھیرتے اور اس میں روبدل کر دیتے ہیں۔

● ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ امْنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَلِّقًا لَمَا مَعَكُمْ
مِنْ قَبْلِ أَنْ نُطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدُّهَا عَلَى أَذْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ
كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبِّتِ، وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا“ (۲۷)۔

الف۔ ”نَلْعَنَهُمْ“ نلعن الوجوه۔

اے لوگو! جنہیں کتاب دی گئی تھی مان لواس کتاب کو جو ہم نے اب نازل کیا ہے، جو اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتی ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی، اس پر ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہم چھرے بگاڑ کر انہیں پیچھے پھیر دیں یا ان چھروں کو اس طرح لعنت زدہ کر دیں جس طرح سبت والوں کے ساتھ ہم نے کیا تھا اور یاد رکھو اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے (تفہیم)۔
ب۔ ”نَلْعَنَهُمْ“ نلعن أصحاب الوجوه بحذف مضاف۔

اے وہ لوگو!..... پھیر دیں یا ان اہل کتاب پر جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اسی طرح لعنت زدہ کر دیں اخ۔

ج۔ ”نَلْعَنَهُمْ“ = نعلن الذين أوتوا الكتاب۔

اے وہ لوگو!..... پھیر دیں یا ان اہل کتاب پر جو قرآن پر ایمان نہیں لائے اسی طرح لعنت زدہ اخ۔

● ”أَنْظُرْ كَيْفَ يُفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ، وَكَفْيٌ بِهِ إِثْمًا
مُبِينًا“ (۵۰)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالکتب ضمیر سے قریبی اسم۔

توضیح:

دیکھو تو سہی یہ اللہ پر بھی جھوٹ افتراگھرنے سے نہیں چوکتے ان کے صریح
گنہگار ہونے کے لئے جھوٹ کا یہی ایک گناہ کافی ہے۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالافراء، بمعانی۔

دیکھو..... اور ان کے صریح گناہگار ہونے کے لئے یہی افتراء کافی ہے۔

”فَقُدْ أَتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَأَتَيْنَاهُمْ مُلْكًا
عَظِيمًا“ (۵۳)۔

”أَتَيْنَاهُمْ“ = اتنينا آل ابراہیم۔

”فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ“ (۵۵)۔

الف۔ ”منہم“ = من آل ابراہیم، ”بِهِ“ بابر ابراہیم ”عَنْهُ“ عن ابراہیم۔
ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور دانائی عنایت فرمائی تھی اور براہم کبھی بخشاتھا، تو
آل ابراہیم میں سے کوئی ابراہیم پر ایمان لایا اور کسی نے اس سے روگردانی کی۔

ب۔ ”منہم“ = من آل ابراہیم ”بِهِ“ بمحمد ﷺ ”عَنْهُ“ عن محمد
ﷺ، فحوائے کلام سے ظاہر ہے، اگرچہ اسم مذکور نہیں ہوا آل ابراہیم میں سے کوئی محمد پر
ایمان لایا اور کوئی اس سے (محمد سے) روگردان ہوا۔

”إِنَّمَا تَرَى إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ أَمْنَوْا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ
وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَكَّمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ
وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكُفُرُوا بِهِ“ (۶۰)۔

الف۔ ”يَكُفُرُوا بِهِ“ = يکفرُوا بالطاغوت۔

یہاں طاغوت مذکور اور زمرہ (آیت ۷۱) میں موئث ہے۔

• ”وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ
لَهُمُ الْبُشْرَى فَبَشِّرْ عِبَادَ“ (٢٧)۔

اے نبی تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے، اور ان کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے نازل
کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف
رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا، شیطان انہیں بہکار راوی
راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے (تفہیم)۔

ب۔ ”كَفَرُوا بِهِ“ = کفر و بالتحاکم یعنی تحاکم إِلَى الطاغوت۔
طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت کی طرف فیصلہ کے
لئے رجوع کرنے سے منع کیا گیا تھا انہیں
نفس تحریکیم سے انکار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، طاغوت کی تحریکیم ممنوع قرار دی گئی
تھی۔

• ”وَلَوْ أَنَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَن اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوْ اخْرُجُوا مِنْ
دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوا إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ“ الخ (٦٦)۔

الف۔ ”مَا فَعَلُوا“ = مَا فَعَلُوا المکتوب = الحکم۔

توضیح:

اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ آپ اپنے کو ہلاک کر دیا یہ حکم دیا ہوتا کہ اپنے
گھروں سے نکل جاؤ تو اکثر تو ایسے ہوتے جو اس حکم پر عمل نہیں کرتے ان میں سے صرف
چند ہی ایسے نکلتے جو اس پر عمل پیرا ہوتے۔

ب۔ ”مَا فَعَلُوا“ = مَا فَعَلُوا الإخْرَاجُ اخْرُجُوا سے ماخوذ مصدر، ضمیر سے
قریبی مصدر۔

اگر ہم نے..... ان میں سے کہم ہی آدمی اپنے آپ کو بلاک کرنے پر عمل کرتے۔

”وَإِنْ مِنْكُمْ لَمْنَ لَيْبَطَّئَ، فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَالَ قَدْ
أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَىٰ إِذَا لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا، وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ
فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لِيَقُولَنَّ كَانَ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ
يُلَيَّتِيَ كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفْوَزُ فَوْزًا عَظِيمًا“ (۲۷، ۳۷)۔

”قَالَ“ = قَالَ الْمُبْطِئُ، کانَ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مودَّةٌ اس کا کہنے والا

عبارت میں مذکور نہیں ہے، فحواۓ کلام سے ظاہر ہے کہ کہنے والا اللہ ہے۔

”بَيْنَهُ“ = بَيْنَ الْقَائِلِ الْمُبْطِئِ، مَعَهُمْ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ۔

توضیح:

ہاں تم مومنوں میں سے کوئی آدمی ایسا بھی ہے جو لڑائی سے جی چراتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت آئے تو یہ جی چرانے والا مبٹی کہتا ہے: اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ نہیں گیا۔

الف۔ اور اگر اللہ کی طرف سے تم مومنوں پر فضل ہو تو مبٹی کہتا ہے اور اس طرح کہتا ہے گویا تم میں اور اس میں دوستی یاری کا کوئی تعلق تھا ہی نہیں، کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو بڑا کام بن جاتا۔

ب۔ ”بَيْنَهُ“ = بَيْنَ الرَّسُولِ۔

اس لحاظ سے معنی غالباً اس طرح ہوں گے:

اور اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل ہو تو مبٹی کہتا ہے، اور اس طرح کہتا ہے گویا تمہارے (جیسے مومنین مخلص) اور رسول کے درمیان یاری مددگاری کا کوئی تعلق نہیں تھا اور یہ (مومنین) جہاد میں رسول کا ساتھ نہیں دیں گے، اور میری طرح فتح یا نکتہ کے منتظر ہیں گے کہ اگر فتح ہو جائے تو ان کی طرح میرا بھی کام بن جائے اور غنیمت بآسانی

ہاتھ آجائے۔

ملحوظہ:

”منکم“ سے ظاہر ہے کہ یہاں ذکر ان مسلموں کا ہے جن کا ایمان ابھی پختہ نہیں ہوا تھا، انہیں کو اللہ کی راہ میں جنگ کے لئے ابھار اجرا ہے۔ وَالعلم عند الخبیر۔

●
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ
فِيهِ، وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا؟ (٨٧)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الیوم۔

توضیح:

الله ہی اللہ ہے کوئی اور اللہ نہیں ہے، وہ تم سب کو اس قیامت کے دن اکٹھا کرے گا جس دن کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الجمع۔

الله ہی اللہ ہے..... تم سب کو قیامت کے دن جمع کر لے گا جمع ہونے میں شبہ نہیں۔

ملحوظہ:

زیر غور آیت کا آل عمران کی نویں اور پچھیویں آیت دوسری اور چوتھا فقرہ سے مقارنہ مفید رہے گا۔

●
وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا
وَغَضِيبَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعْذَلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (٩٣)۔

”فِيهَا“ = فی جہنم۔

توضیح:

اور جو شخص ایک مومن کو قصد امارڈا لے گا تو اس کا بدله دوزخ ہے وہ امارڈا لئے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جنح۔

عربی میں ”جَهَنَّمُ“ مؤنث نامائی ہے، اس لئے اس کی ضمیریں بھی مؤنث آئی ہیں ضمیر مستتر کی مثالیں:

فَأُولَئِكَ مَا وُهُمْ جَهَنَّمُ، وَسَاءَتْ مَصِيرًا (٩٧)۔

لقد يُرِنَ سَاءَتْ جَهَنَّمُ وَمَصِيرًا.

ای طرح اسی سورۃ کی آیت ۱۱۵ اور فتح ۲، ق ۳۰ اور سورۃ اسراء ۹۷، جنت اور ضمیر متصل و مجرور اور اسم کی خبروں کو لانا وصف کے لئے دیکھئے:

بقرہ ۹۳، ۱۲۱، ۱۶۹۔ توبہ ۳۹، ۳۲، ۳۳۔ نحل ۲۹، ۱۸۔ اسراء ۲۸، ۲۷، ۲۰، ۲۸، ۱۷، ۱۶۔ ط ۳۷۔ انبیاء ۹۸۔ فرقان ۶۵، ۶۶۔ عکیبوت ۵۳۔ یسین ۲۳۔ ص ۵۶۔ رحمان ۱۳۔ بناء ۲۱۔

”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَا، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَدِّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُولُكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ، وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ، وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهِ حَكِيمًا“ (۹۲)۔

”أَنْ يَصَدِّقُوا“ = أَنْ يَصَدِّقُوا أَهْلَ الْمَقْتُولِ، وَإِنْ كَانَ الْمَقْتُولُ مِنْ قَوْمٍ عَدُولُكُمْ، وَإِنْ كَانَ الْمَقْتُولُ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ أَهْلُهُ، أَهْلُ الْمَقْتُولِ مِنْ لَمْ

توضیح:

کسی مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ دوسرے مومن کو مار دالے اگر ایسا قتل نادانستگی یا بھول چوک سے ہو جائے تو جو مومن کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ قاتل ایک مومن کو غلامی سے آزاد کر دے اور مقتول کے وارثوں کو خون بھا بھی پورا پورا داکر دے اگر مقتول کے وارث خون بہامعاف کر دیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے لیکن:

اگر وہ مقتول مومن کسی ایسے گروہ سے ہو جس سے تمہاری دشمنی ہو تو ایسے قتل کا کفارہ ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے، اور اگر مقتول کسی ایسی قوم کا شخص تھا جس سے تمہارا معاملہ ہو تو مقتول کے وارثوں کو پورا خون بہادیا جائے گا، اور ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہو گا۔ اور اگر کوئی مومن قاتل خون بہادے سکتا ہے اور نہ مومن غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اس کو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے ہوں گے، یہ اس گناہ پر اللہ سے توبہ کرنے کا طریقہ ہے اور اللہ جانے والا اور حکمت والا ہے۔

انتباہ:

آخری صورت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خون بہا کی استطاعت رکھتا ہے، لیکن مومن غلام آزاد نہیں کر سکتا یا اس کے بر عکس سواں کی تفصیل کے لئے فقہی مطولات سے رجوع کیا جاسکتا ہے، ضمروں کی وضاحت سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

• وَإِذَا ضَرَبْتُم فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَفْصِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ، إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتَنَكُمُ الظَّالِمُونَ كَفَرُوا، إِنَّ الْكَفِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا، وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ

فَاقْمَتْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلَتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ مَعَكَ وَلَيَأْخُذُوا
 أَسْلِحَتَهُمْ، فَإِذَا سَجَدُوا فَلَيُكُونُوا مِنْ وَرَآئِكُمْ وَلَتَأْتِ
 طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلِّوْا فَلَيُصَلِّوْا مَعَكَ وَلَيَأْخُذُوا
 حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ، وَلَدَ الْذِينَ، كَفَرُوا لَوْ تَفْعَلُونَ عَنْ
 أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتَعَتِكُمْ فَيَمْلُؤُنَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً، وَلَا
 جَنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذْى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كَتْمٍ
 مَرْضٍ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتِكُمْ، وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ
 أَعْدَ لِلْكُفَّارِ عَذَابًا مُهِينًا (۱۰۱، ۱۰۲)۔

توضیح:

اے مومنوں جب تم لوگ سفر کے لئے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر نماز میں اختصار کرو خصوصاً جب کہ تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، کیونکہ وہ کھلم کھلا تمہاری دشمنی پر اترے ہوئے ہیں۔

اے نبی جب تم جنگ کرتے وقت سپاہیوں کے درمیان ہو اور حالت جنگ میں انہیں نماز پڑھانے کھڑے ہو تو چاہئے کہ جملہ سپاہیوں میں سے ایک گروہ تمہارے ساتھ کھڑا ہو اور وہ ہتھیار لئے رہے، پھر جب وہ سجدہ کرے تو پیچھے چلا جائے اور دوسرا اگر وہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی آگے آکر تمہارے ساتھ پڑھے اور وہ بھی اپنے ہتھیار لئے چوکار ہے، کیونکہ کفار اس تک میں ہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان کی طرف سے ذرا غافل ہو تو تم پر یکبارگی ثوٹ پڑیں، اگر تم بارش کی وجہ سے تکلیف محسوس کرو یا یکار ہو تو ہتھیار علاحدہ کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر پھر بھی چوکنے رہو، یقین رکھو کہ اللہ نے کافروں کے لئے رساؤ کن عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

”وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ إِلَخٌ“۔

الف۔ ”فِيهِمْ“ = فِي الْمُؤْمِنِينَ الْمُقَاتِلِينَ، ”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْمُقَاتِلِينَ۔
الخائفين بالعدو، سب سپائی دشمن کے مقابلہ پر ہیں اور ہر آن دشمن کا حملہ
متوقع ہے ”يَأْخُذُوا أَسْلَحَتِهِمْ“ = يَأْخُذُوا الْمُقَاتِلُونَ أَسْلَحَتِهِمْ، ”الَّذِينَ يُصَلُّوْنَ مَعْلَكَ
فَإِذَا سَجَدُوا“ = سَجَدَ الْمُصْلُونَ ”فَلَيَكُونُوْنَ“ = فَلَيَكُونُ الْمُصْلُونُ مِنْ وَرَائِكُمْ۔

ب۔ ”فِيهِمْ“ = فِي الضَّارِبِينَ فِي الْأَرْضِ = مسافر۔

اس صورت میں پوری آیت کا تعلق حالت سفر سے ہو گا، حالت جنگ ضروری
نہیں، گوعاد نتا یہی ہوتا ہے کہ جنگ قیام گاہ سے دور نکل کر کی جاتی ہے، قطعہ یا ایسے ہی کسی
طرح کے محفوظ مقام کے سپاہی، خواہ سفر نہ کریں، مگر حالت جنگ کی وجہ سے دشمن کے حملہ
کے اندر یہ سے وہ کسی وقت خالی نہیں رہ سکتے۔

انتباہ:

رسول اللہ ﷺ نے مختلف جنگی حالات میں صلوٰۃ خوف مختلف طریقوں سے
پڑھائی ہے، تفصیل فقیہی کتابوں کے باب ”صلوٰۃ الخوف“ میں ملے گی۔

• وَمَنْ يَكِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيكًا فَقَدِ احْتَمَلَ
بُهْتَانًا وَ إِثْمًا مُّبِينًا (۱۱۲)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بِالْإِثْمِ۔

توضیح:

پھر جس نے کوئی خطایا گناہ کر کے اس گناہ کا الزام کسی بے گناہ پر تھوپ دیا اس نے
تو ایک دروغ بیانی اور صریح گناہ کا بار سمیٹ لیا۔

ب۔ ”بِهِ“ = المكسوب۔

پھر جس نے کوئی خطایا گناہ کیا اور اپنے ایسے کئے ہوئے کام کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس نے اخ۔

ج۔ ”بِهِ“ = بالكتب۔

پھر جس نے کوئی اس فعل کو کسی اخ۔

د۔ ”بِهِ“ = أحد المذكورين، خطایا، اسم۔

پھر جس نے کوئی خطایا کیا ہو یا گناہ کیا ہو اور اس نے اپنی خطایا اپنے گناہ کو کسی بے گناہ کے سر تھوپ دیا تو اس خطایا اس گناہ کا بار اپنے سر لے لیا یعنی دوہر گناہ کیا۔

● ”وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَةً لَهُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضْلُلُوكَ“ (۱۱۳)۔

الف۔ ”مِنْهُمْ“ = من الناس اسم مذكر نہیں۔

اے نبی! اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت تھا رے شامل حال نہ ہوتی تو لوگوں میں سے ایک گروہ نے تو تم کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فصلہ کر ہی لیا تھا (تفہیم)۔

ب۔ ”مِنْهُمْ“ = من المنافقین۔

اے نبی! اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو منافقوں کے ایک گروہ نے اخ۔

● ”وَكُنْ تَسْتَطِعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَضْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُّوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ“ (۱۲۹)۔

”تَذَرُّوْهَا“ = المُمَيِّلُ عَنْهَا: المُمَيِّلُ عَنِ الزَّوْجَةِ۔

مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے، البتہ ”لَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

وہ بیوی جس کی طرف اس کے شوہر کی رغبت کم ہو یا بالکل نہ ہو اور وہ شوہر اس کو

طلاق بھی نہ دے اور بے تو جنی کرتا رہے اور تم خواہ کتنا ہی چاہو اپنی ایک سے زائد بیویوں میں ہرگز عدل نہیں قائم کر سکو گے تو ایسا نہ کرنا کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ اور اپنی بیویوں میں سے کسی کو اسی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ حق ادھر لٹک رہی ہو۔

●

يَا يَهُآ الَّذِينَ آمَنُوا كُوْنُوا قُوْمٌ بِالْقِسْطِ شَهَدَآءَ لِلَّهِ
وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوْ الْوَالَّدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ، إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا
أَوْ فَقِيرًا فَإِنَّ اللَّهَ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَبْغُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا
وَإِنْ تَلُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرًا (۱۳۵)۔

الف۔ ”بِهِمَا“ = یعنی الغنی والفقیر = بالأغنياء والقراء۔
اور براۓ بدل۔

یہ اس صورت میں کہ ان شرطیہ کا جواب مخدوف ہو، مخدوف ہو گا:
فَلَيُشَهَّدَ عَلَيْهِ وَلَا يَرَاعِي الغَنِيُّ لِغَنَاهُ وَلَا الْفَقِيرُ لِفَقْرِهِ۔

”اللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا“ جواب شرط نہیں ہو گا چونکہ پہلے مالدار اور مفلس کا ذکر لفظوں میں آیا تھا، اس لئے ضمیر ادھر پھیری گئی۔ مطلب یہ کہ:

تو صحیح:

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو ایسی سچی گواہی دینے سے تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور قرابت داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی دولت مند ہے تو اس کی دولت مندی کا خیال کر کے، یا اگر کوئی مفلس ہے تو اس کی ناداری کا لحاظ کر کے اس کے خلاف گواہی دینے سے مت رکو، تو نگروں اور ناداروں کی بجائے اللہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا لحاظ رکھا جائے۔

ب۔ بھما براۓ بدل اور اللہ ”أَوْلَى بِهِمَا“ جواب شرط ہو تو ”بِهِمَا“ یعنی

الفتی و فقر الفقیر۔

مطہب یہ کہ:

اے ایمان والو..... اگر ایک مال دار ہے اور دوسرا نادار تو ان دونوں کی بجائے اللہ اس بات کا سرز اوار ہے کہ اس کا لحاظ رکھا جائے مال دار یا نادار کی موافقت یا مخالفت کا خیال کئے بغیر تھیک اور صحی گواہی سے مت رکو۔

ج۔ ”بِهِمَا“ = بالفریقین یعنی ہر دو فریق خواہ مالدار ہوں خواہ نادار یعنی..... فریقین معاملہ خواہ دونوں مالدار ہوں یا دونوں نادار تم کسی کا پاس لحاظ کئے بغیر بے لگ صحی شہادت دینے سے مت رکو، بہر حال ان دونوں کی بجائے اللہ اس بات کا زیادہ سرز اوار ہے کہ اس کا خیال کیا جائے۔

• **وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ أَيْتَ اللَّهِ
يُكَفَّرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا
فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ، إِنَّكُمْ إِذَا مُّثِلُّهُمْ، إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ
الْمُنْفِقِينَ وَالْكُفَّارِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا (۱۲۰)۔**

”معہم“ = مع الكافرین والمستهزئین۔

الف۔ فی حدیث غیرہ: فی حدیث غیر الکفر والاستهزاء۔

اے مومنوں اللہ اس کتاب میں تم کو پہلے ہی حکم دے چکا ہے کہ جہاں تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان آیتوں کی بھی ازاں جاری ہی ہے تو تم ان کا فروں اور بھی ازاںے والوں کے ساتھ مت بیٹھو، جب تک یہ لوگ کفر و استهزاء کی بات چھوڑ کر کسی اور دوسری بات میں نہ لگ جائیں، ورنہ تم بھی انہیں میں شمار کئے جاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو ایک ساتھ جہنم میں داخل کرے گا۔

ب۔ ”فی حدیث غیرہ“ = فی حدیث غیر الاستهزاء قریب ترین فعل سے

ظاہر ہے۔

اے مومنواللہ..... یہ لوگ بھی دمتری چھوڑ کر کسی اور بات میں نہ لگ جائیں۔

ج۔ فی حَدِیثِ غَیرِهِ = فی حدیث غیر الكفر۔

اے مومنواللہ..... یہ لوگ کافرانہ بکواس چھوڑ کر اور دوسرا بات میں نہ لگ جائیں۔

●
—إِنْ تَبْدُواْ خَيْرًا أَوْ تُخْفُوهُ أَوْ تَعْفُواْ عَنْ سُوءٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفْوًا قَدِيرًا (۱۲۹)۔

الف۔ ”تُخْفُوهُ“ = تخفو الخير۔

اگر تم بھلائی کو ظاہر کرو گے یا بھلائی چھپا کر کرو گے یا برائی سے درگزر کرو گے تو خدا بھی معاف کرنے والا اور صاحب قدرت ہے۔

ب۔ ”تُخْفُوهُ“ = تخفوا السوء۔

اس سے پہلے کی آیت: ”لَا يَحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرُ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مِنْ ظُلْمٍ“
دونوں آیتوں کو ملانے سے تقدیر کلام کچھ اس طرح ہو گی:

إِنَّهُ تَعَالَى أَبَاحَ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ لِمَنْ كَانَ مُظْلُومًا، قَالَ لَهُ: إِنْ تَبْدُواْ خَيْرًا بَدْلًا مِنَ السُّوءِ أَوْ تُخْفُوا السُّوءِ أَوْ تَعْفُوا عَنْ سُوءٍ فَالْعَفْوُ أَوْلىٌ۔

اگر تم کسی برائی کی بجائے بھلائی ظاہر کرو گے یا برائی کو جو ظالم نے مظلوم پر کی اس کو مخفی رکھو گے اور اس برائی سے درگزر کرو گے تو یہ بہتر ہو گا اور اللہ بھی معاف کرنے والا صاحب قدرت ہے۔

●
”وَقُولُهُمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبَهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مَنْهُ مَالَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتَّبَاعُ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (۷۵)۔

”قُولُهُمْ“ = قول اليهود، فيه، فی القتل = فی قتل عیسیٰ۔

الف۔ ”مَا قَتَلُوهُ“ = مَا قَتَلُوا عِيسَى۔

یہ آیت اس سے پہلے کی آیت ”وَيَكْفُرُهُمْ“ پر معطوف ہے اور یہ جاری مجرور متعلق ہے مذکوف سے، لقدر یہ کلام یوں معلوم ہوتی ہے:

وَيَقُولُ الْيَهُودُ إِنَا قَاتَلْنَا الْمَسِيحَ، فَفَعَلْنَا بِهِمْ مَا فَعَلْنَا، لَعْنَاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً۔

توضیح:

یہود کو ان کے کفر ان نعمت اور مریم پر بہتان باندھنے اور ڈھنائی سے یہاں تک کہہ دینے کی وجہ سے کہ ہمیں نے مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر دیا ہے ہم نے (اللہ نے) ان یہود کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا، ان کو ذلیل و خوار کیا اور ان کے دل سخت کر دیئے۔ ان یہود یوں نے عیشیٰ ابن مریم کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب پر چڑھایا بلکہ قتل کی بات یہود یوں کے لئے مشتبہ ہو گئی اور جن لوگوں نے عیشیٰ ابن مریم کے بارے میں اختلاف کیا وہ بھی شک میں پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس بھی عیشیٰ ابن مریم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے، مخفی گمان کی پیر دی ہے، یقیناً انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے مسیح کو اپنی طرف اٹھایا اور اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔

ب۔ ”مَا قَاتَلُوا مَا قَاتَلُوا الظَّنَّ۔

محاورہ عرب میں قتل کے ایک معنی کسی بات کو قطعیت سے کہنے یا کرنے کے بھی آتے ہیں، معنی ہوں گے: ما صاحح ظنہم وَمَا تحققوا: یقیناً قتل عیشیٰ کے بارے میں یہود کا گمان مخفی گمان ہی ہے یقین سے وہ کوئی بات نہیں کہہ سکتے، اور اگر ظن کے معنی بالفرض علم لئے جائیں تو معنی یوں ہوں گے: لَمْ يَكُنْ عِلْمًا الْيَهُودُ بِقَتْلِ الْمَسِيحِ عَلَمًا أُجِنِّطَ بِهِ إِنَّمَا كَانَ ظَنًا۔

قتل عیشیٰ مسیح کے بارے میں یہود یوں کو کوئی بات یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتی۔

ملحوظہ:

والظاهر قول الجمهور أنَّ الضمير يعود إلى عيسى يجعل الضمائر كلها كثيُرًا واحدًا فلا تختلف والمعنى صحيح بلغ.

”قتلوه“ میں ضمیر منصوب متصل واحد غالب نہ کام مر جمع عیشیٰ ہے معنی میں کوئی لمحہ نہیں اور جیسا کہ پہلے بھی توجہ دلاتی گئی ہے ایک ہی مکمل جملہ میں ضمیروں کے مراجع میں تفاقع عربی کلام کی خوبی ہے۔

• وَإِنْ مَنْ أَهْلُ الْكِتَبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (۱۵۹)۔

الف۔ ”يُؤْمِنَ بِهِ“ = يُؤْمِنَ أَحد بعيسى ”قبل موته“ قبل موت أحد، يكون = يكون عيسى عليه السلام عليهم على الناس۔

تقدير: وَإِنْ أَهْلُ الْكِتَبِ أَحد إِلَّا يَوْمَنْ بِهِ عِيسَى قَبْلَ مَوْتِهِ۔
اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہو گا جو اپنی موت سے پہلے عیشیٰ پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے روز عیشیٰ ایمان لانے والوں پر گواہ ہوں گے۔

ب۔ ”يُؤْمِنَ بِهِ“ = يُؤْمِنَ بعيسى ”قبل موته“ = قبل موت عیسیٰ۔
اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہو گا جو عیشیٰ کی موت سے پہلے عیشیٰ پر ایمان نہ لائے۔ اخ

یعنی مسح کی طبعی موت جب کبھی اور جہاں کہیں بھی واقع ہو گی اس وقت وہ سارے اہل کتاب جو عیشیٰ کی رسالت کے منکر تھے اب آپ کی وفات کے وقت آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

• يَا يَاهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا
إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا، فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَأَعْتَصَمُوا بِهِ

فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا
مُسْتَقِيمًا (۱۷۵، ۱۷۳)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالله، ”رَحْمَةٍ مِنْهُ“ = رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ ”إِلَيْهِ“ = إِلَى اللَّهِ۔

توضیح:

اے لوگو! تمہارے پاس یقیناً ایک دلیل تمہارے پور دگار کے پاس سے آچکی ہے، اور ہم تمہارے اوپر ایک کھلا ہوا نور اتار چکے، جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کو مضبوط کروئے رہے ان کو وہ اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا، اور انہیں اپنی طرف ہیچنے کا سیدھا راستہ دکھائے گا۔

ب۔ ”بِهِ“ = نورِ عبین یہ لفظ اس سے ہیں والی آیت میں موجود ہے۔

”إِلَيْهِ“ = إلى الموعود۔

جو لوگ اللہ پر ایمان اور قرآن پر عمل کرتے رہے اللہ ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا، اور انہیں اپنی سیدھی راہ دکھائے گا کہ اس پر چلنے سے لوگ ان سب باتوں کے امیدوار ہوں گے جن کا اللہ نے اپنے لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔

۵- مائدہ

—يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أَحِلَّ لَهُمْ فُلْ أَحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ، وَمَا عَلِمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تَعْلَمُونَهُنَّ مِمَّا عَلِمْتُمُ اللَّهُ، فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۲)۔

”علیہ“ = علی الأکل۔

الف۔ المصدر المفهوم من قوله ”فَكُلُوا“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ایمان والے تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کون سی چیزیں حلال ہیں ان سے کہہ دو کہ تم کو سب پاکیزہ چیزیں حلال اور وہ شکار بھی حلال ہے جو تمہارے لئے ان شکاری جانوروں نے پکڑا ہے جن کو تم نے سدھار کھا ہے اور جس طریق سے خدا نے تمہیں شکار کرنا سکھایا ہے اس طریق سے تم نے ان کو سکھایا ہو تو جو شکار وہ تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھایا کرو اور کھانے پر خدا کا نام لیا کرو۔

ب۔ ”علیہ“ = علی ما اسکن علیکم۔

جو شکار تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھاؤ اور پکڑے ہوئے شکار پر خدا کا نام

لیا کرو۔

رج۔ ”عَلَيْهِ“ = علی ما علمتم من الجواح = علیہ عند إرساله۔

اور شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت ان پر خدا کا نام لیا کرو۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمٌ يُؤْمِنُ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ
وَلَا يَجْرِيَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ إِلَّا تَعْدِلُوا، إِعْدِلُوا هُوَ
أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ“ الخ (۸)۔

ہو: العدل۔

صینہ امر ”إعدلو“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کرو کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو، عدل خدا ترکی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے (تفہیم)۔

”فَبِمَا نَقْضَيْهِمْ مِنْافَقُهُمْ لَعْنُهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَسِيَّةً،
يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ الخ (۱۳)۔

”مَوَاضِعِهِ“ = مواضع الكلام۔

دیکھئے: النساء (آیت رقم ۳۷) فقرہ (۷)۔

”يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبْلَ السَّلَمِ وَيُخْرِجُهُمْ
مِنَ الظُّلْمَتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطِ
مُسْتَقِيمٍ“ (۱۶)۔

”يَهْدِي بِهِ اللَّهُ“ = یہدی بکتب مُبین = یہدی بالكتب = بالقرآن۔

”رِضْوَانَهُ“ = رضوان اللہ ”بِإِذْنِهِ“ = یاًذن اللہ۔

(۱) ترجمہ: رسول کے عہدوں نے پرہم نے ان پر لخت کی اور کردیا ہم نے ان کے دلوں کوخت، پھر تے ہیں، کلام کو اس کے نہ کالنے سے۔ (ترجمہ شیخ البند صفحہ ۱۲۲)۔

تو ضیح:

اے اہل کتاب ہمارے رسول تھے اس آگیا ہے جو کتاب الہی کی بہت سی باتوں کو تھے اسے کھول رہا ہے جن پر تم پر دھڑا کرتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگذر بھی کر جاتا ہے، تھے اس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک حق نما کتاب اس حق نما کتاب کے ذریغہ اللہ ان لوگوں کو جوان کی رضا کے طالب ہیں سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو انڈھروں سے نکال کر اجائے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔

انتباہ:

ضمیر مجرور متصل واحد غائب نہ کر "یہدی بہ" کی تحریج رسول سے بھی ہو سکتی ہے، اس رسول کے ذریغہ اللہ ان لوگوں کو جوان اللہ کی رضا کے طالب ہیں اخ۔

• **فَبَعَثَ اللَّهُ غَرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيرِيهَ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ، قَالَ يُوَيْلَاتِي أَعْجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَذَا الغَرَابِ فَأَوَارِي سَوْءَةَ أَخِي فَأَضْبَحَ مِنَ النَّدِيمِينَ (۳۱)۔**
الف۔ "لِيرِيهَ" = لیری اللہ قابیل۔

تو ضیح:

اللہ نے ایک کو ابھیجا جوز میں کھو دنے لگا..... تاکہ قاتل کو بتائے کہ وہ کوئے اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے، یہ دیکھ کر قاتل بولا، افسوس مجھ پر میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر کر سکتا۔

ب۔ "لِيرِيهَ" = لیری الغراب قابیل۔

غраб قابیل کے علم کا ذریعہ بنا، اس لئے مجاز اس کی طرف فعل کی نسبت بالکل درست ہے، ضمیر کے مرجع سے اس اسم کا قریب ترین ہونا بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے، مطلب یہ کہ پھر اللہ نے ایک کو ابھیجا جوز میں کھو دنے لگا کہ یہ کو اقابیل کو بتائے اخ.

ملحوظہ:

”أخيَه“ = أخي الغراب، تقدیر: لیری قابیل کیف یواری الغراب سورة أخيه الغراب المیت۔

شرح:

اللہ نے ایک کو ابھیجا جوز میں کریدنے لگا، اس لئے بھیجا کہ اللہ قابیل کو یہ بتائے کہ جس طرح کو اپنے بھائی کی لاش کو چھپاتا ہے قابیل بھی اپنے بھائی کی لاش چھپائے۔ یہ شریح اقرب از صواب تو شاید نہیں ہے تاہم قابل غور معلوم ہوتی ہے۔

﴿أَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ
مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ،
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۳۶)۔

”بِهِ“ = ما فی الأرض۔

مفہوم کے لحاظ سے ضمیر تثنیہ ہو گی، اس لئے کہ ”ما فی الأرض“ اور ”مثلہ معہ“، کے معنی ہوں گے: زمین میں جو کچھ ہے وہ اور اس کے برابر دوسری مقدار۔ لیکن: وَحَدَ الضَّمِيرُ فِي بِهِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ تَقْدَمَ شَيْئاً مَعْطُوفٌ عَلَيْهِ وَمَعْطُوفٌ۔

الف۔ إِمَّا: لغرض تلازمها كما قالوا: رَبُّ يَوْمٍ وَلِيلٍ، مرتبی۔

ب۔ إِمَّا: لاجراء الضمير مجری إسم الاشارة، كأنه قال: ليفتدوا بذلك۔

بر الكلام: دو چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے تثنیہ کی بجائے واحد کا صینہ کلام عرب

میں شاذ ہے نہ نادر۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کی را اختیار کی ہے، (وہ کبھی پاداش عمل سے بچنے والے نہیں) اگر ان کے قبضہ میں وہ تمام (مال و متاع) آجائے جو روئے زمین میں موجود ہے اور اتنا ہی اور بھی (کہیں سے) پالیں پھر یہ سب کچھ روز قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دیدیں جب بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا، ان کے لئے عذاب دردناک ہے (ترجمان القرآن)۔

•
وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ
وَالأنفُ بِالأنفِ وَالْأَذْنَ بِالْأَذْنَ وَالسِّنَ بِالسِّنِ وَالجُرُوحَ
قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَارَةً لَهُ الْخ (٢٥)۔

الف = "مَنْ تَصَدَّقَ بِهِ" = من تصدق القصاص بصاحب الحق من مجروح "فِيهَا" = في التوراة "هُوَ" = التصدق "لَهُ" = المتصدق۔

توضیح:

تورات میں ہم نے یہودیوں کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا (لازم کر دیا تھا، فرض کر دیا تھا) کہ جان کے بد لے جان، آنکھ کے بد لے آنکھ، ناک کے بد لے ناک، کان کے بدے کان، دانت کے بد لے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بد لے پھر جو شخص قصاص کا صدقہ کر دے (قصاص معاف کر دے) تو یہ صدقہ مصدق کے لئے کفارہ ہے۔

شرح:

الف نے جسم کے ذخیرے کیا جنم نے بد لے نہیں لیا بلکہ معاف کر دیا، جنم کی یہ نیکی اس

کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

مجروح نے جارح کو اللہ کے واسطے معاف کر دیا تو مجروح کی یہ معافی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

ب۔ "لَهُ" = للجارح یہ اسم سیاق کلام سے ظاہر ہے۔

شرح:

پھر جو شخص قصاص معاف کر دے تو یہ صدقہ خطاکار کے لئے کفارہ ہے، خطاکار سزا نہیں پائے گا، مجروح نے جارح کو معافی دیدی تو جارح کا گناہ معاف ہو جائے گا۔
جس طرح قصاص کفارہ ہے، اسی طرح معافی بھی کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ دینے والا ہے۔

بعض مفسروں نے جارح و مجروح کی بجائے لفظ قاتل و مقتول استعمال کیا ہے۔

ملحوظہ:

ص، و، ق، کے ایک معنی شرم ساری سے جرم کا اقرار کر لینا بھی آتا ہے، اس لحاظ سے آیت کے معنی اس طرح ہو سکتے ہیں کہ "مَنْ تَصَدَّقَ بِهِ" یعنی مصدق نے اقرار جرم کر لیا تو اقرار جرم خود ایک کفارہ ہے۔

لیکن یہ تاویل غلط نہ سہی کمزور ضرور ہے، البتہ اس کا اطلاق انسان کے معمولی قول و فعلی خطاوں پر ہو سکتا ہے، جیسا کہ بعض صحابہ سے رسول ﷺ کے قول و فعل سے ظاہر ہے۔

وَقَفَيْنَا عَلَىٰ أَثَارِهِمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرِيمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدِيهِ مِنَ التَّوْرَةِ، وَأَتَيْنَاهُ الْأَنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدِيهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ

لِلْمُتَّقِينَ (٣٦)۔

الف۔ ”اثارِہم“ = اثار النبیین، پہلا ”بین یَدِیْهِ“ بین یدی عیسیٰ، دوسرا: ”بَيْنَ يَدَيْهِ“ بین یدی انجیل۔

تو ضیح:

ہم نے بنی اسرائیل میں بہت سے نبیوں کے بعد مریم کے بیٹے عیشی کو بھیجا، توارہ میں سے جو کچھ اس کے (یعنی ابن مریم کے) سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والی تھی، اور خدا ترس لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔

ب۔ ”اثارہم“ = اثار الذین کتب علیہم هذه الأحكام۔

ہم نے بنو اسرائیل میں بہت سے ان لوگوں کے بعد جنہیں یہ احکام دیئے گئے تھے مریم کے بیٹے عیشی کو بھیجا، عیسیٰ تورات میں سے اخ.

• وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُنُّوا وَ لَعِيَا، ذَلِكَ يَأْنَهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (۵۸)۔

الف۔ ”إِتَّخَذُوهَا“ = إِتَّخَذُوا الصَّلَاة۔

تو ضیح:

جب تم نماز کے لئے منادی کرتے ہو تو وہ نماز کی بُنی اڑاتے ہیں اور اس سے کھیلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔

ب۔ ”إِتَّخَذُوهَا“ = اتَّخَذُوا المناداة: یعود الضمیر إلى المصدر المفهوم.

من نادیتم۔

جب تم نماز کے لئے منادی کرتے ہو تو وہ اس منادی کا مذاق اڑاتے اور اس سے کھیلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل نہیں رکھتے۔

—لِعْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ
دَاوَدَ..... تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِئَسْ
مَا قَدَّمْتُ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَنْ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي
الْعَذَابِ هُمْ خَلِدُونَ (٨٠، ٨١)۔

بنو اسرائیل کی نافرمانیوں پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت بھیجی گئی ہے، تم بنو اسرائیل کے بہت سے نافرمانوں کو دیکھو گے کہ وہ کھلے کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، کیا ہی بر اسامان بھیجا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ اللہ کا غصب ہوا ان پر لور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔

• —وَلُوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ
مَا تَخَذُوهُمْ أُولَيَاءَ وَلِكُنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَسِقُونَ (٨١)۔

”وَلُوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ“ = وَلُوْ كَانَ الْيَهُود يُؤْمِنُونَ۔

”مَا تَخَذُوهُمْ أُولَيَاءَ“ = مَا تَخَذَ الْكَافِرُونَ أُولَيَاءَ۔

توضیح:

اگر یہود، اللہ پر اور نبی پر اور جو کچھ نبی پر اتر اس پر بھی ایمان لائے ہوتے تو وہ کافروں کو ہرگز دوست نہ بناتے لیکن ان یہودیوں کی اکثریت بدکار ہے۔

انتباہ:

اگر کوئی مفسر ”کَانُوا“ کا اسم ”الكافرون“ قرار دے تب بھی ”اتخذهم“ کی ضمیر منصوب کا مردج حسب حال رہے گا۔

ابو بکر محمد قال (۳۶۵ھ) کی رائے کے لحاظ سے تقدیر کلام یہ ہوگا:

”وَلُوْ كَانَ هُؤُلَاءِ الْكَافِرُونَ الْمُتَوَلُونَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَبِمُحَمَّدٍ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا تَخَذَ الْيَهُودُ الْمُشْرِكُونَ أُولَيَاءَهُمْ“ مطلب یہ کہ:

اور وہ مشرک جن کو یہود نے اپنا دوست بنار کھا ہے، اللہ پر، محمد ﷺ پر اور قرآن پر ایمان لائے ہوتے تو یہ یہود ان سے دوستی نہ کرتے۔

• ”لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي آيَاتِنَا كُمْ وَلِكُنْ يُؤَاخِذُكُمْ
بِمَا عَقَدْتُمُ الْأَيْمَانَ، فَكَفَارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسْكِينَ مِنْ

أَوْ سَطِ مَا تُطِعِمُونَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كُسُوتُهُمْ أَوْ تُحْرِيرُ رَقَبَةٍ
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ذَلِكَ كُفَّارَةً أَيْمَانِكُمْ إِذَا
خَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ” الْخَ (٨٩)۔

الف۔ ”کفارتہ“ = کفارۃ قسم الحنث: قسم توڑنے کا کفارہ، قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ۔

ضمیر کی یہ تخریج باعتبار معنی ہے، لفظوں میں اس کا ذکر صراحت سے نہیں ہے۔

توضیح:

تمہاری قسموں میں سے جو قسمیں ہے معنی ہوں ان پر خدا تم سے موافقہ نہیں کرے گا مگر ان قسموں پر موافقہ کرے گا جو تم نے جان بوجھ کر کھائی ہیں، قسم توڑنے کے گناہوں کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا؟ او سط درجہ کا کھانا جیسا تم اپنی بیوی بچوں کو کھلایا کرتے ہو، یادس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی بجائے کپڑا پہنادینا، یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی میسر نہ ہو تو پھر تین دن روزہ رکھنا ہے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔

ب۔ ”کُفَّارَةً“ = کفارۃ ماعقدتم۔

”ما“ موصولہ اور مضاف محفوظ، حنث محفوظ۔

لقدیر: کفارۃ حنث ماعقدتم۔

اس قسم (سوگند) کے توڑنے کا کفارہ جو تم نے جان بوجھ کر ارادۃ مضبوطی سے کھائی تھی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ل الخ۔

ج۔ ”کُفَّارَةً“ = کفارۃ العقد۔

”ما“ مصدریہ اور مضاف محفوظ، لقدر: کفارۃ حنث تعقید القسم۔

قسم کی مضبوطی کو توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو اخ۔

یعنی بغیر ارادہ کئے یو نبی بے سمجھے بوجھے کھائی ہوئی قسم پر کچھ نہیں۔

و۔ ”کفارۃ“ = کفارۃ الحلف۔

یہیں حلف کے معنی میں ہے اور حلف مذکور ہے۔

انتباہ:

جو اسم بصیغہ جمع آئے اس کے لئے ضمیر مؤنث آتی ہے، یہاں ایمان کا واحد یہیں بھی مؤنث سماں ہے اس کے باوجود یہ کہنا کہ ایمان گو جمع ہے مگر باعتبار معنی واحد یہیں ہے اور یہیں متراوف حلف ہے ایک بے محل بات ہے، اسی طرح ”تسقیکم ما فی بطونه“ کی ایک تحریج کو یہاں منطبق کرنے کی کوشش بھی بالکل غیر ضروری ہے۔
دیکھئے: سورۃ نحل آیت نمبر (۲۰)۔

—يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مَّنْ عَمِلَ الشَّيْطَنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعْلَكُمْ تُفْلِحُونَ (۹۰)۔

”اجتنبُوهُ“ = اجتنبوا الرّجس۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو شراب اور جوا اور بت اور پانے یہ سب ناپاک کام گندے شیطانی کام ہیں اس ناپاکی، گندگی سے بچتے رہو تاکہ نجات پا۔

انتباہ:

”رجس“ یہاں نکرہ موصوفہ واقع ہے ”إنما شان الخمر“ جیسا کوئی محذوف ماننے کی بالکل ضرورت نہیں، البتہ بطور تفسیر کہہ سکتے ہیں:-

”اجتنبُوهُ“ = یعنی اجتنبوا الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام کل ذالک رجس فاجتنبوا۔

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَإِنْتُمْ حُرُومٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَّ آةً مِثْلُ مَا قَاتَلَ مِنَ النَّعْمٍ يَحُكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدِيًّا بِلِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَارَةً طَعَامُ مَسِكِينٍ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ، عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ“ الخ (٩٥).

الف۔ ”يَحُكُمُ بِهِ“ = يَحْكُمُ بِهِ = يَحْكُمُ بِهِ بِمَثْلِ مَا قَاتَلَ، وَبَالَ أَمْرِهِ: وَبَالَ أَمْرِتِنَ: أَمْرِ
الْجَانِي۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کرایا کر گزرے تو جو جانور اس نے مارا اس کے ہم پلے ایک جانور اس مویشی میں سے نذر دینا ہو گا جس کے ہم پلے ہونے کا فیصلہ تم میں سے دعا دل آدمی کریں اور یہ نذر نہ کعبہ بھیجا جائے گا، یا یہ نہ ہو سکے تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھلانا ہو گا، یا اس کھانے کے بدل روزے رکھنے ہوں گے تاکہ جس محرم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے وہ اپنے کے کامزہ چکھے، پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا لیکن اب اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اس سے اللہ بدلہ لے گا۔

ب۔ ”وَبَالَ أَمْرِهِ“ = وَبَالَ امْرِ اللَّهِ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو احرام کی حالت میں شکار نہ کرو..... بدل روزہ رکھے تاکہ جس محرم سے یہ گناہ سرزد ہو دہ اللہ کے حکم (سزا) کامزہ چکھے پہلے جو کچھ ہو چکا لیج۔

• أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ وَطَعَامُهُ مَتَاعُ الْكُنُمْ وَلِلسيَّارَةِ، وَحُرُومٌ
عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ هَادِمُهُ حُرُومَةٌ، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ
تُحْشَرُونَ (٩٦)۔

الف۔ ”طعامة“ طعام صيد البحر۔

تقرير: أحل لكم صيد البحر وأكل صيد البحر۔

توضیح:

تمہارے فائدے کے لئے دریا کا شکار اور اس شکار کا کھانا حلال کر دیا گیا۔

ب۔ ”طعامة“ طعام البحر۔

..... دریا کا شکار اور دریا کا کھانا حلال کر دیا گیا۔

دریا کا کھانا سے مراد شکار کیا ہوا ہو یا بغیر شکار کیا ہوا۔

”طعام“ مصدر ہے، اس لئے اس سے مراد مطعم ہو سکتا ہے۔

کھانی جانے والی اشیاء سے یہاں غالباً جھینگا اور محچلی وغیرہ مراد ہے۔

—يَا يَهَا الَّذِينَ أَهْنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءِ إِنْ تُبَدِّلُكُمْ

تُسُوِّلُكُمْ، وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلُكُمْ

عَفَ اللَّهُ عَنْهَا، وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۱۰۱)۔

الف۔ ”عنها“ (اول و دوم) = عن اشیاء۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر انہیں بتا دیا جائے تو وہ تمہیں بُری لگیں اور اگر قرآن نازل ہونے کے دور میں ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھو گے تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی اب تو خدا نے ان چیزوں سے درگزر فرمادیا ہے۔ ”ان تَسْأَلُوا عَنْهَا“ کی ضمیر مجرور موتث کا مرتعج ایسی اشیا ہو سکتا ہے جن کے متعلق دریافت کرنا تم موم نہیں، دریافت پر بتا دیا جائے گا، جیسے مطلقہ کی مدت عدت یہ معنی قرینہ حالیہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ب۔ ”عَنْهَا“ = عَنِ الْمَسْئَلَةِ، یہ مفہوم ”لَا تَسْتَأْلُوا“ اور ”إِنْ تَسْتَأْلُوا“ سے ماخوذ ہے۔

مطلوب غالباً یہ ہے:

ایک چیزوں کے احکام مت دریافت کرو کہ اگر وہ بتائیے جائیں تو ان پر عمل کرنا تم پرشاقد گز رے ایسی صورت میں کہ ابھی قرآن کا نزول جاری ہے اگر اللہ سوال کا جواب دے اور احکام بتائے تو پھر ان پر عمل کرنا سخت دشوار ہو جائے گا۔

اللہ نے ایسے سوالوں کی طرف توجہ نہیں فرمائی ان سے ورنہ گز فرمایا۔

والعلم عند الخبير۔

●
يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ
الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةُ ثُنِنٌ ذَوَاعْدُلٍ مَنْكُمْ أَوْ أَخْرَانِ مِنْ
غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَاصَابَتُكُمْ مُصِيبَةٌ
الْمَوْتٌ تَحْسُسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الْصَّلَاةِ فَيُقْسِمُنَ باللَّهِ إِنْ
أَرْتَبْتُمْ لَا نَشْرِئُ بِهِ ثُمَّنَا وَلَوْ كَانَ ذَاقُوبِيٌّ، وَلَا نَكْتُمْ
شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمْنَ الْإِيمَانَ (۱۰۶)۔

الف۔ نَشَرِئُ بِهِ = نشتري بالقسم ثمنا ولو كان من نفس له قريباً ميناً = ”القسم“ = الحلف = اليمين: سوگند۔

تو صح:

انے ایمان والوجب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو اس کے لئے شہادت کا نصاب یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم میں سے دو صاحب عدل آدمی گواہ بنائے جائیں یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور موت کی مصیبت پیش آجائے اور دہاں اپنے جانے پہچانے لوگ موجود نہ ہوں تو دوسرے لوگوں میں سے دو شخصوں کو گواہ کر لیا

کرو، پھر اگر ان گواہوں کی نسبت کوئی شک میں پڑ جائے تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو روک لیا جائے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض قسم یعنی حلف بیچنے والے نہیں ہیں اور خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کی رعایت کرنے والے نہیں اور خدا کے واسطے کی شہادت کو ہم چھپانے والے بھی نہیں ہیں اگر ہم نے ایسا کیا (شہادت پوشی کی) تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔

ب۔ "نَشْرِيْ بِهِ" = نشری بالله۔

اے ایمان والو جب تم میں سے وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کسی ذاتی فائدے کے عوض اللہ کو بیچنے والے نہیں ائم۔

اللہ کو بیچنے کی تفسیر، مثلاً: اللہ کا نام لے کر اپنا فائدہ کرنا وغیرہ۔

ج۔ "نَشْرِيْ بِهِ" = نشری بتحریف الشہادۃ۔

اے ایمان والو..... ہم کسی فائدے کے عوض شہادت میں تحریف کرنے والے نہیں ہیں اور خواہ کوئی ائم۔

پہلا اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَعْصِي إِبْرَاهِيمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ
وَعَلَى وَالدِّيْلَكَ، اذْ أَيْدِيْلَكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ، تُكَلِّمُ النَّاسَ
فِي الْمَهْدِ وَكَهْلَا وَإِذْ عَلِمْتَكَ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ
وَالْتَّوْرَةَ وَالْأَنْجِيلَ، وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطَّيْنِ كَهْيَةَ الطَّيْرِ
بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي وَتَبْرِيْ الْأَكْمَةَ
وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي وَإِذْ تُخْرِجُ الْمُؤْتَمِي بِإِذْنِي وَإِذْ كَفَفْتَ
بَنَيَ اسْرَائِيلَ عَنْكَ اذْ جَتَّهُمْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْهُمْ أَنْ هَذَا أَلَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۱۰)۔

"تَنْفُخُ فِيهَا" = تَنْفُخُ فِي الطَّيْرِ، الطَّيْرِ مونث۔

لقد ير: وَإِذَا تَضَعَ مِنَ الطِّينِ طَائِرًا صُورَةً مِثْلَ صُورَةِ الطَّائِرِ الْحَقِيقِيِّ
فَتَنْفَخْ فِيهَا فَتَكُونُ طَائِرًا حَقِيقَةً بِإِذْنِ اللَّهِ۔

توضیح:

پھر تصور کرو اس موقع کا جب اللہ فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کرو
میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری ماں کو عطا کی تھی میں نے روح پاک سے تیری
مد کی تو گھوارے ہی میں لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچنے پر میں نے تجھ کو کتاب
اور حکمت اور تورات اور انجلیل کی تعلیم دی میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندہ کی صورت کا بناتا
اور اس صورت میں (اس مصنوعی پرندے میں) پھونکتا تھا تو میرے حکم سے وہ مصنوعی
پرندہ کی صورت بچ چکی پرندہ بن جاتا تھا اور تو اچھا کرتا تھا مادرزادہ اندھے اور کوڑھی کو
میرے حکم سے اور تو مردوں کو میرے حکم سے نکالتا تھا۔

پھر جب بنی اسرائیل کے پاس صریح نشانیاں لے کر پہنچا اور جو لوگ ان میں سے
مکر تھے انہوں نے کہایہ نشانیاں جادوگری کے سوا کچھ نہیں ہیں تو میں نے ہی تجھے ان
سے بچایا۔ اور جب میں نے حواریوں کو اشارہ کیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاو:
تب انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

”تَنْفُخُ فِيهَا“ تَنْفُخُ فِي الْهَيْثَةِ = الْهَيْثَةُ الَّتِي تَكُونُ الْكَافِ صَلَةً لَهَا۔

لقد ير: وَإِذَا تَصْنَعَ مِنَ الطِّينِ هَيْثَةً مِثْلَ هَيْثَةِ الطَّيْرِ فَتَنْفَخْ فِيهَا أَيِّ فِي الْهَيْثَةِ
الْمَوْصُوفَةِ بِالْكَافِ الْمَنْسُوبِ خَلْقَهَا إِلَى عِيسَى۔

..... تو میرے حکم سے پرندہ کی شکل کے مشابہ ایک پرندہ گھرتا اور پھر اس مشابہ
شکل میں پھونک مارتا تو وہ حقیقی پرندہ بن جاتا تھا

زیر غور آیت کا آل عمران کی (۲۹) ویں آیت، فقرہ (۹) سے مقارنہ مفید رہے گا۔

”قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنْزَلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يُكَفِّرُ بَعْدَ مِنْكُمْ فَإِنَّمَاَ

أَعْذَبُهُ عَذَابًا لَا أَعْذَبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَلَمِينَ، (١١٥)۔

الف۔ ”مَنْزَلُهَا“ = منزل المائدة، ”لَا أَعْذَبُهُ أَحَدًا“ = لا أعتذب التعذيب أحداً، يعني لا أعتذب مثل التعذيب أحداً۔

توضیح:

الله نے فرمایا میں خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں، مگر اس کے بعد تم میں سے جو کفر کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو دنیا میں کسی اور کو ایسی سزانہ دوں گا۔

ب۔ ”لَا أَعْذَبُهُ أَحَدًا“ = لا أعتذب مثل عذاب الكافر۔

الله نے فرمایا میں خوان تم پر نازل کرنے والا ہوں مگر خوان کے نازل ہو جانے کے بعد بھی تم میں سے جو کفر کرے گا اس کو ایسا عذاب دوں گا جیسا خوان اترنے سے پہلے کفر کرنے والوں کو دیا جائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت عذاب۔

۲- انعام

• وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ^(۱) فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ
لَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ^(۷)۔

الف۔ "المسوہ" = لمسوا الكتاب۔

تو ضبط:

اے پیغمبر! اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھائی کتاب اتار بھی دیتے اور لوگ اس کتاب کو اپنے ہاتھ سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تو بھی جنہوں نے حق کا انکار کیا ہے وہ تو یہی کہے جاتے کہ یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔

ب۔ "المسوہ" = لمسوا القرطاس۔

اے پیغمبر! اگر ہم تمہارے اوپر کوئی کاغذ میں لکھی کتاب اتار بھی دیتے اور لوگ اس کاغذ کو اپنے ہاتھ سے اٹھ۔

• "وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ" (۸)۔

"علیہ" = علی الرسول = علی محمد۔

اسم مذکور نہیں ہے فوائد کلام سے ظاہر ہے۔

(۱) قرطاس: ج قرطاس، جس پر لکھا جائے (راغب) لکھنے کی جعلی (سیوطی) (لغات القرآن جلد ۵ صفحہ ۹۳) (قاسی)۔

توضیح:

اور کافر کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد، پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا (کہ وہ اس کی پیغمبری کی تصدیق و توثیق کرتا)۔

• **وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلِكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا، وَ لَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ (۹)۔**

”جَعَلْنَاهُ“ جعلنا الرسول، ”لَجَعَلْنَاه“ = جعلنا الملك۔

توضیح:

اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بنائ کر سمجھتے تو بھی ہم اس فرشتہ کو انسان بنائ کر ہی سمجھتے اور اس طرح ان کا فردوں کو اس شہر میں بتلا کر دیتے جس میں وہاب بتلا ہیں۔

• **قُلْ لِمَنْ هَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، قُلْ لِلَّهِ، كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ، لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ، الَّذِينَ حَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۱۲)۔**
الف۔ ”لَا رَيْبَ فِيهِ“ = فی الیوم۔

توضیح:

ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے کہتے سب کچھ اللہ ہی کا ہے، اللہ نے اپنے اوپر رحم و کرم کا شیوه لازم کر لیا ہے قیامت کے روزہ یقیناً وہ تم سب کو جمع کرے گا، اس وقت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو تباہی کے خطرہ میں ڈال لیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔

ب۔ ”لَا رَيْبَ فِيهِ“ = لاریب فی الجمیع، المصادر الفهوم من ج ۲ ص ۴۔

ان سے پوچھو..... روز قیامت سب لوگوں کے اکٹھا ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے
اُخ۔

زیر غور ضمیر سے مشابہ ضمیر اس سے پہلے آل عمران (۸۷، ۹) اور النساء (۲۵، ۹)
میں گزر چکی ہیں۔

● ”فُلْ إِنَّى أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ، مَنْ
يُصْرَفَ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمَبِينُ“ (۱۵، ۱۶)۔
”عَنْ“ = عن العذاب۔

تقدیر: من يصرف عنه العذاب يومئذ۔

توضیح:

آپ یہ بھی کہدیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے
عذاب کا خوف ہے۔

جس شخص سے اس روز عذاب مال دیا گیا تو اس پر خدا نے مہربانی فرمائی اور یہ کھلی
کامیابی ہے۔

● ”فُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً، فُلْ اللَّهُ، شَهِيدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ
وَأُوْجَحَى إِلَيْ هَذَا الْقُرْآنَ لِأَنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ، أَنَّكُمْ
لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ إِلَهَةٌ أُخْرَى، فُلْ لَا أَشْهَدُ، فُلْ
إِنَّمَا.....“ الخ (۱۹)۔

الضمير المستكن في بلغ = القرآن، مفعول به محنوف يعني بلغه
القرآن۔

توضیح:

ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے، آپ کہئے: میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن مجھ پر وحی کیا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو اس (قرآن) کے ذریعہ خبردار کر دوں، کیا واقعی تم لوگ یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہیں؟ کہئے میں تو اس کی شہادت ہرگز نہیں دے سکتا، آپ کہئے خدا تو وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے مطلق بے زار ہوں جس میں تم سُکر فتار ہو۔

• “الَّذِينَ أَتَيْنَاهُمُ الْكِتَبَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ” (۲۰)۔
دیکھئے: بقرہ آیت رقم (۱۳۶) فقرہ (۲۳)۔

• ”وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ، وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكْنَةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي أَذْنِهِمْ وَقُرًا“ الخ (۲۵)۔

الف۔ ”یفَقَهُوهُ“ = یفَقَهُوا القَوْل = قول رسول اللہ۔

اگرچہ اسم مذکور نہیں ہے فہوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ان مشرکوں میں بعض ایسے ہیں جو تمہاری بات غور سے سنتے ہیں مگر ان کا یہ حال ہے کہ اللہ نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول کو یعنی رسول کی بات سمجھتے نہیں۔

ب۔ ”یفَقَهُوهُ“ = یفَقَهُوا القرآن۔

ان مشرکوں جس کی وجہ وہ قرآن سنتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

• ”وَهُمْ يَنْهَانَ عَنْهُ وَيَنْتَوْنَ عَنْهُ، وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ“ (۲۶)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ (دونوں جگہ) عن القرآن۔

توضیح:

اور مشرک دوسرے لوگوں کو بھی قرآن پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی اس (قرآن) سے بھاگتے ہیں، اس عمل سے وہ صرف اپنے آپ ہی کو تباہ کر رہے ہیں مگر اس تباہی کا ان کو شعور بھی نہیں۔

ب۔ ”عَنْهُ“ (دونوں جگہ) = رسول۔

اور مشرک دوسرے لوگوں کو بھی رسول پر ایمان لانے سے روکتے ہیں اور خود بھی رسول سے دور رہتے ہیں، اس عمل سے انہیں۔

● ”وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَا تُنَا الْتُنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ“ (۲۹)۔

الف۔ ”هِيَ“ = الحیاء۔

توضیح:

آج یہ کافر کہتے ہیں کہ زندگی جو کچھ بھی ہے وہ اسی یہی دنیا کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

ب۔ ”هِيَ“ ضمير الشأن۔

آج یہ کافر کہتے ہیں درحقیقت دنیا کی زندگی ہی ہے، اور ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

● ”قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِلِقَاءَ اللَّهِ، حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتِهِمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَخْسِرُونَا عَلَىٰ مَا فَرَّطُنَا فِيهَا“ (۳۱)۔

”فِيهَا“ = فی الساعة۔

توضیح:

جن لوگوں نے خدا کے روپ و کھڑے ہونے کی خبر کو جھوٹ سمجھا وہ گھائے میں آگئے یہاں تک کہ جب ان پر قیامت ناگہاں آموجود ہوگی تو بول انھیں گے ہائے ہماری آخرت فراموشی سخت افسوس ہے اس بے پرواہی پر جو ہم نے قیامت کے بارے میں کی۔

ملحوظہ:

اس آیت میں بعضوں نے ضمیر مجرور متصل مؤنث کا مر جمع بتایا ہے کسی نے فرمایا ”ہا“ کا مر جمع دنیا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ خ، س، ر، سے، ص، ف، ق، ة، کا مفہوم نکلتا ہے، لہذا ”ہا“ کا مر جمع صفة ص ف ق: سودا کرتا معاملہ کرتا ہے۔

ان توجیہوں سے تخلیل کی قوت اور عربیت کا ضعف نمایاں ہے۔

—قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ

وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِاِيمَانِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ (۳۲)۔

”إِنَّهُ“ إن الشأن۔

توضیح:

ہمیں معلوم ہے کہ جو باشیں یہ کافر بتاتے ہیں ان سے تمہیں فی الواقع رنج ہوتا ہے لیکن تمہیں یہ لوگ نہیں جھلاتے بلکہ یہ خالم اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

—وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ، الْخ (۳۷)۔

”عَلَيْهِ“ = علی الرسول = علی محمد۔

اسم مذکور نہیں ہے فوائد کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتنا ری جاتی (جس سے اس کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی)۔

● “فَلْ أَرَءَ يُتَمِّمُ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيْكُمْ بِهِ” (۲۶)۔

الف۔ ”بِهِ“ = افرد الضمير اجراءً له فجری اسم الاشارة کا کہہ قیل: مَنْ یأْتِیْکُمْ بِذَالِکَ یعنی ان اخَذَ اللَّهُ کذا و کذا هل یأْتِیْکُمْ أَحَدٌ بِذَالِکَ۔

توضیح:

ان کافروں سے کہو کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر خدا تمہاری سماعت اور بصارت چھین لے اور دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا اور کون اللہ ہے جو یہ قویں تمہیں واپس دلا سکے۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالسمع قریب ترین اسم اور اسی میں قلوب و ابصار شامل ہیں، ان کافروں سے کہو..... کون اللہ ہے جو تمہاری سماعت واپس دلا سکے۔

ج۔ ”بِهِ“ = بالهدی، یدل علیہ المعنی، لأنَّ أَخَذَ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْخَتْمَ عَلَى الْقُلُوبِ سَبَبَ الضَّلَالَ۔

ان کافروں..... تو اللہ کے سوا کون اللہ ہے جو تمہیں ہدایت دے سکے۔

● -وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِإِيمَانِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ آتَهُمْ مِنْ عَمَلِ مِنْكُمْ سُوءٌ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ قَاتَبَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ، فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۵۳)۔

”بَعْدِهِ“ = بعد عمل سوء۔

یہ مرجع فعل "عمل" سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آئیوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے سلام علیکم کہا کرو، خدا نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے جو کوئی تم میں سے فی الواقع نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس بری حرکت کے بعد توبہ کرے اور نیکو کار ہو جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

• قُلْ إِنَّى عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهِ، مَا عِنْدِيْ مَا تَسْعَجِلُونَ بِهِ، إِنَّ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقْصُّ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَضْلِيْنَ (۵۷)

الف۔ "کَذَّبْتُمْ بِهِ" = کَذَّبْتُمْ بِالرَّبِّ، ضمیر سے قریب ترین اسم۔

توضیح:

کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم پروردگار کی تکذیب کرتے ہو تو جس چیز کی جلدی چخار ہے ہو وہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ب۔ "کَذَّبْتُمْ بِهِ" = کَذَّبْتُمْ بِالْبَيِّنَةِ: والتذکیر باعتبار المعنى يعني البيان = البرهان = الدليل۔

کہہ دو کہ میں اپنے پروردگار کی روشن دلیل پر ہوں اور تم اس روشن دلیل کو جھلاتے ہو جس چیز کے لئے تم جلدی چخار ہے وہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ج۔ "کَذَّبْتُمْ بِهِ" = کَذَّبْتُمْ بِالْقُرْآنِ۔

کہہ دو..... اور تم قرآن کی تکذیب کرتے ہو اخ۔

یہ دراصل شرح و تفسیر ہے نہ کہ محاورہ عرب کی توجیہ۔

”کذبتم به“ کو ”کذبتم بالعذاب“ کہنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُمْ بِاللَّيلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ
يَعْشُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَى أَجَلُ مُسَمًّى، ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ
يُبَثِّكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۲۰)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی النهار، تقدیر: اللہ الذی یتوفیکم باللیل ثم یعشیکم
بالنهار و یعلم ما جرحتم فیه۔
”إِلَيْهِ“ = إلى الله۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں رات کو سلاادیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کی
خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن میں اٹھادیتا ہے تاکہ یہی سلسلہ جاری رکھ کر زندگی کی مدت کا
دوران پورا کر دیا جائے، پھر تم سب کو اللہ کی طرف جاتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم اپنی
زندگی پھر کیا کیا کرتے رہے تھے۔

ملحوظہ:

ضمیر زیر غور ”فِيهِ“، کی تحریک فی المنام۔ یا۔ فی اللیل۔ یا۔ فی التوفی بھی
نقل ہوتی رہی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتی۔

●
— قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَعْكِبَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
فَوْقَكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يُلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ
بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ، انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَتِ لَعَلَّهُمْ
يَفْقَهُوْنَ (۲۵)۔

توضیح:

کہہ دو وہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجی یا تمہیں فرقہ فرقہ کر کے ایک دوسرے سے بھڑادے اور لٹائی منٹے کا مزہ چکھادے، دیکھوا، ہم اپنی آئیوں کو کئی کئی طریقوں سے کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں اور یقین کریں۔

● ”وَكَذَبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ، لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ“ (۲۶)۔

الف۔ ”کَذَبَ بِهِ“ = کَذَبَ بالعذاب آیت سابق کے لفظ عذاب سے ظاہر ہے۔
ب۔ بعض مفسروں نے ”بِهِ“ کی تفسیری توجیہ ”وَ بالوعید“ سے کی ہے، یہ سابقہ آیت کے مفہوم سے ثابت ہے۔

توضیح:

تمہاری قوم عذاب سے انکار کئے جا رہی ہے، حالانکہ وہ حق ہے آکر ہی رہے گا آپ کہہ بھیجے کہ میں تمہارا دکیل نہیں ہوں کہ عذاب نازل ہو تو اس کو روک دوں یا رکوادوں۔
ج۔ تصریف الایات، آیت سے قریب ترین مصدر ”نَصَرَفَ“ سے ماخوذ ہے، اس لئے ”کَذَبَ بِهِ“ کا مر جمع تصریف الایات صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے۔

مطلوب یہ کہ:

آئیوں کو کئی کئی طریقوں سے بیان کرنے کے باوجود تمہاری قوم اس کا انکار کئے جا رہی ہے، حالانکہ وہ حق ہے، آپ کہہ دیجئے میں تمہارا دکیل تو نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں کی ذمہ داری اپنے ذمہ لوں، تم جانو اور تمہارا کام۔

د۔ ”کَذَبَ بِهِ“ = کَذَبَ بالقرآن۔

اور تمہاری قوم نے قرآن کو سچانہ جانا حالانکہ وہ سراسر حق ہے، نہہ دو میں تمہارا وکیل نہیں ہوں کہ اس کا حق ہونا منوا کرہی رہوں۔

ملحوظہ:

ہو سکتا ہے کہ زیرِ غور ضمیر کا مرجع "الرسول" ہو صرف تھا طب سے اس کا احتمال موجود ہے،
البتہ فوائے کلام سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

● "وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي إِيمَانِنَا فَاعْرِضْ عَنْهُمْ
حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ، وَإِمَّا يُنْسِنَكَ الشَّيْطَانُ
فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّلِيمِينَ" (۲۸)۔

الف۔ "فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ" = غیر الایت یعنی معنی الایت، لأنها القرآن
ضمیر کی تذکیراً سی لحاظ سے ہے۔

توضیح:

اے نبی! جب تم دیکھو کہ لوگ ہماری آئتوں میں نکتہ چینیاں کر رہے ہیں تو تم ان کے
پاس سے ہٹ جاؤ یہاں تک کہ وہ ان آئتوں کے بارے میں اپنی گفتگو چھوڑ کر دوسرا باتوں میں
لگ جائیں اور اگر کبھی شیطان تمہیں اس بات سے بھول میں ڈال دے تو جس وقت تمہیں یاد
آجائے اسی وقت ان ظالم لوگوں کا ساتھ ترک کر دو۔

ب۔ "غیره" غیر القرآن۔

اے نبی..... یہاں تک کہ وہ قرآن کے بارے میں اپنی گفتگو چھوڑ کر انج۔

ج۔ فی حدیث غیرہ = غیر الخوض = نکتہ چینی کہ سوا۔

اے نبی..... یہاں تک کہ وہ نکتہ چینی ترک کر کے نکتہ چینی کے سوا دوسرا گفتگو میں لگ
جائیں اور اگر کبھی انج۔

● "وَذِرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهُوَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ
الْدُّنْيَا وَذَكْرِ بَهِ" الخ (۷۰)۔

الف۔ ”ذَكْرٌ بِهِ“ = بالقرآن۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشہ بنارکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو، اس قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہو کہ کہیں کوئی اپنے کرتوں کے وباں میں پکڑانہ جائے اس روز، الخ۔

ب۔ ”ذَكْرٌ بِهِ“ = ذکر بالحساب۔

اور جن لوگوں ان سے کبھی کام نہ رکھو، البتہ بعد موت یوم حساب یادداکر نصیحت اور تنبیہ کرتے رہو کہ کہیں کوئی اپنے کرتوں کے وباں میں پکڑانہ جائے اور اس روز، الخ۔

ج۔ ”ذَكْرٌ بِهِ“ = بالمدین۔

اور جن لوگوں نے یوم جزا عیاد دلا کر متنبہ کرتے رہئے کہ کہیں الخ۔

د۔ ”ذَكْرٌ بِهِ“ = ذکر بالإبسال۔

ب س ل: (افعال) کسی کو سزاد یا مارڈالنے کے لئے گرفتار کرنا۔

”ذکربہ“ یہ ماگویا ضمیر مجرور متصل کی حیثیت ضمیر شان کی ہے۔

تقدیر: ذکر بارتہان النفوس وجها بما کسبت الخ.

مطلوب یہ کہ:

بد عملی کی جزائیں پکڑے جانے سے ڈراہ، بد اعمالی کا انعام یاد دلا اور عاقبت اندیشی کی نصیحت کرو۔

—وَتِلْكَ حُجَّتُنَا أَتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى فَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَتَهِ
مَنْ نَشَاءُ، إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ، وَ وَهَبْنَا لَهُ اسْتِحْقَاقَ
وَيَعْقُوبَ، كُلًا هَدَيْنَا، وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ ذُرَيْتَهِ

دَاؤْدَ وَسُلَيْمَنَ وَأَيُوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ،
وَكَذَلِكَ نَجْرِي الْمُحْسِنِينَ (۸۲، ۸۳)۔

”لَهُ“ = ابراہیم، ”ذُرِّیَّتِهِ“ = ذریۃ ابراہیم۔

تو ضمیح:

یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی تھی ہم جس کے درجے بلند کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں بے شک تمہارا پروردگار دنما اور خبردار ہے۔

اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب بخشنے ان سب کو ہدایت سے نواز اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی، اور ابراہیم کی ذریت میں داؤد اور سلیمان اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی اور ہم نیک لوگوں کو اسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔

”ذُرِّیَّتِهِ“ = ذریۃ نوح۔

اور ہم نے اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور نوح کی ذریت میں داؤد اخ۔

یہ تو جیسے بعید از قیاس ہے گو ”ذُرِّیَّتِهِ“ کی ضمیر کا قریبی اسم نوح ضرور ہے۔

ہر چند کہ ابراہیم کی ذریت میں لوٹ شامل نہیں ہیں تاہم نوح کا ذکر ضمناً ہے مقصد اولاد نوح کا بیان کرنا نہیں معلوم ہوتا، اس لئے پہلا قول صحت سے قریب تر معلوم ہوتا ہے۔

●—أُولَئِكَ الَّذِينَ أَتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ، فَإِنْ يَكُفُّ

بِهَا هُوَ لَا إِقْدَادٌ وَكُلُّنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَفِيرِينَ (۸۹)۔

”بِهَا“ تینوں جگہ بالکتاب، بالحکم وبالنبوة۔

تو ضمیح:

رسول اور ان کی پیرودی کرنے والے وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکومت اور نبوت عطا کی، اب اگر یہ لوگ ان نعمتوں، کتاب، حکومت اور نبوت کا انکار کرتے ہیں تو کریں،

ہم نے یہ نعمتوں کچھ اور لوگوں کو عطا کر دیں جو ان نعمتوں کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔

—أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فِيهِدُهُمْ أَفْتَدِهُ، قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ

عَلَيْهِ أَجْرًا، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (۹۰)۔

”افتدِه“ = ہاء السکت۔

ہاء هوز برائے تھبہ اوداں مہملہ کا سری حرکت ظاہر کرنے کے لئے ”علیہ“ = علی القرآن۔

توضیح:

یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی تھی تو تم بھی اسی ہدایت پر چلو کہہ دو کہ میں تم سے اس قرآن کا کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا یہ تو سارے جہاں کے لوگوں کے لئے ایک عام نصیحت ہے۔

”علیہ“ = علی التبلیغ۔

یہ وہی لوگ کہہ دو کہ میں تم سے اللہ کا پیغام پہنچانے کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ان۔

—وَهَذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَرَّكٌ مُّصَدِّقٌ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَلَتُنَذِّرَ أُمَّ الْقُرْبَانِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
يُؤْمِنُونَ بِهِ (۹۲)۔

الف۔ ”یُؤْمِنُونَ بِهِ“ = یُؤْمِنُونَ بِهَذَا الکِتَبِ۔

”بَيْنَ يَدَيْهِ“ = بَيْنَ يَدَیِ هَذَا الکِتَبِ۔

توضیح:

اور یہ وہی کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا بارکت جوانپنے سے قریبی کتاب کی

تصدیق کرتی ہے جو اس لئے نازل کی گئی ہے کہ تم مکہ اور اس کے پاس کے لوگوں کو آگاہ کر دو اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

ب۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بـمحمد ﷺ

اور یہ وہ کتاب ہے..... جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ محمدؐ کی رسالت پر بھی ایمان رکھتے ہیں اخ۔

”وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ هَاءَ فَأَخْرَجَنَا بِهِ النَّبَاتَ كُلَّ
شَيْءٍ فَأَخْرَجَنَا مِنْهُ خَضِرًا ثُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا، وَمِنَ
النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ ذَانِيَةٌ وَجَنْتٌ مِنْ أَغْنَابِ
وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظَرُوا إِلَى
ثَمَرَةٍ“ الخ (۱۰۰)۔

”فَأَخْرَجَنَا بِهِ“ = فَأَخْرَجَنَا بِالْمَاءِ، ”فَأَخْرَجَنَا مِنْهُ“ = فَأَخْرَجَنَا
مِنَ النَّبَاتِ، ”ثُخْرِجُ مِنْهُ“ = ثُخْرِجُ مِنْ خَضِرٍ، ”مِنْ طَلْعِهَا“ = من طلع النخل۔
نخل موئذن سماعی ہے، ورنج ذیل سورتوں کی محولہ آیتیں دیکھئے:
(شعراء، ۱۲۸، ق، ۲۰، رحمٰن، ۱۱، حلقہ رے اور سورہ حلقہ، ۲۰) میں باعتبار لفظ
ذکر، اعجاز نخل خاویہ۔

الف۔ ”إِلَى ثَمَرَةٍ“ = إلى ثمر ذالك المذكور۔

دیکھئے: اس سورۃ کی آیت رقم (۳۶)۔

تو ضع:

اور وہی تو ہے جو آسمانوں سے مینہ پر ساتا ہے اور ہم اس مینہ سے روئیدگی اگاتے ہیں، پھر اس روئیدگی میں سے سر بیز کو نہیں نکالتے ہیں اور ان کو نپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکلتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے نٹکتے ہوئے

گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور نہیں بھی ملتے یہ سب چیزیں پھلتی ہیں تو ان کے ایک ایک پھل پر اور جب پکتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی پنجگنگی پر نظر ڈالا اور غور کرو۔

ب۔ ”إِلَى ثَمَرَهُ“ = ثمر الرمان والزيتون۔

وہی تو ہے..... جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور باہم مختلف بھی ہیں انار اور زیتون کے درخت پر نظر ڈالو جب بھی شمر بار ہوتا ہے اور جب شر پختہ ہوتا ہے اس پر بھی غور کرو ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔

• ”قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فِي نَفْسِهِ، وَمَنْ عَمِيَ فِي نَفْسِهِ“ الخ (۱۰۳)۔

”النَّفْسِهِ“ = لِنَفْسٍ مَّن ”عَلَيْهَا“ = عَلَى النَّفْس۔

توضیح:

اے محمد لوگوں سے کہہ دو تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں پہنچ چکیں تو جس نے ان کو آنکھ کھول کر دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جواندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں (اپنے بارے میں) نہ آکیا۔

• ”وَكَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْأَيَّاتِ وَلَيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنَبِيَّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۱۰۵)۔

الف۔ ”النَّبِيَّنَهُ“ = لِنَبِيَّنَ الایات، إعادة الضمير مفرداً على معنى الآيات إِنَّهَا القرآن كأنه قال: وَكَذَالِكَ نُصَرِّفُ الْأَيَّاتِ وَلَيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنَبِيَّنَهُ لِقَوْمٍ

توضیح:

اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ شد کہیں کہ تم

یہ باتیں اہل کتاب سے سمجھئے ہوئے ہو، اور تاکہ ہم سمجھنے والوں کے لئے قرآن کو بالکل صاف واضح کر دیں۔

ب۔ ”الْبَيِّنَةُ“ = نبیان القرآن، اگرچہ لفظ اس کا ذکر نہیں آیا لیکن قرآن آیات پر مشتمل ہے، اس لئے بین القرآن۔

اور ہم اسی طرح..... تاکہ ہم سمجھنے والوں کے لئے قرآن واضح کر دیں۔

ج۔ ”الْبَيِّنَةُ“ = نبیان الكتاب یہ ”درست“ سے ظاہر ہے۔

اور ہم..... تاکہ سمجھنے والوں کے لئے کتاب واضح کر دیں۔

د۔ ”الْبَيِّنَةُ“ = نبیان البین = مصدر الفعل۔

تاکہ سمجھنے والوں کے لئے بیان خوب اچھی طرح واضح کر دیں۔

• وَنَقَلُّبُ أَفِندَتَهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوْلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (۱۱۰)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالله۔

توضیح:

ہم اسی طرح ان کے دلوں اور ان کی بنا ہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ چہلی بار تذکیر کے باوجود اللہ پر ایمان نہیں لائے تاہم ہم ان کو دھیل دیتے رہیں گے، شیطانی و سوسہ یعنی ان کی دل فریب باتوں پر مائل ہوں اور وہ آخرت فراموش لوگ شیطانوں کی وحی شیطانی و سوسہ، شیطان کی دل فریب باتیں پسند کریں اور جن بُرا یوں کا اکتساب وہ کرتے تھے وہی کرتے رہیں۔

• - أَفَغَيَرَ اللَّهُ أَبْتَغَى حَكْمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَبَ مُفَضَّلًا، وَالَّذِينَ أَتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنْزَلٌ مِّنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونُنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ (۱۱۲)۔

”آنہ“= آن الکتب المفصل ای القرآن۔

توضیح:

کہو ا کیا میں خدا کے سوا کوئی اور حاکم مصنف تلاش کروں، حالانکہ اسی نے پوری تفصیل سے تمہاری طرف کتاب نازل کر دی ہے، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اہل کتاب جانتے ہیں کہ فی الحقيقة قرآن تمہارے پروردگار ہی کی جانب سے بحق نازل ہوا ہے تو تم اب ہرگز شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

—وَتَمَتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِلْقَاوْ عَدْلًا، لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ،

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۱۱۵)۔

الف۔ ”کلمتہ“= کلمات اللہ۔

توضیح:

اور تمہارے رب کی با تین سچائی اور انصاف میں کامل ہیں، اللہ کی باتوں کو کوئی بد لئے والا نہیں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔

ب۔ ”کلمتہ“= کلمات القرآن۔

اور تمہارے اور اس کلام قرآن کو کوئی بد لئے والا نہیں، اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

القول قول الأول۔

”وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لِفُسْقٍ“ الخ (۱۱۶)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“= إن ما لم يذكر الخ۔

اور جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ چیز مت کھاؤ، اس کا کھانا گناہ ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُ“= إن توک الذکر يعني بتاویل مصدر مغموم من لم يذکر۔

اور جس پر مت کھاؤ کسی بھی کھانے پر اللہ کا نام نہ لینا فتنہ ہے۔

توضیح:

کھانا شروع کرنے اور کھانا ختم کرنے پر اللہ کو یاد نہ کرنا گویا کفر ان نعمت ہے۔

انتباہ:

ف، س، ق، کے ایک معنی سو، یعنی برائی بھی ہے اور آیت میں ذبح کا ذکر صراحتاً نہیں ہے، اس لحاظ سے شاید یہ تو جیہے بعد از عرب بیت نہ ہو۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَلَوْا شَيْطَنَ الْأَنْسِ وَالْجِنَّةِ^(۱)
يُوحِي بِعَضُّهُمُ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا، وَلَوْشَاءَ
رَبِّكَ مَا فَعَلُوا فَذَرُهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ (۱۱۲)۔

”ما فَعَلُوا“ = مَافَعَلُوا الایحاء، مصدر المفهوم من الفعل۔

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے شیاطین جن و انس کو ہر چیز برکات و شکن بنادیا تھا وہ دھوکہ دینے کے لئے ایک دوسرے کے دل میں چکنی چپڑی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسکی بات ایک دوسرے کے دل میں نہ ڈالتے، تم ان کو اور ان کی افتراض اپردازیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

انتباہ:

زیر غور ضمیر کے مرجع کے تعین میں تین اقوال اور ہیں (۱) زخرف القول (۲) عداوت (۳) غرور، مگر ان سب میں تکلف زیادہ اور عرب بیت کم ہے۔

(۱) شیطان الانس والجن: یہ اس باب میں نہیں ہے کہ قرآن مجید نے جنہیں اپنی اصطلاح میں شیاطین کہا ہے، وہ ہمیشہ جنات ہی نہیں ہوتے، جو کہیں انسان شیطان کی نیابت انجام دینے لگتے ہو کیا شیطان بتا لے انسان ہے (تفسیر مajeedی جم ۷۸)۔

—وَلِتَصْغِي إِلَيْهِ أَفْئَدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضُوا
وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُفْتَرُفُونَ (۱۱۳)۔

”إِلَيْهِ“ = إِلَى إِبْحَاءِ الشَّيَاطِينِ، ”لِيَرْضُوا“ = لِيَرْضُوا إِبْحَاءِ الشَّيَاطِينِ۔

توضیح:

یعنی شیاطین ایک دوسرے کو ملک کی ہوئی فریب کی باقیں اس لئے سکھلاتے ہیں کہ انہیں سن کر جو لوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں، اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے، ان ابلہ فریب باتوں کی طرف مائل ہو جائیں، اور ان کو دل سے پسند کرنے لگیں، اور پھر کبھی بُرے کاموں اور کفر و فتن کی ولادل سے نکلنے نہ پائیں۔

تشریح:

اب شیطانی و سوسہ اندازیوں کی غرض و غایت کا بیان ہے، لِتَصْغِي میں ”ل“، غرض و غایت کے اظہار کے لئے ہے۔

اللام: لام کی (قرطی).

الذین لا يؤمنون بالآخرة: سرکشی و نافرمانی کے مقابلہ میں اصلی پر یہی خوف آخرت ہے، اس بیباود کا کمزور ہونا ہی شیطان کی آغوش میں جا پڑتا ہے۔

ولِتَصْغِي إِلَيْهِ أَفْئَدَةً: گمراہی کے سلسلہ میں پہلا درجہ اسی میلان نفس کا ہوتا ہے۔

ولِيَرْضُوا: دوسرا درجہ میلان نفس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ انسان ان گمراہانہ عقائد کو اعتقادِ قلب کے ساتھ پسند و اختیار کرنے لگتا ہے۔

وَلِيَقْتَرِفُوا: تیسرا منزل عملًا معاصی میں بٹلا ہو جانے کی ہوتی ہے۔

”فَمَنْ يُرِدُ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيهِ يَسْرَخُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدُ أَنْ يُضْلِلَهُ يَجْعَلُ صَدْرَهُ ضَيْقًا حَرَجًا كَانَمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ“ (۱۲۵)۔

الف۔ ”یَشْرَحْ صَدْرَةً“ = یَشْرَحْ اللَّهُ صَدْرَةً، ”يَجْعَلْ صَدْرَةً“ = یَجْعَلْ اللَّهُ صَدْرَةً۔

توضیح:

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت بخشنے تو خدا اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو اس کے سینہ کو شک اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔

ب۔ ”یَشْرَحْ“ = یَشْرَحْ الہدی۔

تو جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ ہدایت عطا کرے تو ہدایت اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتی ہے اور جس شخص کو خدا چاہتا ہے کہ اُن۔

القول قول الاول۔

”قُلْ يَقُومٌ أَعْمَلُهُا عَلَى مَكَانِتُكُمْ إِنِّي عَامِلٌ، فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ، مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ.....“ الخ (۱۳۵)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّان۔

توضیح:

کہہ دو کہ لوگو! تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤں میں اپنی جگہ عمل کئے جاتا ہوں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں بہشت کس کا گھر ہوگا، کچھ شک نہیں کہ ظالم کبھی بھلانی نہیں پائیں گے۔

”وَكَذَلِكَ زَيَنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلًا أَوْ لَادِهِمْ شُرَكَاوُهُمْ لِيَرْدُو هُمْ وَلَيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ وَلَوْشَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَلَنَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ (۱۳۷)۔

الف۔ ”مَا فَعَلُوهُ“ = مَا فَعَلُوا القتل۔

توضیح:

اور اس طرح بہت سے مشرکوں کو ان کے شرائیکوں نے پھوں کو جان سے مار دالا
اچھا کر دکھایا ہے تاکہ انہیں ہلاکت میں ڈال دیں اور ان کا دین ان کے لئے مشتبہ کر دیں خدا
چاہتا تو وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرتے تم ان کو چھوڑ دو وہ جانیں اور ان کی افتراض پر دازیاں۔

ب۔ ”مَافَعْلُوهُ“ = مافعلوا ذالک یعنی ضمیر کا استعمال بطور اسم اشارہ۔

..... اور اگر خدا چاہتا تو وہ ایسا کوئی کام نہ کرتے، خواہ وہ قتل اولاد ہو یا ہلاکت میں

ذالنا ہو (۲) یا بات کو نگین و خوش نما بنا نا (۳) یا دین میں شک و شہرہ پیدا کرنا ہو۔

• **وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّتٍ مَعْرُوفَةً وَغَيْرَ مَعْرُوفَةً
وَالنَّخْلَ وَالنَّرْزُعَ مُخْتَلِفًا أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهً
وَغَيْرَ مُتَشَابِهٖ، كُلُّوَا مِنْ ثَمَرَهُ إِذَا أَثْمَرَ وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ
حَصَادِهِ، وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ (۱۳۱)۔**

”اَكْلُ النَّرْزُعَ“ = اَکلُ النَّرْزُعَ

توضیح:

اور خدا ہی تو ہے جس نے باغ پیدا کئے منڈوں پر چڑھائے ہوئے بھی اور منڈوں پر نہیں چڑھائے ہوئے بھی اور کھجور اور کھیتی جس کے پہل طرح طرح کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انارجو بعض باتوں میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض باتوں میں نہیں ملتے، اس کھیتی کے پہل کھاؤ جب وہ پھلیں اور جس دن کھیتی کاٹو تو اس پیداوار سے خدا کا حق بھی ادا کرو اور بے چا خرچ نہ کرنا کہ خدا بے جا خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ثمرہ: شر جمیع ماقدم مذکرہ: ضمیر مجرور متصل واحد عائب تبادل اسم اشارہ ”ذالک“۔

اس صورت میں نخل و زیتون درمان سے غالباً پہل نہیں بلکہ ان کے درخت مراد

ہوں گے۔

اور خدا..... جب وہ بار آور ہوں تو ان کے پھل کھاؤ اور جس دن (پھل اتارو) کھیتی کاٹو تو اس پیداوار سے انخ۔

بعض مفسر زیر بحث مر جمع کی تلاش میں نخل کی طرف نکل گئے اور کہا ہے:
چونکہ اس آیت میں کھجور اتارنے پر کسی کو کچھ دینا نہ کوئی نہیں ہے اس لئے شمرہ سے مراد نخل ہو گا۔

کچھ اور بزرگوں نے فرمایا شمرہ سے مراد زیتون درمان ہے کہ ضمیر سے قریب ترین مذکور یہی ہیں اور کلام عرب میں کبھی کھجور تشنیہ کے لئے واحد کا صیغہ بھی آتا ہے۔

یاد راشت:

اس صورت کی آیت رقم (۱۰۰) پر بھی نظر رکھنا مناسب ہو گا۔

انتباہ:

شرعی باریکیوں سے قاضیوں کو واقف کرانے کے لئے ایسی توجیہیں ہرگز بے ضرورت نہ کبھی جائیں۔

• قُلْ لَا أَجِدُ فِيْ مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ
إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ حِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ
رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ، فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ
وَلَا عَادِ فَإِنَّ رَبَّنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۲۶)۔

”يَطْعَمُهُ“ = يطعم الطعام، إن كل ذلك أن يكون الماكول ميتة ”إنه“ = إن جميع المذكور، أن كل ذلك ”به“ = بما ذكر عليه إسم غير الله أى ما ذبح باسم غير الله۔

توضیح:

کہنے جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے، اس میں کھانے کی کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں کی گئی مگر مراد اہواجنور یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت تو یہ کھانا حرام کیا گیا، یہ سب ناپاک ہے یا فتنہ ہے کہ خدا کے سوا کسی اور نکے نام پر (غیر اللہ کے نام پر) ذبح کیا گیا ہے یہ بھی حرام ہے۔

انتباہ:

”إِنَّهُ“ کے بارے بعض معربوں نے ضمیر کا مر جع لحم خنزیر اور بعض نے خنزیر بتایا ہے، یہ دونوں توجیہیں بعید از صواب معلوم ہوتی ہیں، والعلم عند الخبير۔

•
—وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ، ذَلِكُمْ وَصْلُكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ (۱۵۳)۔

”سَبِيلِهِ“ = سبیل اللہ۔

اسم مذکور نہیں ہے، خواجے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

میر اسید ہمار استہ یہی ہے تو تم میرے اسی راستہ پر چلنا اور دوسرا راستوں پر نہ چلنا کہ ان دوسروں راستوں پر چل کر تم خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔

۷-اعراف

- كِتَبَ أُنْزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ
بِهِ وَذَكْرِي لِلنُّورِ (٢).

الفـ - "خَرَجَ مِنْهُ" مِن الْكِتَبِ -

توضیح:

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس کتاب سے تمہیں گراں باری نہ ہونی چاہئے، یہ اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تم اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو ڈراؤ اور یہ ایمان والوں کے لئے پاد دہانی ہے۔

بـ ” منه ” = من الانزال .

اے محمد یہ کتاب جو تم پر نازل ہوئی ہے اس نزول سے تمہیں اخْرَجَ.

ج۔ ”منہ“ = من التبلیغ یہ بھی باعتبار معنی ہے۔

اے محمدیہ کتاب جو تم پر نازل ہوتی ہے اس کے دوسروں تک پہنچانے میں تم کو اخون۔

و- "منه" = من التكذيب: یہ بھی اعتبار معنی ہے۔

اے محمد یہ کتاب اگر اس کو کافر جھلانے میں توان کے جھلانے سے تم کو دل بانگ

نہ ہوتا جائے۔

٥- ”منه“ = من الأندار -

اے محمد اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو ڈرانے سے تم کو کوئی جھگ نہ ہوئی چاہئے
آخر الذکر تینوں توجیہوں کی حیثیت تفسیری ہے انہیں کلام میں کے ضمیروں کی تحریک کہنا
درست نہیں معلوم ہوتا۔

• وَكُمْ مِنْ قَرِيبَةِ أَهْلَكُنَّهَا فَجَاءَهَا يَأْسًا بَيَاتًاً أَوْ هُمْ
قَائِلُونَ (۲)۔

”هم قائلون“ = الظالمون من القرى اسم مذکور نہیں ہے سیاق سے معین
ہوتا ہے۔

توضیح:

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انہیں تباہ کر دیا جن پر ہمارا عذاب آیا تھا جب کہ
دہاں کے ظالم باشندے رات میں سوتے ہوتے یادن میں آرام کرتے ہوتے۔

• ”قالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَمْكُونُ لَكَ أَنْ تَكْبِرَ فِيهَا
فَاخْرُجْ“ الخ (۱۳)۔

الف۔ ”منها“ اسم مذکور نہیں ہے مر جع غالباً جنت ہے اور یہ بقرہ کی آیت (۲۲۴)
سے مخذول ہے، اسی طرح ”فیها“ فی الجنۃ ہے۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا تو بہشت سے اتر جا، تجھے شیان نہیں کہ یہاں غرور کرنے، بس نکل جا۔
ب۔ ”منها“ = من السماء، سماء وہ مقام ہے جہاں صرف اطاعت گزار رہتے ہیں
یہ مقام نافرمانوں کا نہیں۔

اللہ نے فرمایا تو آسمان سے اتر جا، تجھے شیان نہیں کہ اخ۔

ج۔ (۲) ”منها“ = من الأرض۔

و۔ (۳) ”منها“ = من الصور التي كان فيها۔

و۔ (۴) ”منها“ = من المدينة كان فيها۔

و۔ (۵) ”منها“ = من المنزلة الشريفة۔

آخر الذكر چاروں تو جیسی ایسی ہیں جن کی حیثیت شرح و تفصیل سے زیادہ نہیں معلوم ہوتیں۔

• ”قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا وَمَا مَذْحُورًا.....“ الخ (۱۸)۔

”منها“ = من الجنة۔ یا من السماء۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہواں سورۃ کی آیت نشان (۱۳)۔

• ”يَبْيَنُّ أَدَمَ لَا يَفْتَنَنُكُمُ الشَّيْطَنُ كَمَا أَخْرَجَ أَبْوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيهِمَا سَوْاتِهِمَا إِنَّهُ يَرَكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ“، الخ (۲۷)۔

الفہم۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّيْطَنَ، ”هُوَ“ = الشَّيْطَنُ، ”قَبِيلُهُ“ = قَبِيلُ الشَّيْطَنِ۔

توضیح:

اے اولاد آدم خبردار کہیں شیطان تمہیں بہکانہ دے جسی طرح اس نے تمہارے باپ دادا کو بہکا کر بہشت سے نکلا دیا اور ان سے ان کے کپڑے اتروادیے تاکہ ان کے ستر ان کو کھول کر دکھادے، شیطان اور اس کے بھائی تم کو ایسی جگہ سے دیکھتے رہتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الشَّأْنَ وَالْجَدِيدَ۔

اے اولاد آدم..... حقیقت یہ ہے کہ شیطان اور اس کے بھائی تم کو اخ۔

• ”الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عَوْجًا، وَهُمْ بِالْآخِرَهِ كَافِرُونَ“، الخ (۲۵)۔

”يَبْغُونَهَا“ = يَبْغُونَ السَّبِيلَ۔

دیکھئے: آل عمران کی آیت (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

”وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ، حَتَّىٰ
إِذَا أَقْلَتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَهُ لِبَلْدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلَنَا بِهِ الْمَاءَ
فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الشَّمَرَاتِ“ الخ (۷۵)۔

”رَحْمَتِهِ“ = رحمة المرسل أى رحمة الله۔

الف۔ ”سَحَابًا“ = نکره موصوف، سُقْنَه = سقنا السحاب، ”فَأَنْزَلَنَا بِهِ“ =
أنزلنا بالبلد، بـ ظرفیہ اور اسم سے قریب ترین، ”فَأَخْرَجْنَا بِهِ“ = آخر جنا بالماء۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواں کو خوش خبری بنائے ہے
یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھالا تی ہیں تو ہم ان بادلوں کو ایک مری ہوتی بستی کی
طرف ہاں دیتے ہیں پھر بستی میں مینہ بر ساتے ہیں، پھر مینہ سے بستی کے لئے ہر طرح کے
پھل پیدا کرتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو زمین سے زندہ کر کے باہر نکالیں گے۔

ب۔ ”فَأَنْزَلَنَا بِهِ“ = بالسحاب، بـ برائے سبب ”فَأَخْرَجْنَا بِهِ“ = بالبلد۔

اور وہ اللہ ہی تو ہے پھر بادلوں کی وجہ سے پانی بر ساتے ہیں اور پھر مینہ سے ان
کے لئے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں اخ۔

یہ تخریجیں احتمالی ہیں ان میں تکلف بھی ہے، اقرب الی الصواب پہلی تخریج ہے۔

ملحوظہ:

معربوں نے توجیہ کی حد متعین کرنے کے لئے یہ ضعیف احتمال بھی بتایا کہ
”انزلنا بہ“، کامر جمع سوق بھی ہو سکتا ہے، ”سقنا“ سے ماخوذ۔

• ”قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا إِنْ
أَهْنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَئِ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ“ الخ(۷۵)۔
الف۔ ”مِنْ هُمْ“ من المستضعفين، بدل بعض قوم مبدل منه۔

توضیح:

قوم صالحؒ کے ان سرداروں نے جو بڑے بنے بیٹھے تھے خستہ حال سمجھے جانے والے گروہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لاچکے تھے کہا: کیا تم یقین رکھتے ہو کہ صالحؒ اپنے پور دگار کی طرف سے بھیج گئے ہیں؟

توضیح:

خستہ حال و مکروہ طبقہ میں غالباً بعض مومن تھے اور بعض کافر۔

ب۔ ”مِنْهُمْ“ = من ثمود، من قوم صالح، بدل کل۔

قوم صالحؒ کے سرداروں نے جو بڑے بنے بیٹھے تھے خستہ حال و پس افتادہ گروہ سے جو ایمان لاچکا تھا کہا کیا تم یقین رکھتے ہو اخ۔

توضیح:

اس صورت میں ایمان لانے والے صرف خستہ حال و پس افتادہ لوگ تھے ان میں مومن و کافر کی تفریق نہیں تھی۔

• ”وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرُجُوهُمْ مِنْ قَرِيرَتُكُمْ“ (۸۲)۔

”قَوْمِهِ“ = قول لوط، ”أَخْرُجُوهُمْ“ = آخر جوہم = اخْرُجُوا آلَ لَوْطَ، ”إِنَّهُمْ“ = إن آل لوط لفظوں میں اسم مذکور نہیں ہے، مر جع سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب لوٹنے اپنی قوم کو اس کے حد سے نکل جانے پر متنبہ کیا تو قوم لوٹ سے اس کا جواب نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ لوٹ اور آل لوٹ کو تم اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔

• **وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصْدُونَ عَنْ سَبِيلٍ
اللَّهِ مَنْ أَمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوْجًا**“الخ (۸۲)۔

”امن بہ“ = امن بالله، اس سے پہلی والی آیت کا لفظ جلال اللہ کہ اس آیت کا مضاف الیہ لفظ جلالہ۔

”تبغونہا“ = تبغون سبیل اللہ۔

دیکھئے:آل عمران آیت (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

توضیح:

اور ہر راستہ پر مت بیٹھا کرو کہ راہ مار جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو۔

• **قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكَبُرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعَيْبُ وَالَّذِينَ امْنُوا مَعَكَ مِنْ قَوْمِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَيْتِنَا؛ قَالَ أَوْلَوْ كُنَّا كَرِهِينَ (۸۸) قَدِ افْتَرَنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَيْتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَنا اللَّهُ مِنْهَا، وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا، وَسَعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَخَ بَيْتَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاقِهِينَ (۸۹)۔**

”منہا“ = مِنْ مِلَيْتِکُمْ، ”فِيهَا“ = فِي مِلَيْتِکُمْ۔

توضیح:

شیعیت کی قوم میں جو لوگ سردار اور دانشور تھے کہنے لگے کہ شعیب یا تو ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے یا تم ہماری ملت میں ہمارے کیش و مذہب میں لوٹ آؤ، اس پر شعیب نے کہا: خواہ ہم تمہاری ملت سے بیزار ہوں تب بھی؟ اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہاری ملت میں لوٹ جائیں تو بے شک ہم نے خدا پر جھوٹ باندھا اور ہمیں شایان نہیں کہ ہم تمہاری ملت میں لوٹ جائیں اخ.

انتباہ:

یہاں کسی نے ٹھیک لکھا ہے کہ *أَبَعَدَ مَنْ ذَهَبَ إِلَى أَنَّ الضَّمِيرَ فِي مِنْهَا وَفِيهَا يَعُودُ إِلَى الْقَرْيَةِ*.

• *فَأَخَذَتُهُمُ الرَّجْفَةُ فَاصْبَرُوا فِي دَارِهِمْ جِثَمِينَ، الَّذِينَ كَذَبُوا شَعِيبًا كَانُ لَمْ يَغْنُوا فِيهَا*، الخ (٩٢-٩١).

”لَمْ يَغْنُوا فِيهَا“ = فی دارِہم، عربی میں دارِ موٹھ سماں ہے۔

توضیح:

جن لوگوں نے شیعیت کو جھٹلایا تھا ان کو بھونچاں نے آدبا یا اور وہ اپنے گھروں میں اوندوں ہے پڑے رہ گئے۔

اور یہ مکرین ایسے برباد ہو گئے گویا وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد ہی نہیں تھے۔

یادداشت:

لقطدار بطور موئث من درجہ ذیل سورتوں میں آیا ہے:

(بقرہ ۹۲۔ اعراف ۱۳۵۔ انعام ۳۲۔ ہود ۲۷، ۲۸۔ قصص ۸۲، عنكبوت ۶۲۔

احزاب ۲۹۔ فاطر ۳۵)۔

انتباہ:

سورہ نحل (۳۰) ”نَعَمْ دَارُ الْمُتَّقِينَ“ یہاں غالباً باعتبار لقطدار بطور مذکور مذکور آیا ہے۔

”تِلْكَ الْقُرَى نَقْصٌ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَائِهَا، وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ، فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلٍ“.....الخ (۱۰۱)۔

”جَاءَتْ الرُّسُلُ أَهْلَ الْقُرَى“ = رسول اهل القرى

إضافة البعض إلى الكل۔

توضیح:

یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تم کو سناتے ہیں اور اہل قریہ کے پاس ان کے پیغمبر خدا کی طرف سے کھلی نشانیاں لے کر آئے۔

”ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَى بِالشَّفَاعَةِ إِلَيْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِ فَظَلَّمُوا بِهَا“.....الخ (۱۰۳)۔

الف۔ ”بَعْدِهِمْ“ = بعد الأنبياء المذكورين، ”بِهَا“ بالشافع۔

توضیح:

پھر نوح وہ دو صاحب لوٹ و شعیب علیہم السلام کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے ارباب بست و کشاد کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان آئتوں کا انکار کیا۔

ب۔ "بَعْدِهِمْ" = بعد الامم۔

پھر نوح وہ دو صاحب لوٹ و شعیب علیہم السلام کی قوموں کے مر جانے کے بعد ہم موسیٰ کو الغی۔

• - فَالْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُبَّانٌ مُّبِينٌ (۷۰)۔

"هی" = العصی (لائٹھی)۔

توضیح:

موسیٰ نے اپنی لائٹھی زمین پر ڈال دی تو وہ اسی وقت کھلا اڑ دہا بن گئی، عصا مونث سمائی ہے، ظاہر ہے کہ ضمیر میں بھی مونث آئیں گی۔

یہ لفظ جن سورتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:

(اعراف ر ۷۱۔ ط ۱۸۰۔ مخل ر ۱۰۔ شعراء ۳۵، ۲۳۔ قصص ۳۱)۔

• - وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّظَرِينَ (۱۰۸)۔

توضیح:

اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے نکالا تو وہ اسی دم دیکھنے والوں کی نگاہوں میں سفید برآتی ہے مونث سمائی ہے۔

اور تنزیل میں درج ذیل سورتوں میں بصیرہ واحد آیا ہے۔

(ماائدہ ۶۲ (مغلوبۃ)۔ اسراء ۲۹ (مغلوبۃ)۔ طہ ۲۲ (تخریج)۔ نور ۳۰ (میر لام)۔

شعراء ۲۳ (ھی)۔ محل ۲۱ (تخریج)۔ فقصص ۳۲ (تخریج)۔

● “قَالَ فِرْعَوْنُ أَمْنِتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ أَذْنَ لَكُمْ” الخ (۱۲۳)۔

● ”وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ

وَمَغَارِبَهَا“ الخ (۷۱)۔

الف۔ ”بِهِ“ بِرَبِّ موسى وہارون یا صرف رب۔

فرعون نے کہا: پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں تم رب موسی وہارون پر ایمان لائے؟۔

توضیح:

ایسا رب جس کی صفتیں موسیٰ نے بیان کی ہیں۔

ب۔ ”بِهِ“ = بِموسى۔

فرعون نے کہا..... تم موسیٰ پر ایمان لائے اخ۔

● ”فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ (۱۳۶)۔

الف۔ ”عَنْهَا“ = عن الآیات۔

توضیح:

تو ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں سے بدله لے ہی لیا کہ ان کو سندھر میں ڈبو دیا، اس لئے کہ وہ ہماری آئیوں کو جھلاتے اور ان آئیوں سے بے پرواہی کرتے تھے۔

ب۔ ”عَنْهَا“ = عن النقمۃ۔

تو ہم نے فرعون..... آئیوں کو جھلاتے تھے اور ہمارے انتقام سے بے پرواہ تھے۔

”مَغَارِبَهَا“ = مغارب الأرض۔

ارض سے بظن غالب ارض فلسطین و کنعان مراد ہے۔
 ”فِيهَا“ = فی المشارق والمغارب۔

توضیح:

اور جو لوگ کمزور اور پس ماندہ سمجھے جاتے تھے ان کو ملک کے مشرق و مغرب کا
 وارث کر دیا ان ملکوں کے سب حصوں کو پورے ملک کو ہم نے برکت دی تھی۔

• ”وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَ تَفْصِيلًا
 لِكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَا خُذْهَا
 بِإِحْسَنِهَا“ الخ (۱۳۵)۔

”خُذْهَا“ = خُذِ الالواح، اسی طرح: ”إِحْسَنِهَا“ = احْسِنِ الالواح۔

توضیح:

ہم نے خصوصی تختیوں میں موئی کے لئے ہر قسم کی فصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ کر دی، پھر اس سے کہا: ان تختیوں کو مضبوط پکڑے رہو اور اپنی قوم سے بھی کہہ دو کہ ان احکام کو جوان میں درج ہیں جو سب کے سب بہتر ہیں اُنہیں پکڑے رہیں ان پر عمل کرتے رہیں۔

ملحوظہ:

بعض لوگوں نے ضمیر منصوب متصل مؤنث ”خُذْهَا“ کو ”كُلِّ شَيْءٍ“ کی طرف اس معنی میں پھیرا ہے کہ ”کل شے“ سے مراد اشیاء ہیں یا الواح کی تعبیر لفظ تورات سے کر کے اس کی ضمیر کا مرد جمع تورات بنانا چاہا ہے۔

اور بعضوں نے صیغہ امر سے رسالات نکال کر ضمیر مذکور کو ان کا قائم مقام دکھانے کی کوشش فرمائی ہے۔

”وَاتَّخَذَ قَوْمٌ مُّوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ“ الخ (۱۳۸)۔

”مِنْ بَعْدِهِ“ دیکھئے: بقرہ آیت نشان (۹۲)۔

•
— وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَأَمْنَوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۵۳)۔

”تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا“ = تَابُوا مِنْ بَعْدِ السَّيِّئَاتِ

”إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا“ = إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِ التَّوْبَةِ، المصادر المفهوم من تابوا۔

توضیح:

اور پھر جنہوں نے بڑے کام کئے پھر ان بڑے کاموں کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے پھر اس کے بعد توبہ کر لی تو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروار دگار اس توبہ کے بعد تم کو بخش دے وہ بہت سختے والا ہربان ہے۔

•
— الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأَمِيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحَلِّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَ وَيَضْعُ عَنْهُمْ أَصْرَهُمْ وَالْأَغْلَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ أَمْنَوْا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۷۱)۔

”يَجِدُونَهُ“ يَجِدُونَ مُحَمَّداً: اسم محمد، ”بِهِ“ بِمُحَمَّد عَزَّرُوهُ، عَزَّرُوا مُحَمَّداً ”نَصَرُوهُ“ نَصَرُوا مُحَمَّداً ”مَعَهُ“ مع محمد۔

توضیح:

وہ لوگ محمد رسول اللہ کی جو ای ہیں پیروی کرتے ہیں ان کے اوصاف کو اپنے ہاں

توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ رسول انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام تھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جوان کے گلے میں تھے اتارتے ہیں تو جو لوگ محمد پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد وی اور جونور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے، (قرآن) اس کی پیروی کی وہی مراد اپانے والے ہیں۔

ملحوظہ:

”معہ“ کی ضمیر مجرور متصل کی جبریل کی طرف رجوع کرنا بظاہر بعید از صواب بلکہ نادرست معلوم ہوتا ہے، والعلم عند الخبير۔

—**قُلْ يَا يَاهَا النَّاسُ إِنَّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا نَّالَذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ، فَإِمْرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (۱۵۸).** •
”اتَّبِعُوهُ“ = **إِتَّبِعُو الرَّسُولَ الْأَمِينَ.**

توضیح:

ایے محمد کہہ دو کہ میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس کے سوا اور الہ نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر خدا کے رسول پیغمبر اُتھی پر جو خدا کے تمام کلام پر ایمان رکھتا ہے، ایمان لا اور اس رسول کی پیروی کروتا کہ ہدایت پا۔

—**أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ، وَأَنْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدِيقَرَبَ** •

أَجَلُهُمْ فِيَّ حَدِيثٌ بَعْدَهُ يُوْمُنُونَ (۱۸۵)۔

الف۔ "حَدِيثٌ بَعْدَهُ" = بعد هذا۔

توضیح:

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کے ظلم و ضبط پر اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان پر غور نہیں کیا اور کیا اس بات پر بھی خیال نہیں کیا کہ عجب نہیں ان کی موت کا وقت نزدیک آگیا ہے تو وہ اس آگاہی و تنبیہ کے بعد پھر کس بات پر ایمان لا سکیں گے۔

ب۔ "بَعْدَهُ" = بعد القرآن، قرآن کا ذکر نہیں آیا لیکن باعتبار معنی ضمیر اس کی طرف راجح ہو سکتی ہے،

کیا انہوں نے غور نہیں کیا وہ اللہ کے کلام کے بعد جو سراسر حق و صداقت ہے، پھر کس بات پر ایمان لا سکیں گے۔

ج۔ "بَعْدَهُ" = بعد الأجل۔

خیال نہیں کیا کہ ان کی موت کا وقت قریب آگیا ہے تو اب موت آجائے کے بعد کس بات پر ایمان لا سکیں گے اب تو ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ملحوظہ:

الف و با قریب المعنی ہیں، جیسے قابل غور و بحث ہے۔

بعض معربوں نے "بعدہ" کی تفسیر بعد محمد کی ہے۔

— هُوَ الَّذِينَ خَلَقُوكُمْ مَنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيُسْكُنَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا تَغْشَاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَأَتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعْوَةَ اللَّهِ رَبِّهِمَا لَئِنْ أَتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّكِّرِينَ (۱۸۹)۔

”مِنْهَا“ = مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ایک ہی جان سے۔

”يَسْكُنَ إِلَيْهَا“ = يسكن الزوج إلى زوجته يسكن الرجل إلى المرأة۔

”تَغْشَى“ = تغش الزوج المرأة ”مَرْتُ بِهِ“ = مرت بالحمل۔

دعا اللہ ربہما مرد اور عورت دونوں نے اپنے پروردگار سے دعائیں خیر دن کی یہ تخریج قرینہ لفظی پر مبنی ہے، قرینہ معنوی سے بھی اس کی پوری توثیق ہوتی ہے۔

توضیح:

تمہارا پروردگار وہی ہے جس نے اکلی جان سے تمہیں پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ عورت کی رفاقت میں مرد چین پائے، پھر جب عورت کو مرد ذہانت پتا ہے تو عورت کو حمل نہ ہر جاتا ہے، پہلے حمل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور عورت حمل کے دن گزار دیتی ہے پھر جب یو جمل ہو جاتی ہے تو عورت اور مرد دونوں اللہ سے دعائیں لگتے ہیں کہ وہ ان کا پالن ہارے یا اللہ ہم دونوں تیرے شکر گزار ہوں گے اگر ہمیں ایک تند رست پچھے عنایت فرمائے۔

—فَلَمَّا أَتَهُمَا صَالِحًا جَعَلَاهُ شُرَكَاءَ فِيمَا أَتَهُمَا فَتَعَلَّمَ
اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (۱۹۰)۔

”لَهُ“ = لِلَّهِ۔

توضیح:

جب اللہ نے ان دونوں کو ایک تند رست پچھے دے دیا تو یہ دونوں اللہ کی بخشش میں دوسروں کا شریک نہ ہرانے لگے، اس سے اللہ کی ذات بہت بلند ہے۔

۸- انفال

— اذ تَسْتَغْيِثُونَ رَبّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمْدُّكُمْ بِالْفِ
مِنَ الْمَلَكَةِ مُرْدِفِينَ (۹) وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشَّرًا
وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ
غَرِيبٌ حَكِيمٌ (۱۰)۔

”جَعَلَهُ“ = الإِمْداد، ”إِنِّي مُمْدُّكُمْ“ سے ظاہر ہے، ”لِتَطْمَئِنَّ بِهِ“ لِتَطْمَئِنَّ
قُلُوبُكُمْ بِإِمْداد۔

تو صبح:

اور اس امداد کو خدا نے محض بشارت بنایا تھا تاکہ تمہارے دل اس بشارت سے
اطمینان حاصل کریں اور نصرت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے ہے شک خدا غالب حکمت والا
ہے۔

ملحوظہ:

معربوں نے اس ضمیر منصب متصل واحدہ کر کی توجیہ میں ”استحباب“ = فریاد کا جواب
یا الف: ”ہزار، یا رداف“: پے در پے آنا بھی بتائے چیز لیکن پہلا قول اقرب الاصواب ہے
یہاں سورہ آل عمران کی آیت نشان (۱۲۵) سے مقابلہ کیجئے فقرہ (۱۹)۔

—إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاصَ أَمْنَةً مِنْهُ وَيَنْزَلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُظَهِّرَ كُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَنِ وَلِيُرِبِّطَ عَلَى قَلْوَبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ أَقْدَامَ (۱۱)۔

الف۔ ”منہ“ = مِنَ اللَّهِ ”بِهِ“ بالماء یثبت بِهِ = بالماء۔

توضیح:

وہ واقعہ یاد رکھو جب اللہ نے تمہاری تسلیم کے لئے اپنی طرف سے تم پر غنوڈگی طاری کر دی اور تم پر آسمان سے پانی بر سایا تاکہ تم کو اس پانی سے نہلا کر پا کر دے اور تم کو اس کے ذریعہ شیطانی گندگی سے پاک کر دے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور پانی کے ذریعہ تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔

ب۔ ”منہ“ = مِنَ الْمَدْدِ، ”یُثَبِّتَ بِهِ“ = بالربط لیربط سے ظاہر ہے۔

مفہوم شائد کچھ اس طرح ہے:

دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ نے تم پر اپنی طرف سے غنوڈگی طاری کر دی اور تم پر آسمان سے پانی بر سایا تاکہ تم کو اس سے پاک کر دے اور اسی سے شیطانی گندگی بھی دور کر دے اور نظم و ضبط سے تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور میدان میں تمہارے قدموں کو جماوے۔

ملحوظہ:

بعض مفسرین نے ”بِهِ“ کی تاویل ”بِإِذْسَأْلِ الْمَلَائِكَةِ“ سے کی ہے۔

—ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۱۲)۔

توضیح:

یہ سزا اس لئے دی گئی کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا
اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔

● **— ذلِكُمْ فَدُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكُفَّارِ عَذَابَ النَّارِ (۱۳)۔**

”ذُوقُوهُ“ = ذوقوا العقاب۔

اس سزا کا مزہ تو یہاں اسی دنیا میں چکھو اور جانے رہو کہ کافروں کے لئے آخرت
میں دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

● **— فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلِكُنَّ اللَّهُ قَاتِلُهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلِكُنَّ
اللَّهُ رَمَى، وَلَيْلَى الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا** الخ (۷۱)۔

”مِنْهُ“ = الرُّمَى ”مِن“ سبیلہ۔

توضیح:

اور کافروں کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے قتل کیا اور اے محمد جس وقت تم نے
کنکریاں ماری تھیں تو وہ تم نے نہیں ماری تھیں بلکہ اللہ نے ماری تھیں اس سے یہ غرض
تھی کہ اللہ مومنوں کو اس رمی کے ذریعہ اچھی آزمائش سے آزمائے۔

ملحوظہ:

باعتبار معنی ”مِنْهُ“ کی تفسیر من الظفر سے کی جاسکتی ہے مطلب یہ کہ:
اللہ جس طرح شر سے آزماتا ہے خیر بھی آزماتا ہے چنانچہ رسول اللہ کے کنکریاں
مارنے سے جو حیرت تک فتح ہوئی اس سے ایک مومن بصسمیں قلب اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے
یا نہیں ظاہر ہو گیا۔

اردو کے بعض ترجموں میں "منہ" سے من اللہ، مراد لیا گیا ہے اور ترجمہ کیا ہے تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے۔

● یَا يَهُا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلُوا عَنْهُ
وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ (۲۰)۔

"لَا تَوَلُوا عَنْهُ" = عن الرسول۔

توضیح:

اے ایمان والو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور رسول بات کریں تو سنتے ہوئے بے توجیہ نہ کرو۔

ملحوظہ:

بطور تفسیر "عنہ" سے عنِ الجهاد یا عنِ الأمر بالطاعة سے بھی وضاحت کی جاسکتی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی زیر غور ضمیر کا مر جمع بنانا عربی مبین میں الجھن پیدا کرتا ہو گا۔

● یَا يَهُا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحِيطُكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ
الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَإِنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (۲۱)۔
الف۔ "إِنَّهُ" = آنَ اللَّهَ۔

توضیح:

مومنو! خدا اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ رسول خدا تمہیں ایسے کاموں کے لئے باتے ہیں جو تم کو زندگی جادو اس بخفا ہے اور جان رکھو کہ خدا ایک انسان

اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ صرف اللہ ہی ہے کہ تم سب اسی کے رو برو اکٹھے کئے جاؤ گے۔

ب۔ "اَنَّهُ" = اُن الشان۔

مومنو!..... اور حقیقت یہ ہے کہ تم سب اللہ ہی کے سامنے گھیر کر لائے جاؤ گے۔

•
وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنَّتُ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (۳۳)۔

الف۔ "الْيَعْذِبُهُمْ" = فیهم "معذبہم" = وہم ان سب ضمیروں کا مر جمع کافروں مشرک ہے۔

توضیح:

اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک اے نبی تم ان کافروں میں موجود تھے انہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ کافر بخشش مانگیں اور خدا انہیں عذاب دے۔

ب۔ "وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ" = وَالْمُؤْمِنُونَ يَسْتَغْفِرُونَ۔

اور نہ ایسا تھا کہ مومن تو بخشش مانگتے رہیں (اپنے لئے اور کافروں کے لئے) اور خدا کافروں کو عذاب دے۔

•
وَمَا لَهُمْ أَلَا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ إِنْ أَوْلِيَاءُهُ إِلَّا الْمُتَقْوُنَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۳۴)۔

الف۔ "أَوْلِيَاءُهُ" = أَوْلِيَاءُ مسجد الحرام "لہم" = للكافرین والمشرکین۔

توضیح:

اب ان کافروں اور مشرکوں کے لئے کون سی وجہ ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے

جب کہ وہ مسجد حرام میں مومنوں کو عبادت کرنے سے روکتے ہیں اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں، مسجد حرام کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن کافروں اور مشرکوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو یہ بات نہیں جانتی۔

ب۔ "أَوْلِيَاءُهُ" = اولیاء اللہ۔

اور اب..... مسجد حرام کے متولی تو صرف اللہ کو دوست رکھنے والے لوگ ہیں انہیں۔

• - وَإِنْ جَنَحُوا لِّلَّسْلِمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ، إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۲۱)۔

"لَهَا" = لسلم، عربی میں سلم مومن سماں ہے۔

توضیح:

اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو، حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

• - إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَوْرَوا وَنَصَرُوا أَوْلَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِياءُ بَعْضٍ، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَالَكُمْ مَنْ وَلَأَتَتْهُمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنْ اسْتُصْرُوْكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيَانَقٌ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۷۲)۔

توضیح:

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک

دوسرے کے رفق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن بھرت نہیں کی توجہ تک وہ بھرت نہ کریں تو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں، اور اگر وہ تم سے دین کے معاملات میں مدد و طلب کریں، تو تم کو مدد کرنی لازم ہے، مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں کہ تم اور ان میں صلح کا عہد ہو مدد نہیں کرنی چاہئے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْ لِياءً بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيرٌ (۳۷)۔

الف۔ ”تفعلوہ“ = التناصر، الاستنصار: الولاء۔

توضیح:

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو اے مومنو! اگر تم بھی باہم ایک دوسرے کی مدد و حمایت نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ بر پا ہو جائے گا اور یہ افساد مجھے گا۔

ب۔ ”تفعلوہ“ = حفظ المیثاق۔

اور جو لوگ اگر تم اپنے کئے ہوئے عہد و پیمان کی پابندی نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ انجام۔

٩- برآۃ (توبہ)

•
وَإِذَا نَّمَّ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجَّ الْأَكْبَرِ أَنَّ
اللَّهَ بَرِيئٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ، وَرَسُولُهُ، فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ“ الخ (۳)۔

هو: التوب۔

توضیح:

اور حج اکبر کے دن خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے
کہ خدا مشرکوں سے بے راز ہے اور اس کا رسول بھی، اگر تم توبہ کرو تو تمہارے حق میں یہ
توبہ بہتر ہے۔

•
إِشْرَوْا بِإِيمَانِ اللَّهِ ثُمَّا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِهِ“ الخ (۹)۔

الف۔ “سَبِيلِهِ” = سبیل اللہ۔

توضیح:

یہ کافر خدا کی آئیوں کے عوض تھوڑا سا نفع حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ
کے رستہ سے روکتے ہیں۔

ب۔ "سَبِيلٌ" = سبیل دین اللہ: بحذف مضاف مفہوم من السیاق۔
یہ کافر خدا کی آئتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کے دین
سے روکتے ہیں۔

ج۔ "سَبِيلٍ لِهِ" = سبیل عبد اللہ رسولہ یہ بھی از روئے سیاق و سباق بحذف
مضاف ہے۔

یہ کافر..... اور لوگوں کو رسول کی طرف جانے سے روکتے انج۔
صلح حدیبیہ کی رو سے اس آیت کی ترجمانی شاید اس طرح ہو سکتی ہے:
یہ کافر..... لوگوں کو رسول اللہ سے کئے ہوئے معاملہ کی پابندی سے روکتے ہیں انج۔
د۔ "سَبِيلٌ" = سبیل مسجد الحرام بحذف مضاف۔

یہ کافر..... اور لوگوں کو مسجد حرام کی راہ سے روکتے اور اس میں عبادت کرنے سے
روکتے ہیں انج۔

ھ۔ "سَبِيلٍ لِهِ" = سبیل آیات اللہ ای القرآن۔
یہ کافر..... اور لوگوں کو قرآن کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے سے روکتے ہیں انج۔
از روئے عربیت آخری توجیہ بھی صحت سے دو نہیں معلوم نہیں ہوتی۔ والعلم عند
الخبير۔

•
قُلْ إِنَّ كَانَ أَبَاوُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ
وَعَشِيرَاتُكُمْ وَأَمْوَالُنَّ افْتَرَفُتُمُوهَا وَتِجَارَةً تَخْشُونَ
كَسَادَهَا وَمَسِكَنَ تَرْضُونَهَا أَحَبَّ إِلِيْكُمْ مِنَ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَجَهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ
بِأَمْرِهِ، وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۲۳)۔

"سَبِيلٍ لِهِ" = سبیل اللہ، اگرچہ مرتع کے بعد دوسرا اسم "رسولہ" آیا ہے، یہاں ضمیر
سے قریب ترین اسم رجوع کرنے میں معنی فاسد ہو جاتے ہیں۔

توضیح:

اے محمد آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مرکبات جس کو تم پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو تا آں کہ خدا انہا حکم بھیجے۔

• **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الَّذِينَ كُلَّهُ، وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (۳۳)۔**

الف۔ ”یُظہرہ“ = یُظہرہ الدین، ”کلہ“ = کل الدین۔

توضیح:

وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ دین حق کو ہر دوسرے دین پر غالب کر دے۔

ب۔ ”یُظہرہ“ = یُظہر الرَّسُول۔

وہی تو ہے..... تاکہ رسول کو ہر دین پر غالب کر دے، خواہ وہ کوئی دین ہو لخ۔
بالفاظ دیگر رسول کو دنیا کے سارے دینوں پر غالب کر دے۔

• **يَا يَاهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانَ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الْذَهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۳۴)۔**

الف۔ ”یُنْفِقُونَهَا“ = الفضة یا الذهب و الفضة۔

ذهب کا استعمال عربی میں موٹت سمائی بھی جائز ہے۔

توضیح:

مومنو! یہودیوں اور مسیحیوں کے بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال ناقص و ناروا کھاتے ہیں اور انہیں خدا کے راستہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ چاندی اور سونا اپنے ذخیروں میں ذہیر کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں نہیں خرچ کرتے تو اے نبی! تم انہیں دکھ دینے والے عذاب سے خبردار کر دو۔

ب۔ "يُنْفِقُونَهَا" = ينفقون الأموال۔

اے مومنو! بہت سے عالم و..... اور ان اموال کو راہ خدا میں نہیں خرچتے تو..... خبردار کر دو۔

ج۔ "هَا" = الکنوز، یکنزون سے ظاہر ہے
مومنو! ذخیرہ کرتے اور اس ذخیرہ کو راہ خدا لئے۔

د۔ "هَا" = النفقة، یہ "يُنْفِقُونَ" سے ثابت ہوتا ہے۔

مومنو! کرتے اور اس خرچ ہونے والی چیز کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں ا琅، یہ توجیہ بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے۔

● "يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكَوَى بِهَا جَاهَمُمْ وَجَنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ" الخ (۳۵)۔

"غَلَيْهَا وَبِهَا" یہاں وہ احتمالات ہیں جو اس آیت سے پہلے "يُنْفِقُونَها" کی ضمیر منصوب متصل میں بیان ہوئے۔

توضیح:

ایک وقت آئے گا کہ وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا، پھر اس مال سے ان مسیحیوں کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔

● "إِنَّ عِدَّةَ الشَّهْوَرِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتْبِ اللَّهِ

يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ
الَّذِينَ الْقِيمَ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ“ (٣٦)۔

”منها“ = اثني عشر شهراً ”فيهنَّ“ = اثنى عشر شهراً.

وَكُونُ الضمير جاء بلفظ "هن" ولم يجيء بلفظ "ها" كما جاء منها أربعة حرم؛ لأنَّه قد تقرر في علم العربية:

إِنَّ الْهَاءَ تَكُونُ لِمَا زَادَ عَلَىِ الْعَشْرَةِ تَعْالَمُ فِي الْضَّمِيرِ مُعَامَلَةً
الْوَاحِدَةِ۔

المؤنثة فنقول الجذوع انكسرت.

وأن النون والهاء والنون العشرة فما دونها إلى ثلاثة تقول:
الأيّداع انكسرون.

هذا هو الصحيح، وقد يعكس قليلاً، فنقول: الجذاع انكسرن
والجذاع انكسرت.

وبتعبير الآخر: أن العرب يقولون لما بين الثالثة إلى العشرة: هن وهؤلاء، فإذا جاوزوا العشرة قالوا: هي وهذه إرادة أن تعرف تسمية القليل من الكثير، وكذلك يقولون فيما دون العشرة من الليالي: خلون وفيما فرقها خلت.

توضیح:

خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں اس روز سے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا خدا کی کتاب میں برس کے بارہ مہینے ہیں، ان بارہ مہینوں میں چار مہینے ادب کے ہیں دین کا سیدھا راستہ پہی ہے تو ان چار مہینوں میں ایسے آیے ہو ظلم نہ کرنا۔

”إِنَّمَا النَّسِيءَ زِيَادَةً فِي الْكُفْرِ يُضْلِلُ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا“

يُحِلُّونَهُ عَامًا وَ يُحَرِّمُونَهُ النہج (۳۷)۔

”بِهِ“ = بالنسی **يُحِلُّونَهُ** ”يحلون النسی“ ای التاخر: ای الشہر المُؤخر
اسی طرح: ”يُحَرِّمُونَهُ“ = يحرمون النسی۔

توضیح:

امن کے کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرنا ہے، آگے پیچھے کر دینے کی وجہ سے کافرا ایک مزید گمراہی میں ڈال دیئے جاتے ہیں، مہینوں کو آگے پیچھے کر کے ایک سال تو کسی مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی مہینہ کو حرام کر دینے ہیں۔

• **إِلَا تَنْفِرُوا يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا، وَ يَسْتَبِدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ**
وَلَا تَضْرُوْهُ شَيْءًا، وَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۳۹)۔

الف۔ ”تَضْرُوْهُ“ = تضررو ارسول۔

توضیح:

اگر تم نہ نکلو گے تو خدا تم کو شدید تکلیف کا عذاب دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرماں بردار ہوں گے) اور تم رسول کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ب۔ ”تَضْرُوْهُ“ = تضررو اللہ۔

اگر تم اور تم اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ج۔ ”تَضْرُوْهُ“ = تضررو القوم۔

اگر تم تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اس قوم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

ملحوظہ:

آخری توجیہ معنی خیر ہونے کی وجہ سے قابل الفاظ معلوم ہوتی ہے۔

•
”إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِيَ الَّذِينَ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزُنْ إِنَّ
اللَّهَ مَعَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ
تَرُوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى“ (۲۰)۔

الف۔ ”تَنْصُرُوهُ“ = تنصروا الرسول ”عَلَيْهِ“ = علی صاحب الرسول۔

”أَيَّدَهُ“ = اید الرسول۔

توضیح:

اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو کچھ حرج نہیں اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی اور وہ وقت یاد کر وجب رسول کو کافروں نے اپنے یہاں سے نکال دیا، اس وقت دو شخص تھے جن میں سے ایک رسول کا ساتھی تھا اور دوسرے خود رسول، جب دونوں غار میں تھے اور اس وقت رسول اپنے ساتھی کو تسلی دیتے تھے کہ تشویش نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے تو خدا نے رسول کے ساتھی کو تسلی دی اور رسول کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔

ب۔ ”تَنْصُرُوهُ، وَنَصَرَهُ، وَأَخْرَجَهُ، وَأَيَّدَهُ۔“

ان چاروں جگہوں پر ضمیر منصوب متصل کا مرتعن رسول ہی ہے۔

علیہ: علی صاحب الرسول، اسی سے متصل و متحق ”ایدہ“ کی ضمیر منصوب متصل کا مرتعن بھی صاحب الرسول لینا شاید غلط نہ ہو۔

•
”يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لَيْرُضُوْكُمْ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ
يُرْضُوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِيْنَ (۲۲)۔

الف۔ ”يُرْضُوَة“ = يُرضوا الرسول۔ ضمیر سے قریبی اسم ہے۔

توضیح:

اے مومنا یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم کو خوش کر دیں، حالانکہ اگر یہ دل سے مومن ہوتے تو جان لیتے اور سمجھ جاتے کہ خدا اور اس کا رسول اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کو راضی کرنے کی فکر کی جائے۔
ب۔ ”يُرْضُوَة“ = يرضوا المذكور (الله و رسول الله)۔

اس صورت میں مفہوم غالباً یہ ہو گا: اے مومن! اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ایک مومن اس کو راضی کرنے کی فکر کرے اور رسول بھی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو بھی راضی رکھا جائے۔
اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی رضا لازم و ملزم ہے، اگرچہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ایک دوسرے سے قطعاً علاحدہ ہیں۔

یادداشت:

یہاں سورہ النساء کی آیت نشان (۸۰) ”مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أطَاعَ اللَّهَ“ کا متوازی مطالعہ مفید رہے گا۔

● يَخْلُرُ الْمُنْفِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبَّهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ، قُلْ أَسْتَهِزُ إِعْوًا، إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذِرُونَ (۶۲)۔

الف۔ ”عليهم“ = على المؤمنين، ”تنبههم“ = تنبأ المؤمنين، ”قلوبهم“ = قلوب المؤمنين۔

توضیح:

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ مونوں کے پیغمبر پر کہیں کوئی ایسی سورت نازل ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل میں چھپی ہوئی بات کو ان مونوں پر ظاہر کر دے اے محمد آپ کہہ دو کہ تم ہنسی مسخری کئے جاؤ، تم جس بات سے ڈرتے ہو خدا اس کو ظاہر کر دے گا۔
ب۔ ”عَلَيْهِمْ“ = علی المنافقین ”علی“ بمعنی خلاف۔

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کے خلاف مونوں پر یعنی ان کے نبی پر کوئی ایسی سورت نہ نازل ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل میں چھپی ہوئی باتوں کو ان مونوں پر ظاہر کر دے لیجے۔

• **يَحُلِّفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا، وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ
وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهُمُوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا، وَمَا نَقْمُوا
إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ** ”الخ (٢٣)۔“
الف۔ ”فَضْلِهِ“ = فضل اللہ۔

توضیح:

یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں انہوں نے کچھ نہیں کیا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے، یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور اس بات کا قصد کرچکے ہیں جس پر قدرت نہیں پاسکے اور انہوں نے مسلموں میں عیب ہی کون سادیکھا ہے مگر یہ عیب دیکھا ہے کہ خدا نے اپنے فضل سے اور اس کے پیغمبر نے اپنی مہربانی سے مسلموں کو دولت مند کر دیا ہے۔
ب۔ ”فَضْلِهِ“ = فضل رسول اللہ۔

یہ خدا کی..... خدا اور اس کے رسول نے اپنی مہربانی سے مسلموں کو لیجے۔

انتباہ:

سیاق سے پہلی توجیہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے اگرچہ زیر غور ضمیر سے
قریب ترین اسم رسول ہے۔

• فَلَمَّا أتَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوا بِهِ وَتَوَلُوا وَهُمْ مُعْرِضُونَ (۲۷)۔

بِهِ = بالفضل۔

توضیح:

جب خدا نے اپنے فضل سے انہیں مال دیا تو وہ اللہ کے دیے ہوئے مال میں بخل
کرنے لگے اور اپنے عہد سے روگردانی کر کے اس سے پھر گئے۔

• فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاً فِي قُلُوبِهِمُ الَّذِي يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا
اللَّهُمَّ مَا وَعَدْتُهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (۲۷)۔

الف۔ ”فَأَعْقَبَهُمْ“ = أَعْقَبَهُمُ اللَّهُ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنُ اللَّهَ۔

توضیح:

تو خدا نے اس بد عہدی کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کے لئے جس روز کہ وہ خدا
کے رو برو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا، اس لئے کہ انہوں نے خدا سے جو
 وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

ب۔ ”أَعْقَبَهُمْ“ = أَعْقَبَهُمُ الْبَخْلُ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنُ الْجُزَاءَ۔

تو ان کے اس بخل نے اس روز تک کے لئے جس روز کہ وہ اپنے کیفر کردار کو
پہنچیں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا۔

ج۔ ”أَعْقَبَهُمْ“ = أَعْقَبَهُمُ التَّوْلِيِّ، بد عہدی و بد شکنی۔

جو ان کی بد عہدی و عہد شکنی نے اس روز تک جس روزہ کہ وہ اپنے کئے دھرے کی سزا بھکتیں گے ان کے دلوں میں نفاق بٹھادیا۔

• وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنِيقُ قُرْبَتَ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ، إِلَّا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ، سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ، إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۹۹)۔
الف۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الصَّلَوَاتَ۔

توضیح:

اور بعض دیہاتی ایسے ہیں جو خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی قربت اور خدا کے رسول کی دعاوں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ویکھو رسول کی دعائیں بے شک ان دیہاتیوں کے لئے موجب قربت خدا ہیں۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ النَّفَقَاتَ۔

بعض اور ہاں دیکھو جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس خرچ کو وہ خدا سے قریب ہونے اور اس کے رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں بے شک یہ خرچ ان کے لئے موجب قربت خداوندی ہے۔

• لَا تَقْرُمْ فِيهِ أَبَدًا، لَمَسْجِدٌ أَنْسَى عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقْرُمَ فِيهِ، فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ (۱۰۸)۔

”لَا تَقْرُمْ فِيهِ“ = فی مسجد ضرار، ”تَقْرُمَ فِيهِ“ = فی مسجد أَنْسَى عَلَى التَّقْوَىٰ۔

توضیح:

تم اس مسجد میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا جو مومنوں کو ضرر پہنچانے کے لئے بنائی

گئی ہے، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس میں جاؤ اور وہاں نماز پڑھا کرو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔

الف۔ ”انهارِ بہ“ = انہارِ البُنیان بالموسیں۔

توضیح:

جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضامندی پر رکھی وہ شخص اچھا ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد حسن جانے والی کھوکھلی زمین کے کنارے پر رکھی کہ وہ بنیاد عمارت بنانے والے کو دوزخ کی آگ میں لے گرے اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ب۔ ”انهارِ بہ“ = انہارِ الشفاف بالبُنیان۔

بھلا جس نے کنارہ پر رکھی کہ وہ کھوکھلی زمین کا کنارہ ذرا سے دھکے سے مکان کے مکینوں سمیت دوزخ کی آگ میں لے گرے رہے۔

• ”وَمَا كَانَ أَسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوُّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَا وَاللهُ حَلِيلُهُ (۱۱۳)۔

”إِيَّاهُ“ = إیاً آباً إبراهیم، ”لہ“ = لا براہیم: ”اَللّٰهُ“ = آن آباً إبراہیم ”مِنْهُ“ = منْ أَبِيهِ۔

توضیح:

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشنش مانگنا تو ایک وعدہ کی وجہ سے تھا جو ابراہیم اپنے باپ سے کرچکے تھے لیکن ابراہیم کو معلوم ہو گیا کہ ان کا باپ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم اپنے باپ سے کنارہ کش ہو گیا۔

—مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلُهُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ
يَتَحَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغِبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ،
ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَلْمًا وَلَا نَصْبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْنَوْنَ مَوْطِئًا يَعْيِظُ الْكُفَارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ
عَدُوٍّ يَلَا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ
أَجْرًا الْمُحْسِنِينَ (١٢٠)۔

”بِهِ“ = بِذَلِكَ: أَفْرَدُ الضَّمِيرِ أَجْرًا لَهُ مُجْرِي اسْمِ اشارة۔

تقدير: كتب الله للمؤمنين بدل إصابة الظماء والنصب والمخصصة
والوطء والنيل على كل واحد منها عملاً صالحًا۔

مطلوب یہ کہ:

اہل مدینہ کو اور جوان کے آس پاس رہتے ہیں ان کے لئے مناسب نہیں تھا کہ
رسول خدا توجہاد کے لئے تکلیں اور یہ پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ بات ان لوگوں کے شایان شان
تھی کہ اپنی جان کو رسول اللہ کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔

اس لئے خدا کی راہ میں مومنین بھوک پیاس اور محنت و مشقت کی کوئی تکلیف
بھیلیں اور وہ روشن اختیار کریں جس سے کافر اور منیر کر ہنے لگیں (انہیں مومنوں کا ایثار
محنت ناگوار ہوتا ہے) اور جب یہ مومن اللہ و رسول کے دشمن سے کوئی انتقام لیں تو ایسا کبھی
نہیں ہو گا کہ مومنوں کے ایسے ہر ایک کام کے بد لے ایک ایک نیک عمل نہ لکھا جائے، اس
بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ خدا نیکوکاروں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

۱۔ یوں

— قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتَهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرِكُمْ بِهِ، فَقَدْ
لَبِثْتُ فِيهِمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِهِ، أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۶)۔
”تَلَوْتَهُ“ = تَلَوْتُ الْقُرْآنَ، ”بِهِ“ = بالقرآن۔
”قَبْلِهِ“ = قبل نزول القرآن، بحذف مضاف۔

توضیح:

اے محمد آپ کہہ دیجئے اگر خدا چاہتا تو نہ میں یہ قرآن تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ
تم کو اس کتاب سے واقف کرتا، نزول قرآن سے پہلے تم میں اپنی عمر گزار چکا ہوں اور کبھی
میں نے اس طرح کا ایک کلمہ بھی نہیں کہا، بھلا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

● ”وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ“.....الخ (۲۰)۔
”عَلَيْهِ“ = عَلَى محمد اسم مذکور نہیں ہے فوائد کلام سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

قرآن کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں: اس شخص پر اس
کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی؟
● ”هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي

الْفُلْكُ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيْبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَ تُهَا رِيحٌ
عَاصِفٌ وَجَاءَهُمْ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ
أُحْيِطُ بِهِمْ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ
هَذِهِ لَنْكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (۲۲)۔

”بِهَا“ = بِرِيحٍ طَيْبَةٍ، ”جَاءَ تُهَا“ = جاءَتِ الْفُلْكُ، ”مِنْ هَذِهِ“ = مِنْ هَذِهِ

الريح۔

توضیح:

وہی تو ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلنے پھرنے اور سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے
یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور کشتیاں صاف ہو اکہ نرم زم جھونکوں
سے سواروں کو لے کر چلنے لگتی ہے اور وہ سوار اس صاف ہوا سے خوش ہوتے ہیں تو انہاں
زنکے کی ہوا چل پڑتی ہے اور مو جین ہر طرف سے جوش مارتی ہوئی ان کشتیوں پر آنے لگتی
ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اب تو ان موجوں میں گھر گئے تو اس وقت خالص خدا ہی کی
عبادت کر کے اس سے دعا مانگنے لگتے ہیں کہ اے خدا اگر تو ہم کو اس طوفان سے نجات بخشے
تو ہم تیرے بہت شکر گزار ہوں گے۔

• إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٌ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ
فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ،
حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَأَرْتَتْ وَظَنَّ أَهْلَهَا
أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا أَتَهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا
حَسِيدًا كَانَ لَمْ تَغْنِ بِالْأَمْسِ (۲۳)۔

”أَنْزَلْنَاهُ“ = أَنْزَلْنَا المَاءَ ”بِهِ“ = بالماء، ”زُخْرُفَهَا“ = زخرف الأرض ”أَهْلَهَا“ =

أهل نبات الأرض، مضاد محنوف ”عَلَيْهَا“ = على نبات الأرض مضاد محنوف، اسی

طرح "اتھا" = اُتی زرع الأرض، اور "جعلنها" = جَعَلْنَا زرع الأرض۔

توضیح:

دنیا کی زندگی کی مثال بارش کی سی ہے جس کو ہم نے آسمان سے بر سایا پھر اس پانی سے مل کر زمین کی پیداوار خوب گھنی ہو گئی، پیداوار بخے آدمی اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی زمین والوں نے یہ خیال کیا کہ وہ اس پوری عباتی پیداوار پر دسترس رکھتے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھانے پر قادر بھی ہیں ایسے وقت میں یک رات کو یادوں کو اس کھیتی پر ہمارا عذاب آپنچا تو ہم نے ہری بھری لہلہاتی کھیتی کو ایسا غارت کر دالا کہ گویا کل وہاں کوئی رو سیدگی (کھیتی) ہی نہیں تھی (وہاں کی زمین نزول عذاب کی وجہ سے ایک بنے آب و گیاہ چیل میدان ہو کر رہ گئی)۔

• وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِكُنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَبِ لَا رَبُّ فِيهِ مِنْ رَبُّ الْعَلَمِينَ (۳۷)۔

"بَيْنَ يَدَيْهِ" = "فِيهِ" = القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ خدا کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنالائے، ہاں یہ خدا کا کلام ہے جو کلام اللہ اس قرآن سے پہلے کا ہے یہ اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس پچھلے کلام کی اس قرآن میں تفصیل ہے اس میں شک و شہمہ کی گنجائش نہیں کہ یہ قرآن پروردگار عالم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

• أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَهُ، فُلْ فَأَتُوا بِسُورَةٍ مُّثِلَّهٗ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ (۳۸)۔

”افتراء“= افتراء القرآن ”مِثْلِهِ“= مثل القرآن۔

توضیح:

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) اللہ کے نام پر یہ قرآن افتراء کیا ہے؟ تم کہو ”اگر تم اپنے قول میں سچے ہو (اور ایک آدمی اپنے جی سے گزھ کر ایسا کلام بناسکتا ہے) تو قرآن کی مانند ایک سورت بنا کر پیش کر دو اور خدا کے سوا جن جن ہستیوں کو اپنی مدد کے لئے بلاسکتے ہو تمہیں پوری طرح اجازت ہے بلا لوث“ (ترجمان)۔

• وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ
بِالْمُفْسِدِينَ (۲۰)۔

الف۔ ”بِهِ“ (دونوں جگہ) بالقرآن۔

توضیح:

اس آیت سے پہلے آیت (۳۷، ۳۸) میں الکتب: القرآن کا اور ”مِنْہُمْ“= من الکافیرین کا ذکر آیا ہے۔

اور ان کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان لے آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ان قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

”بِهِ“ (دونوں جگہ) بِمُحَمَّدٍ۔

اور ان کافروں میں کچھ تو ایسے ہیں کہ وہ محمد پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ ان پر ایمان نہیں لاتے۔

یہ تحریک غالباً اسبق سے مناسبت نہیں رکھتی۔

• قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَنْتُمْ عَذَابُهُ بَيَّنًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ
مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ (۵۰)۔

الف۔ ”عَذَابُهُ“= عذاب الله، ”مَنْهُ“= من العذاب۔

توضیح:

اے محمد خدا کے عذاب کا انکار کرنے والوں سے کہہ دو اگر اس کا عذاب تم کو دن یا رات کے وقت یا کیا یک آدبو پھے تو پھر گناہ گار کس عذاب کے آنے کی عجلت چاہیں گے۔

— وَيَسْتَبِئُونَكَ أَحَقُّ هُوَ، قُلْ إِيْ وَرَبِّنِي إِنَّهُ لِحَقٌّ وَمَا أَنْتُمْ

بِمُعْجَزِينَ (۵۳)۔

”ہو“ = عذاب، ”إِنَّهُ“ = إن العذاب۔

توضیح:

اے محمد تم سے دریافت کرتے ہیں لیا یہ سچ ہے کہ کافروں پر عذاب ہو گا؟ کہہ دو ہاں خدا کی قسم کافروں پر عذاب ہونا حق ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکو گے۔

— وَمَا تَكُونُ فِي شَانٍ وَمَا تَلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كَمَا عَلِيَّكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزِبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالٍ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (۶۱)۔

ترجمہ:

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں (محمود الحسن)۔

اے نبی تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو،

اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے نہ چھوٹی نہ بڑی جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو (تفہیم القرآن)۔

الف۔ ”منه“ = من الشأن، أى و ما تلوا من أجل الشأن من القرآن۔

أى يحدث لك شأن تلوا القرآن من أجله۔

”من“ = تعلیلیہ اس توجیہہ کے لحاظ سے آیت کے ”شان“ والے جزو کی توضیح غالباً یوں ہو گی:

اے نبی جب تمہیں کسی معاملہ (تفہیم) سے سابقہ پڑتا ہے اور تم اس موقع پر اس معاملہ سے متعلق جو کچھ تلاوت کرتے ہو یقیناً اللہ اس کا گواہ رہتا ہے کہ تم نے اپنا فرض بخوبی ادا کر دیا۔

ب۔ ”منه“ = من التنزيل ضمير کے بعد ضمیر کا مر جع۔

کلام عرب میں مر جع کا اسم کے بعد آنا اس اسم کی بڑائی و بزرگی جتنا کے لئے ہوتا ہے۔

اے نبی..... تم اس موقع پر قرآن کی جو تلاوت کرتے اور اللہ کا جو حکم بیان کرتے ہو اللہ اس کا گواہ رہتا ہے انہیں۔

ج۔ ”منه“ = من الله۔

اے نبی..... اللہ کی طرف سے جو کچھ قرآن میں آیا ہے وہ تلاوت کرتے ہو تو اللہ انہیں۔

الف۔ ”تَفِيضُونَ فِيهِ“ = تُفِيضُونَ فِي الْعَمَلِ ”من عَمَلٍ“ سے ظاہر ہے۔

وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كَثَانَ عَلَيْكُمْ شَهُودًا اذ تُفِيضُونَ فِيهِ۔

”تَفِيضُونَ فِيهِ“ = فِي الْعَمَلِ۔

تقدیر: ولا تعملون من عمل شيئاً ولكن تعملون عملاً نشهدة۔

تم بھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرتے کہ اس وقت ہم تمہیں نہ دیکھ رہے ہوں۔

مطلوب یہ کہ:

رسول اللہ کی پیام رسائی میں رکاوٹ ڈالنے والے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کوئی ان حرکتوں کو دیکھنے والا نہیں ہے، اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، انہیں اپنے کارِ شر کا خمیازہ بھگتا پڑے گا۔
ب۔ "تُفِيَضُونَ فِيهِ" = فی القرآن یعنی إذ تشيرون في القرآن الكذب۔

مطلوب شاید یہ ہو کہ:

کافرو منافق جب کبھی بھی قرآن میں اپنی طرف سے کچھ گھٹا بڑھا کر اس پر افترا پردازی کرتے ہیں تو وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کوئی انہیں نہیں دیکھ رہا ہے، اللہ ان کی ایسی حرکتوں پر نظر رکھے ہوئے ہے۔

اختباہ:

یہ توجیہ بعید از قیاس ہے بعض مفسروں کی رائے کے احترام میں یہاں نقل کرنا
نامناسب نہیں معلوم ہوا۔

• —فَمَا أَمْنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرَيْةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ
فِرْعَوْنَ وَمَلَائِيمُهُمْ أَنْ يَقْتَلُهُمْ، وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي
الْأَرْضِ، وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ (۸۳)۔

الف۔ "قَوْمِهِ" = قوم موسی، "مَلَائِيمُهُمْ" = ملائِيم موسی، وہم اشراف بنی اسرائیل لانہم، کانوَا يَمْنَعُونَ أَعْقَابَهُمْ خوفاً من فرعون على أنفسهم۔

تو ضیح:

تو موسی پر کوئی ایمان نہیں لایا، البتہ موسی کی قوم سے چند نوجوان اور وہ بھی فرعون اور اپنی ہی قوم کے بزرگوں سے ڈرتے ایمان لے آئے کہ کہیں فرعون ان نوجوان ایمان داروں کو آفت میں نہ پھنسادے اور فرعون ملک مصر میں بڑا بنا ہوا تھا اور بے شک وہ

حدسے بڑھا ہوا تھا۔

ب۔ ”قومہ“ = قوم فرعون ”مَلَءِ هُم“ = ملاء الذریة۔
تو موسیٰ پر کوئی ایمان نہیں لایا لیکن فرعون کی قوم میں سے چند نوجوان (قطبی)
فرعون اور اپنی قوم کے بزرگوں سے ڈرتے ڈرتے ایمان لے آئے کہ کہیں فرعون اخ۔

مخوظہ:

بعض معربوں نے ”هم“ کا مر جمع فرعون بتایا ہے، توجیہہ کی ہے کہ حکمران اپنے کو
صیغہ جمع سے تعبیر کرتے اور فرمان بردار بھی اپنے آقا کو بصیغہ جمع مخاطب کرتے ہیں۔
یہاں اس تکلف کی کیا ضرورت ہوتی۔

انتباہ:

”هم“ کی ضمیر کا آل فرعون کی طرف پھیرنا صحیح نہیں عربی میں محدود کی
طرف ضمیر راجع نہیں ہو سکتی۔

—وَإِنْ يَمْسِكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَافِرَ لَهُ، إِلَّا هُوَ، وَإِنْ
يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَأْدٌ لِفَضْلِهِ، يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهِ، وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۱۰۷)۔
”له“ = للضرر، يُصِيبُ بِهِ = بالفضل۔

تو ضیغ:

اور اگر خدا تم کو کوئی ضرر پہنچائے تو اللہ کے سوا اور کوئی اس ضرر کو دور کرنے والا
نہیں اور اگر تم سے بھلائی کرنا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں، وہ اپنے بندوں
میں سے جسے چاہتا ہے اس کو اپنے فضل (خیر) سے نوازتا ہے۔

۱۱۔ ہو و

”وَإِنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمْتَعَكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتَ كُلُّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ“ الخ (۳)۔
الف۔ ”فضله“ = فضل الله۔

توضیح:

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اسی کی طرف پلٹو وہ تم کو ایک مقررہ
مدت تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا، اور اپنی مہربانی سے تمہاری نیکیوں کا زیادہ سے
زیادہ بدله دے گا۔

ب۔ ”فضله“، فضل کا ذی فضل: بزرگی اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو
اور یہ صاحب بزرگی کو اس بزرگی کی داد دے گا۔

—الَا إِنَّهُمْ يَشْتُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ الَا جِئْنَ
يَسْتَفْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ (۵)۔

الف۔ ”منہ“ = مِنَ اللَّهِ۔

توضیح:

دیکھو! یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ خدا اسے پرودہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں تب بھی اللہ ان کی چچپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے وہ تو دلوں تک کی باتوں سے آگاہ ہے۔

ب۔ ”فِنَّةٌ“ = من الرسول۔

دیکھو! یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ کے رسول کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اس کی بات بادل ناخواستہ سخنی ہی پڑے تو انجان بوجانا ہی مناسب سمجھتے ہیں، لیکن سن رکھو جس وقت.....تب بھی اللہ ان کی چچپی ا琅۔

ملحوظہ:

پہلی توجیہ بالکل واضح ہے دوسری توجیہ کا احتمال بھی نظر انداز نہیں ہو سکتا۔

”فَلَعْلَكَ تَارِكَ بَعْضَ مَا يُؤْخِي إِلَيْكَ وَضَائِقُ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ“ الخ (۱۲)۔

”بِهِ“ = بِمَا يُؤْخِي إِلَيْكَ ”عَلَيْهِ“ علیٰ محمد، معہ مع محمد۔

دونوں اسم فحوانے کلام سے صاف ظاہر ہیں۔

توضیح:

شاید تم ان چیزوں میں سے کسی چیز کو چھوڑ دجو تمہاری طرف وحی کی جا رہی ہیں اور اس خیال سے تمہارا دل شگ ہو کہ کافر یہ کہنے لگیں کہ اس شخص پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس شخص کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔

”آمِ يَقُولُونَ افْتَرَهُ، قُلْ فَأَتُوا بِعَشْرِ سُورٍ مُثْلِهِ مُفْتَرَتِ“

الخ (۱۳)۔

”افْتَرَاهُ“ = افتری القرآن، ”مِثْلُهُ“ = مثل القرآن۔

خوائے کلام سے اسم بالکل ظاہر و نمایاں ہے۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود گزہ لیا ہے؟ کہہ دو! اگر سچے ہو تو قرآن کی آیتوں جیسی گزہی ہوئی دس سورتیں ہی تم بھی بنالاؤ۔

—**أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ وَيَتَلَوُهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًاٰ وَرَحْمَةً، أُولَئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ، وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَخْرَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ، فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ (۱۷)۔**

ترجمہ:

بھلا ایک شخص جو اپنے رب کے صاف رستے پر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ ہے اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہ تھی جو رستے بتلاتی اور بخششاتی (اور وہ کے برابر ہے؟) یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو کوئی اس سے منکر ہو سب فرقوں میں سے، سواس کاٹھکانا دوزخ ہے، سو تو اس سے شہید میں مت رہ پیشک وہ تیرے رب کی طرف سے حتیٰ ہے اور پھر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے (محمود الحسن)۔ یعنی کیا یہ شخص اور ریا کا روئیا پرست برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

”بَيِّنَةٍ“ صاف رستہ سے مراد وہ رستہ ہے جس پر انسان اپنی صحیح اور اصلی فطرت کے موافق چلنا چاہتا ہے بشرطیکہ حالات و خیالات سے متأثر نہ ہو اور وہ توحید اسلام اور

قرآن کا رستہ ہے۔

اور ”شاهدِ مِنْهُ“ = گواہ اللہ کی طرف سے قرآن عظیم ہے جو گواہی دیتا ہے کہ دین فطرت توحید و اسلام پر چلنے والا بے شک ٹھیک رستہ پر چل رہا ہے اور وہ قرآن اپنی حقانیت کا خود گواہ ہے۔

چونکہ قرآن کے لانے والے جبریل امین اور لینے والے محمد ﷺ ہیں اس اعتبار سے ان کو بھی شاہد کہہ سکتے ہیں۔

قرآن سے پہلے جو حجی کسی نبی پر نازل کی گئی وہ بھی دین فطرت کی صداقت پر گواہ تھی خصوصاً تورات جو موسیٰ پر انتاری گئی اسے قرآن سے بیشتر ایک بھاری شاہدان لوگوں کی حقانیت کا کہنا چاہئے جو دین فطرت کے صاف رستے پر چلتے ہیں۔

(شیعراحمد عنانی مرحوم کے متعلقہ حاشیہ کا اقتباس)۔

ضمیر وہ کے مرجعوں کے بارے میں قرآن کے معربوں کے اقوال ہیں:
الف۔ ”يَتَلَوُهُ“ = ضمیر منصوب متصل، القرآن، ”مِنْهُ“ = مِنَ اللَّهِ۔

الشاهد، الإنجيل ”قَبْلِهِ“ = قبل الإنجيل۔

من يتلوا القرآن في التقدم إنجيل من عند الله۔

ب۔ ”يَتَلَوُهُ“ = محمداً، الشاهد، لسان محمد، ”مِنْهُ“ = من محمد۔

وَقَبْلِ المُقْرَآن يَعْنِي مِنَ الْقُرْآن۔

”قَبْلِهِ“ = قبل محمد۔

ج۔ الشاهد: جبریل ”مِنْهُ“ = مِنَ اللَّهِ، ”قَبْلِهِ“ = قبل جبریل۔

د۔ الشاهد: إعجاز القرآن، ”مِنْهُ“ = من الله، ”قَبْلِهِ“ = قبل القرآن۔

۱۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بالقرآن۔

۲۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بمحمد۔

۳۔ ”يُؤْمِنُونَ بِهِ“ = يؤمنون بكتاب موسى۔

”مُرِيَّةٌ مِنْهُ“:

الف۔ من القرآن۔

ب۔ من الموعد۔

”وَقَيْلَ الْبَيْنَةِ“ = القرآن، ”يَتَلَوُهُ“ = يتلو القرآن۔

—الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوْجَاجاً، وَهُمْ
بِالْآخِرَةِ هُمْ كُفُرُونَ (۱۹)۔

دیکھئے: آل عمران آیت رقم (۹۹) فقرہ (۱۶)۔

—قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّي وَأَنْتُ
رَحْمَةٌ مِنْ عِنْدِهِ فَعَمِّلْتُ عَلَيْكُمْ، أَنْلَزْتُ مَكْمُونَهَا وَأَنْتُمْ لَهَا
سَكِيرُهُونَ (۲۸)۔

الف۔ ”ها“ (دونوں جگہ) الرحمة۔

توضیح:

نوخ نے کہا اے میرے ہم قوموا ذرا سوچو تو سبھی اگر میں اپنے پروردگار کی راہ
نمائی سے ایک روشن دلیل پر قائم تھا اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت بخشی، وحی نازل
کی، اور پیغمبر بنایا، جس کی حقیقت تم کو دکھائی نہیں دی تو کیا ہم اس رحمت کو زبردستی تم پر
سلط کر دیں حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے اور بھاگتے ہو۔

ملحوظہ:

زیر غور ضمیر کی تحریج بعضوں نے جملہ کلمہ شہادت، لا الہ الا اللہ سے کی ہے۔

ب۔ ”أَنْلَزْتُ مَكْمُونَهَا وَلَهَا“ = البینة۔

نوخ نے کہا: اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے وحی کی روشن

دلیل رکھتا ہوں اور اس نے مجھے اپنے یہاں سے رحمت بخشی ہے جس کی حقیقت تم سے پوشیدہ رہی تو کیا ہم اس روشن دلیل کو مانئے پر تم کو مجبور کر سکتے ہیں اور تم ہو کہ اس روشن دلیل کو سخت ناپسند کرتے ہو۔

● ”وَيَقُولُ مَا لَكُمْ عَلَيْهِ مَا لَا، إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ.....“ (۲۹)۔

”عَلَيْهِ“ = علی الإنذار او علی التبليغ۔

تو ضمیح:

اور اسے میرے ہم قوم! جو تم کو اللہ کے عذاب سے خبردار کر رہا ہوں اور اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں اس کے بد لے میں تم سے کچھ مال وزر کا خواہاں نہیں ہوں میرا صلة تو خدا کے ذمہ ہے۔

● -أَمْ يَقُولُونَ افْسَرَةً، قُلْ إِنِّي أَفْتَرِيَتُهُ فَعَلَى إِجْرَامِيْ وَآنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ (۳۵)۔

”افتراء“ = افترز الوحی۔

تو ضمیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے وہی اپنے دل سے بنائی ہے اور اللہ کی طرف سے اس کی نسبت محض ایک دھوکہ ہے؟ کہہ دو! اگر یہ میں نے دل سے بنایا ہے اور اس کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے تو میرے گناہ کا مقابل مجھ پر اور جو گناہ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔

انتباہ:

(۱) ضمیر کا مرجع مذکور نہیں ہے فوخ کے قصہ میں یہ ایک ضمنی: معتبر ضد جملہ

ہے۔ ”قل“، سے ظاہر ہے کہ ”يَقُولُونَ“ کا فاعلِ ”مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کی قوم ہے۔

(۲) يَقُولُونَ کے فاعل کا قوم نوح ہونا بھی بعید از قیاس نہیں۔

ضمیر واحد غالب منصوب متصل کی ترجمانی لفظ و حجی سے ہر دو صورتوں میں یکساں اور

درست رہتی ہے۔

•
— حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلَّ زَوْجٍ إِثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَيَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ أَمَنَ، وَمَا أَمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ (۳۰)۔

”فِيهَا“ = فی الْفَلَكِ۔

توضیح:

لفظ ”فلک“ مترادف سفینہ ہو تو اس کا موثق ہونا ظاہر ہے، چنانچہ اس سورۃ کی زیر بحث ضمیر کے بعد آیت رقم (۳۱، ۳۲) میں ”فلک“ کے لئے ضمیر موثق ہی آئی ہے: ”أَرْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبَّيْ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۳۱) وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجِ كَالْجِبَالِ“ (۳۲)۔

علاوہ برس درج ذیل آیتوں میں بھی فلک بمعنی سفینہ کے لئے ضمیر موثق آئی ہے:

۲- بقرہ / ۱۶۳: وَالْفَلَكُ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۱۳- ابراہیم / ۳۲: وَسَخَرَ لَكُمُ الْفَلَكُ لِتَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۲۲- حج / ۲۵: إِنَّ اللَّهَ سَخَرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفَلَكُ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۳۰- روم / ۳۶: وَمِنْ أَنْتَهِ وَلِتَجْرِي الْفَلَكُ بِأَمْرِهِ۔

۳۱- لقمان / ۳۱: إِنَّمَا تَرَ أَنَّ الْفَلَكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ۔

۳۵- جاثیہ / ۱۲: إِنَّ اللَّهَ الَّذِي سَخَرَ لَكُمْ وَالْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفَلَكَ فِيهِ۔

اور باعتبار لفظ جن مقاموں پر لفظ فلک مذکور استعمال ہوا ہے وہ یہ ہیں:

- ۱۶- نحل / ۱۲: وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاحِرَ فِيهِ، یہاں فلک بطور اسم جمع ہے۔
- ۱۷- شعراء / ۱۹: فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَسْحُونِ۔
- ۱۸- قاطر / ۱۲: وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاحِرَ، یہاں فلک بطور اسم جمع ہے۔
- ۱۹- لیثین / ۲۱: إِنَّا حَمَلْنَا دُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَسْحُونِ۔
- ۲۰- صافات / ۱۳۰: وَإِنَّ يُونُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ إِذَا أَبْقَى إِلَى الْفُلْكِ الْمَسْحُونِ۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپنچا اور سورجوش مارنے لگا تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانداروں میں سے جو زاجوز ایعنی دود و جانور ایک نر اور ایک مادہ لے لو اور جس شخص کی نسبت حکم ہو چکا ہے کہ ہلاک ہو جائے گا اس کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو اور جو ایمان لایا ہواں کو کشتی میں سوار کر لو اور نوح کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم ہی تھی۔

●
— قَالَ يَنْوُحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ، إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ،
فَلَا تَسْتَئِنْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (۳۶)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ (پہلا) إِنَّ ابْنَكَ: (إنَّ ابْنَ نُوحَ)۔
”إِنَّهُ“ (دوسرا) إِنَّ السُّؤَالَ۔

إِنَّ سُؤَالَكَ إِيَّاَيْ أَنْ أَنْجَى كَافِرًا عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔

توضیح:

خدا نے فرمایا: اے نوح تمہارا بیٹا تمہارے گھروں میں سے نہیں ہے اس کے متعلق تمہاری یہ درخواست کہ اس کو اس عذاب سے نجات دیجئے ایک ناشائستہ سوال ہے

جس چیز کی حقیقت تم کو معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال مت کرو۔

بعضی دیگر: ائن سوال کا مالیس لک بہ علم عمل غیر صالح۔

خدا نے فرمایا: اے نوح..... تمہارا ایسا سوال جس کے متعلق تم نہیں جانتے ایک غیر صالح عمل ہے اس کے بارے میں انج۔

ملحوظہ:

زیر غور ضمیر مرجع و سوال، لمحاظ معنی ہے اگر خالص الفاظوں کی پیروی کی جائے تو بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ اس ضمیر کا مرجع اس سے قبل کی آیت "نادی نوح انه" کے لمحاظ سے ندا ظاہر ہے۔

اس لمحاظ سے: قَالَ اللَّهُ يَا نُوحَ نَدَاكَ أَنْ أَبْنِي مِنْ أَهْلِي عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٌ۔
مطلوب یہ کہ: اے نوح تمہاری یہ پکار کہ میرا بینا میرے خاندان کا ایک فرد ہے ایک غیر صالح بات ہے۔

انتباہ:

بعض معربوں نے "قَالَ" کے فاعل کو نوح قرار دیا ہے، اس لمحاظ سے تقدیر ہو گی:

إِنَّ كَوْنَكَ مَعَ الْكَافِرِينَ عَمَلٌ غَيْرٌ صَالِحٌ إِذْ كَبَ مَعْنَا وَلَا تَكُنْ مَعْهُمْ۔
مگر اس لمحاظ سے پوری آیت سے صرف اتنا ہی تکڑا کاٹ کر الگ کر دیا جائے تو ساری عبارت ہی بے ربط ہو جاتی ہے الایہ کہ عمل بکسر میم وفتح لام اور "غیر" کو منصوب پڑھا جائے۔

اور بعض معربوں نے "قَالَ" کا فاعل اللہ ہی لیا ہے مگر "إِنَّهُ" میں مضاف محدود مان کر کہتے ہیں: إِنَّ ابْنَكَ ذُو عَمَلٍ غَيْرٌ صَالِحٌ۔

علم عربیت میں محدود صرف اس وقت ضروری ہے جب بغیر حذف کے معنی

صاف واضح نہ ہو یا معنی میں ایسا بگاڑ پیدا ہوتا ہو جو تنزیل کی دوسری آیتوں کے صریح خلاف ہو اور یہاں ایسی کسی بات کا کوئی شایبہ بھی موجود نہیں ہے۔

●
—يَقُومُ لَا أَسْكُنُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا، إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي
فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۵۱)۔

”علیٰ“= علی الانذار أو التبلیغ۔
دیکھئے: اسی سورۃ کی آیت (۲۹) فقرہ (۲) اور آگے شعراء کی آیت رقم (۱۰۹)۔

●
—مَسْوَمَةً عِنْدَ رَبِّكَ، وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بَعِيدٌ (۸۳)۔

الف۔ ”ہی“ الحجارة = العقوبة، قربی اسماں ہے۔

توضیح:

(الله نے قوم لوط کے گناہوں کی پاداش میں ان پر پے در پے کنکریاں بر سائیں)
جن پر تمہارے پروردگار کے یہاں سے نشان کئے ہوئے تھے اور کنکر پتھر کا عذاب ان طالموں سے کچھ دور نہیں۔

ب۔ ”ہی“ القریۃ، بستیاں۔

جن پر..... اور یہ بستیاں ان طالموں سے کچھ دور نہیں۔

ملحوظہ:

ہو سکتا ہے کہ ان طالموں سے مراد مکہ کے باشندے ہوں جو بغرض تجارت گمرا میں شام جایا کرتے تھے اور ان اجڑی بستیوں کے کھنڈ ران کے مشاہدہ میں آتے تھے۔

●
—قَالَ يَقُومٌ أَرَهْطَى أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مَنْ اللَّهُ، وَأَتَخْدُثُمُهُ
وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا إِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (۹۲)۔

الف۔ ”اتَّخَذْتُمُهُ“= اتَّخَذْتُم مَا جِئْتُمْ بِهِ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ظہرِیًّا۔

ضمیر سیاق اور فحوانے کلام سے صاف ظاہر ہے۔
بعض معربوں نے اس کو شرع سے تعبیر کیا ہے۔
ظاہر ہے کہ شرع میں عقائد و اعمال دونوں شامل ہیں۔

توضیح:

شیعہ نے کہا ہے میرے ہم قوم! کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر خدا سے زیادہ ہے اور جو کچھ میں اللہ کی طرف سے تم کو سنارہا ہوں اس کو تم نے پیٹھے چھپے ڈال رکھا ہے، میرا پروردگار تو تمہارے سب اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔
ب۔ ”إِنَّهُمْ لَكُلُّهُمْ لَذِكْرٌ لِّلَّهِ“ ائمۃ اللہ قریب ترین اسم ہے۔
شیعہ نے کہا..... زیادہ ہے اور تم نے اللہ کو پیٹھے کے چھپے ڈال رکھا ہے انخ۔
مطلوب یہ کہ ان لوگوں نے اللہ اپنے پروردگار کو بھلا دیا ہے اور روز جراء کی ذمہ داری سے بے پرواہ ہو گئے ہیں۔

— وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةَ وَيَوْمَ الْقِيمَةِ بِسْ الرَّفِدِ
المرفوڈ (۹۹)۔

”هذہ“ = دینا۔

توضیح:

اور فرعون و آل فرعون پر اس جہاں میں بھی پھٹکار پڑی اور قیامت کے دن بھی وہاں کے چھپے گئی رہے گی جو صد اون کو ملا ہے وہ بہت ہی بُرا ہے۔

— وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَانْخَتَلَفَ فِيهِ، وَ لَوْلَا كَلِمَةً
سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ
مُرِيبٌ (۱۱۰)۔

الف۔ ”اَخْتِلَفَ فِيهِ“ = فِي الْكِتَابِ مِرَا دُغَالِبَا توارہ ہے۔

”منه“ = مِنَ الْقَضَاءِ، مفہوم من الکلام: ”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ الْكَافِرِينَ، ”إِنَّهُمْ“ = إِنَّ الْكَافِرِينَ۔

توضیح:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس کتاب میں اختلاف کیا گیا اور تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے مقدرنہ ہو چکی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں کا فیصلہ بھی کر دیا جاتا اور وہ تو اس فیصلہ (موعد: عذاب یوم حساب) کے بارے میں نہایت قوی شہید میں پڑے ہوئے ہیں۔

ب۔ ”اَخْتِلَفَ فِيهِ“ = اختلف فی کتاب موسیٰ ”منه“ = من القرآن۔

جس طرح قوم موسیٰ خود اپنے نبی کی کتاب میں اختلاف کرتی رہی ہے اسی طرح اب اس قرآن کے بارے میں جو تم کو دیا گیا ہے تمہاری قوم شک و شبہ میں پڑی ہوئی ہے، اگر تمہارے پروردگار الغی۔

ج۔ ”اَخْتِلَفَ فِيهِ“ = فی موسیٰ ”منه“ = مِنْ مُوسَى۔

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے اختلاف کیا اور فیصلہ کر دیا جاتا اور وہ تو موسیٰ کے بارے میں قوی شہید میں پڑے ہوئے ہیں۔

یہ تخریج غالباً بعید از صحت ہے۔

۱۲۔ یو سف

—إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۲)۔

الف۔ ”آنزلنا“ = آنزلنا خبر یوسف مضاف مخدوف۔

توضیح:

ہم نے احوال یوسف بربان عربی کیجا نازل کئے۔

ب۔ ”آنزلنا“ = آنزلنا الکتب۔

ہم نے کتاب بطور تقریر عربی میں اتاری۔

ج۔ ”آنزلنا“ آنزلنا الوحی۔

ہم نے وحی بطور تقریر عربی میں نازل کی۔

ملحوظہ:

قرآن، مادہ: قرء، اکھٹا کرنا: کیجا کرنا، جمع کرنا، جوڑنا، پائٹھ کرنا: پڑھنا۔

پائٹھ کرنے یا پڑھنے کے لئے اردو میں اس مقام پر تقریر مناسب لفظ معلوم ہوا۔

—تَحْنُّ نَقْصٌ عَلَيْكَ أَخْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

هذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ (۳)۔

”قبله“ = قبل الوحی۔

توضیح:

اس وحی سے پہلے تم یوسف کے حال سے ناقف تھے۔

ضمیر کا مر جمع بطور اسم مذکور نہیں ہوا، مر جمع "اوْحَيْنَا" سے معین ہوا۔

— اَفْتُلُوا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوهُ اَرْضًا يَعْجُلُ لَكُمْ وَجْهٌ
اِبِكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا ضَلِّيْلِيْنَ (۹)۔

توضیح:

تو یوسف کو جان سے مار ڈالو یا کسی ملک میں پھینک آؤ، پھر ابا کی توجہ صرف تمہاری طرف ہو جائے گی، اور اس کے بعد تم اچھی حالت میں ہو جاؤ گے (یعنی ابا جان کے یہاں تمہاری خوب بنے گی)۔

"افْتُلُوا" صیغہ امر جمع مذکرا اس کے مخاطب یوسف کے بھائی۔

"اَفْتُلُوهُ" کہنے والا، یوسف کا بھائی۔

"اطر حوا" کہنے والا یوسف کا بھائی۔

الف۔ یوسف کا بھائی۔

ب۔ یوسف کے بھائیوں کا مشیر۔

الف۔ یوسفت کے کسی بھائی نے کہا یوسف کو قتل کر دیا اس کو کہیں نکال باہر کر دا لئے۔

ب۔ یوسفت کے کسی بھائی نے کہا یوسف کو قتل کر دو تو دسرے کسی بھائی نے (شاید آپ کے عینی بھائی نے) کہا قتل کرنے کی بجائے اس کو نکال باہر کر دو تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا..... قتل کر دو تو یوسفت کے بھائیوں کے کسی مشیر نے کہا قتل کرنے کی بجائے اس کو نکال باہر کر دا لئے۔

الف۔ "مِنْ بَعْدِهِ" = من بعد غیاب یوسف۔

یوسف کی غیر موجودگی میں تم نیک اطوار ہو جاؤ گے (یعنی تمہارے ابا جان کے یہاں تمہاری خوب بنے گی)۔

ب۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد قتل یوسف۔

یوسف کی موت کے بعد اخ.

ج۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد اطراح یوسف۔

یوسف کے یہاں سے نکل جانے (دور ہو جانے) کے بعد تم اخ.

• — قَالَ إِنِّي لَيَخْرُنُنِي أَنْ تَذَهَّبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَاْكُلَهُ الذَّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَفِلُونَ (۱۳)۔

الف۔ ”تَذَهَّبُوا بِهِ“ = تذہبوا بیوسف، ”عَنْهُ“ = عن یوسف۔

توضیح:

مجھے اندیشہ ہے کہ تم یوسف کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ یوسف کو بھیڑ پاچھاڑ کھانے اس حال میں کہ یوسف کھیتا ہوا کہیں دور نکل جائے اور تم اس سے غافل رہو۔

ب۔ ”عَنْهُ“ = عن الذئب۔

اس حال میں کہ تم (کھیل کو دیں مصروف رہو) بھیڑ کے آپنے سے غافل رہو۔

• — فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَّبَتِ الْجُبَّ، وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لِتُبَيِّنَهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۱۵)۔

توضیح:

غرض جب وہ یوسف کو لے گئے اور اس بات پر اتفاق کر دیا کہ یوسف کو گھرے کنوں

میں ڈال دیں تو ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم ان کے اس سلوک سے آگاہ کرو گے اور ان کو اس کی کچھ خبر شہ ہو گی۔

الف۔ ”أُوحِيَنَا إِلَيْهِ“ = أُوحِيَنَا إِلَيْ یوسف۔

ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کے بھائی اس وقت جو سلوک کر رہے ہیں اس سے (اللہ) خود انہیں بعد میں واقف کرائے گا، اخْ۔

ب۔ ”أُوحِيَنَا إِلَيْهِ“ = أُوحِيَنَا إِلَيْ يَعْقُوبَ۔

ہم نے یعقوب کے ول میں یہ بات ڈالی کہ وقت آنے پر وہ خود اپنے بیٹوں کو ان کی اس حرکت پر سرزنش کرے گا اخْ۔

• وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَارْسَلُوا وَارْفَهُمْ فَادْلَى دَلْوَهُ، قَالَ يُشْرِى هَذَا غُلَمٌ، وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً، وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ (۱۹)۔

توضیح:

اس کنویں کے قریب ایک قائلہ آوارد ہوا اور انہوں نے اپنا سقا بھیجا اس نے کنویں میں ڈول لٹکایا، وہ بولا زہے قسمت یہ تو لڑکا ہے، اور اس کو قیمتی سرمایا سمجھ کر چھپالیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے خدا کو سب معلوم تھا۔

الف۔ ”أَسْرُوْا“ فعل جمع مذکر غائب کافی عل: اہل کاروائ۔

ب۔ ”أَسَرُّوهُ“ أَسَرُّوا یوسف۔

کاروائ کے ان لوگوں نے یوسف کو تجارت کا مال سمجھ کر اپنے ساتھیوں سے چھپائے رکھا (یہیں بتایا کہ وہ ایک اندر ہے کنویں میں ڈول ڈالنے پر بے مشقت ہاتھ آگئے)۔

ج۔ ”أَسَرُوْا“ کافی عل: برادران یوسف۔

د۔ ”أَسَرُّوهُ“ = أَسَرُّوا امْرَ یوسف۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو کنویں میں ڈال دینے کا کسی سے ذکر نہیں کیا کہ یوسف ایک تجارتی پوچھی تھے۔

یہ دوسری توضیح کرنے والے نقل کرتے ہیں کہ کارداں کے آنے اور یوسف کے ڈول کے ذریعہ نکل آنے تک جملہ بھائی وہیں موجود تھے، انہوں ہی نے یوسف کو اپنا گم شدہ بھائی کہہ کر اہل قافلہ کے ہاتھ پنج دیا۔

• - وَشَرَوْهُ بِشَمْنِ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ (۲۰)۔

الف۔ ”شَرَوْهُ“ کا فاعل: کارداں کے لوگ ”کانوا“ کا اسم اہل کارداں ”شَرَوْهُ“ = شَرَوْا یُوسف۔

(۱) ”فِيهِ“ = فی یوسف۔

(۲) ”فِيهِ“ = فی الشَّمْن۔

(۱) اہل کارداں نے یوسف کو تھوڑی سی قیمت پر چند نکوں کے عوض پنج دیا۔ اور انہیں یوسف سے کوئی رغبت نہیں تھی۔

(۲) اہل کارداں نے اور انہیں قیمت سے کوئی دل چھپی نہیں تھی (جو بھی ملی قبول کر لی)۔

ب۔ ”شَرَوْا“ کا فاعل: برادران یوسف ”کانوا“ کا اسم: برادران یوسف۔
یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو تھوڑی اور انہیں یوسف سے اخراج۔

یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو اور انہیں قیمت سے کوئی دل چھپی نہیں تھی۔

• - وَقَالَ الَّذِي أَشْتَرَهُ مِنْ مَصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَحْذَهُ وَلَدًا، وَكَذَلِكَ مَكَنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ، وَلَنْعَلَّمَهُ مِنْ تَاوِيلِ الْأَحَادِيثِ، وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلِكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۲۱)۔

توضیح:

اور مصر میں جس شخص نے اس کو خریداً اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت و احترام سے رکھو عجب نہیں کہ یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں اس طرح ہم نے یوسف کو سر زمین مصر میں جگہ دی اور غرض یہ تھی کہ ہم ان کو باتوں کی تاویل سکھائیں اور خدا اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

الف۔ "أَفْرُهٌ" = أمر الله۔

اور اللہ اپنا کام کر کے ہی رہتا ہے۔

انتباہ:

بعض معربوں نے "امرہ" کی تحریج امر یوسف سے کی ہے یہ تحریج بعید از صواب ہے، کیوں کہ "وَاللَّهُ الْغَالِبُ" اخن ایک خبر یہ تذکیری جملہ ہے، احکام و اخبار کے درمیان یک ایک تذکیری تزییلی اسلوب کی ایک نمایاں ابلاغی خصوصیت ہے۔

الله یوسف کے معاملہ کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرنے والا ہے۔

●
وَرَأَوْدَتْهُ النَّبِيُّ هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابُ
وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ، قَالَ مَعَاذُ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثَواً،
إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ (۲۳)۔

توضیح:

تو جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے اس نے ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی جلدی آؤ، انہوں نے کہا خدا اپناہ میں رکھے وہ تو میرے آقا ہیں، انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے پیشک ظالم فلاج نہیں پائیں گے۔

الف۔ ”إِنَّهُ رَبِّيْ“ = إِنَّ اللَّهَ رَبِّيْ۔

..... میں اس ارٹکل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں وہ میرا پالن ہار ہے اس نے میرا چھا
ٹھکانہ کیا۔

ب۔ ”إِنَّهُ رَبِّيْ“ = إِنَّ سَيِّدِيْ رَبِّيْ، ”إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ“ إِنَّ الشَّان۔

(عزیز نے مجھے تمہارے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا اس کی اچھی طرح دیکھ رکھ
کرتے رہنا) وہ میرا سردار ہے اس نے مجھے اچھی جگہ دی (اس کے اہل خانہ سے میں کوئی
ایسی حرکت نہیں کر سکتا جو نازیبا ہو) بے شک بے انصاف لوگ بھلانی نہیں پاتے۔

• فَلَمَّا رَأَقْمِيَّةَ قُدَّ مِنْ ذُبْرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ، إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ (۲۸)۔

توضیح:

جب اس کا کرتا دیکھا پیچھے سے پھٹا تھا، کہا: تمہارا فریب ہے اور کچھ شک نہیں کہ
تم عورتوں کے فریب بڑے ہوتے ہیں۔

الف۔ ”قَالَ“ = قال عزیز مصر إِنَّهُ الخ۔

ب۔ ”قَالَ“ = قال شاهد إِنَّهُ الخ۔

الف۔ عزیز مصر نے کہایہ عورتوں کا ایک بڑا چند ہے۔

ب۔ شاہد و دیکھنے والے نے کہایہ عورتوں کا انخ۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ القول۔

..... نے کہا کہ یہ قول کہ جس نے تمہارے اہل خانہ سے نہ اپنی کارادہ کیا عورتوں
کا انخ۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ هَذَا الْأَمْرُ وَهُوَ طَمْعٌ مِنْ يُوسُف۔

..... نے کہا یوسف پر ڈورے ڈالا عورتوں کا۔

رج۔ "إِنَّهُ" = إِنَّ الْقَدْ.

..... نے کہا یوسف کی قیص کا چھاڑنا عورتوں کی ایک بڑی چالا کی تھی (مگر انہی انہیں پر پڑی)۔

و۔ "إِنَّهُ" = إِنَّ السُّوءَ.

یوسف پر بہتان باندھنا ایک بُرا ایسی تھی وہ عورتوں ہی کا ایک فریب ہے۔
●
يُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا، وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ، إِنَّكَ
كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ (۲۹)۔

توضیح:

یوسف اس بات کا خیال نہ کر اور تو اپنے گناہوں کی بخشش مانگ پیشک خطا تیری ہی
ہے۔

"اعرض" اس بات کو نظر انداز کر: اس معاملہ میں درگذر سے کام لے۔

"اعرض" کس نے کہا؟۔

قال: قَالَ عَزِيزٌ مَصْرُ: يَا يُوسُفَا أَعْرِضْ عَنْ هَذَا۔

عزیز مصر نے کہا اے یوسف اب اس معاملہ سے درگزر کرو۔

ب۔ "قَالَ" = الشاهد، کنبہ والوں کا ایک شخص جس نے قرینہ کی شہادت حاصل
کرنے کا مشورہ دیا اس نے کہا یوسف انخ۔

● فَلَمَّا سِمِعَتْ بِمَكْرِهِنَ أَرْسَلَتِ إِلَيْهِنَ وَأَعْتَدَتِ لَهُنَّ
مُتَّكِأً وَأَتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ
عَلَيْهِنَ، فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرُونَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيهِنَ وَقُلْنَ حَاشَ
لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا، إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَجِيْم (۳۱)۔

توضیح:

جب اس عورت نے عورتوں کی چال سنی تو ان کے پاس پیغام بھیجا اور ان کے لئے ایک مخفل منعقد کی اور ہر ایک کو ایک چھری دی اور کہا کہ ان کے سامنے باہر آؤ جب عورتوں نے اس کو دیکھا تو اس کا رعب ان پر چھا گیا کہ اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بے ساختہ بول انھیں کہ سبحان اللہ یا آدمی نہیں کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

الف۔ "أَكْبَرُنَّهُ" = اکبرن یوسف۔

..... مصری عورتوں نے یوسف کو دیکھا تو یوسف کو بزرگی دی، فارسی میں مطلب شاید حقیقت سے زیادہ قریب ہے: چوں یوسف راز نام مصروف یونانی زبان بیکبیر کو شیدند۔
ب۔ عورتوں نے ان کو اپنے دل میں بڑا پایا۔

ج۔ "أَكْبَرُنَّهُ" = اکبرن من آجلہ: یعنی بحذف حرف جار بغرض حرف وضاحت یوں کہتے سکتے ہیں:

..... یوسف کو دیکھا تو وہ آپ کے جلال و جمال سے اس طرح دہشت زده و بہوت ہو گئیں، جیسے مثلًا دہشت سے پیشتاب خطا ہو جاتا یا حمل گر پڑتا ہے، شاید کچھ اسی طرح وہاں مصری عورتوں سے ظاہر ہوا۔

د۔ "أَكْبَرُنَّهُ" ہائے ہوز قرات میں سکتے کے لئے ہے۔

یہ آخری مسلک غلط نہ کی تاہم صحت سے دور معلوم ہوتا ہے۔

— قَالَ ثُقَدِلٌ كُنَّ الَّذِي لَمْ تُنْتَنِي فِيهِ، وَلَقَدْ رَأَوْذْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَغْصَمْ، وَلَئِنْ لَمْ يَفْعَلْ مَا أَمْرَهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونُنَا مِنَ الصُّغَرِينَ (۳۲)۔

توضیح:

تب اس عورت نے کہایہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں، اور بے شک میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچارہ اور اگر وہ یہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہو گا۔

یادداشت:

اوپر گزر چکا ہے کہ شہر میں عورتیں چرچا کرنے لگی تھیں کہ عزیزی کی عورت اپنے نوجوان غلام کے پیچھے پڑی ہوئی ہے محبت نے اس کو بے قابو کر رکھا ہے ہمارے نزدیک تودہ کھلی گمراہی میں پڑی ہوئی ہے۔

الف۔ ”فِيْهِ“ = فی الزنَى۔

دیکھو یہ ہے جس کو ایک ناجائز فعل کی طرف مائل کرنے کے بارے میں تم مجھے اخ-

ب۔ ”فِيْهِ“ = فی الْحُبْ، ذلك اپنے اصل مفہوم میں: اسم اشارہ۔

دیکھو یہ ہے اس کی محبت میں گرفتار ہونے پر تم مجھے اخ-

یوسف مصری عورتوں کے ساتھ نہ تھے اب اس طرح توجہ دلانے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔

ج۔ ”فِيْهِ“ = فی یوسف، ذلك بمعنی هذا۔

دیکھو یہی وہ یوسف ہے جس کے بارے میں تم مجھ پر ملامت کرتی تھیں۔

الف۔ ”مَا أَمْرَهُ“ ما أمر به بحذف جار (ه) کا مر جمع ”ما“ موصولة، مثلاً: أَمْرَتْك

الْخَيْرُ = أمرتک بالخير امر کا دوسرا مفعول مخدوف: یہاں شاید پیدائش کا غیر شرعی عمل مراد ہے۔

اگر میں اس کو جس بات کا حکم دوں وہ بات (وہ کام) نہ کرے تو اخ-

ب۔ ”ما امْرُهُ“ = ما مصدریہ، ما امرُ امریٰ ایاہ۔

اگر یوسف میرے حکم کی تعمیل نہ کرے تو اخ: میرا حکم نہ مانے اخ: میرا حکم بجانہ
لائے اخ۔

اس صورت میں امر میں زیادہ عمومیت رہنے گی۔

”ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوْا الْإِلَيْتْ لَيَسْجُنْنَهُ حَتَّى
حِينَ“ (۳۵)۔

”بَدَا لَهُمْ“ = ثُمَّ بد العزیز واصحابہ: پھر باوجود اس کے عزیز مصر اور اس کے
مشیر نشانیاں دیکھے چکے تھے ان کی رائے یہی تھی کہ کچھ مدت کے لئے اس کو قید ہی
کر دیں۔

• وَدَخَلَ مَعَهُ السَّجْنَ فَتَيْنِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَتُنِي أَغْصِرُ
خَمْرًا، وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَنِي أَحْمِلُ قَوْقَرَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ
الظَّيْرُ مِنْهُ، نَبَشَنَا بِتَاوِيلِهِ، إِنَّا نَرَكُ مِنَ الْمُخْسِنِينَ (۳۶)۔

توضیح:

اور اس کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زندگی ہوئے ان میں سے ایک نے کہا:
دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں
انٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے ان میں سے کھارے ہیں، ہمیں اس کی تاویل بتا دیجئے ہم
تمہیں نیکو کار دیکھتے ہیں۔

”تَاوِيلِهِ“ = تاویل ما قص علی یوسف صاحبہ: تاویل رویاہ۔

(و) کامراجع دونوں قیدیوں کا خواب یعنی جیسا ایک نے کہا کہ میرے اس خواب کی
تعیر دیجئے تو پھر دوسرے نے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے میرے اس خواب کی تعیر

وَسِبْعَةٍ۔

—وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٌ مِنْهُمَا أذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسِهُ
الشَّيْطَنُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السَّجْنِ بِضُعْ سِنِينَ (۲۲)۔

توضیح:

اور دونوں شخصوں میں سے جس کی نسبت اس نے خیال کیا وہ رہائی پا جائے گا، اس
نے کہا کہ اپنے آقا سے میرا ذکر بھی کرنا، لیکن شیطان نے اس کا اپنے آقا سے ذکر کرنا
بھلا دیا اور وہ کئی برس قید خانہ میں رہے۔

الف۔ ”أَنْسَهُ الشَّيْطَنُ“۔

تقدیر: انسی الشیطن الناجی (الناس) ذکر یوسف لربہ۔

”رَبَّهُ“ رب الناجی: (الناس)۔

شیطان نے چھٹکارا پانے والے قیدی سے یوسف کا اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا،
اس صورت میں (رب) کے معنی ہوں گے: آقا یا پروردش کننده۔

تقدیر: انسی الشیطن یوسف ذکر ربہ: رب یوسف۔

مطلوب غالباً یہ ہے:

شیطان نے یوسف کو اپنی رہائی کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع ہونا بھلا دیا گیا
آپ نے قید سے اپنی رہائی کے لئے پروردگار سے رجوع ہونے کے بجائے ایک چھوٹے
والے ہم قیدی سے کہا کہ وہ اپنے آقا سے میرا بے خطاب ہونا آشکار کر دے اور ہو سکے تو مجھے
جس بے جا سے رہا کرنے کی سفارش کرے۔

ظاہر ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا اگر صحیح ہو تو بھی وہ شیطان کے بھلا دے سے تھا،
آپ نے قصد اوارادہ ایسا نہیں کیا۔

—وَقَالَ الَّذِي نَجَاهُنَّهُمَا وَأَذْكَرَ بَعْدَ أُمَّةً آنَا أَنْبَثُكُمْ

بِتَأْوِيلِهِ فَارِسُونَ” (۲۵)۔

توضیح:

وہ شخص جو دونوں میں سے رہائی پا گیا تھا اور جسے مدت کے بعد وہ بات یاد آگئی بول اٹھا کر میں آپ کو اس کی تاویل بتاتا ہوں مجھے جانے کی اجازت دیجئے۔

”تاویل“ = تاویل روایاء الملک بادشاہ کے خواب کی تعبیر۔

مجھے یوسف کے یہاں بھیجو میں تھیں ان سے پوچھ کر بادشاہ کے خواب کی تعبیر سے آگاہ کر دوں گا۔

•
—وَقَالَ الْمَلِكُ أَتُؤْنِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَيْ رَبِّكَ فَسَأَلَهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ إِلَّا قَطَعْنَ أَيْدِيهِنَّ إِنَّ رَبَّنِي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيهِمْ (۵۰)۔

توضیح:

بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو میرے پاس لاو، جب قاصد اس کے پاس گیا تو اس نے کہا، اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے، بے شک میرا پروردگار ان کے مکروں سے خوب واقف ہے۔
”بِهِ“ = بیویوں، ”جَاءَهُ“ = جاء الرسول یوسف، ”قَالَ ارْجِعْ“ = قال یوسف الرسول ارجع۔

ضمیروں کے مراجع واضح کرنے پر مطلب غالباً یہ ہو گا:

بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے یہاں بلا لاو، جب بادشاہ کا فرستادہ یوسف کے پاس آیا تو یوسف نے بادشاہ کے پیامی سے کہا اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے کہہ کہ ان عورتوں انہیں۔

—قَالَ مَا خَطِبُكَ إِذْ رَأَوْدْتِنَ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ، قُلْنَ
حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ
إِنَّ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا رَأَوْدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ
الصَّدِيقِينَ (۵۱)۔

توضیح:

بادشاہ نے کہا بھلا اس وقت کیا ہوا تھا جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔
تحا، بولیں حاش اللہ ہم نے اس میں کوئی برائی معلوم نہیں کی عزیز کی عورت نے کہا ب پچی
بات تو ظاہر ہو گئی ہے میں نے اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بے شک سچا ہے۔

—ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخْنُهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ
الْخَائِنِينَ (۵۲)۔

الف۔ قالت امرأة عزيز ذلك (اعترافا في المكر) لِيَعْلَمَ (الناس)
إني لم أخن يوسف بالغيب۔

توضیح:

عزیز کی عورت نے کہا میں اپنی لغزش کا دوبارہ اعتراف اس لئے کر رہی ہوں کہ
میں نے ہی پہلے یوسف کو درگایا تھا اب سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ یوسف کے غیاب میں
میں نے اپنے کئے سے مکرنے والی نہیں ہوں میں اب بھی اس کی محبت پر قائم ہوں، مکر
جانے اور بے وقاری کرنے والوں کو اللہ بدایت نہیں دیتا۔

عزیز کی عورت کا پہلا اعتراف (۳۲) ویں آیت میں یوں ہے: ”وَلَقَدْ رَأَوْدَتْهُ
عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمْ“ بے شک میں نے ہی یوسف کو اپنی طرف مائل کیا تھا مگر وہ بچارہ۔

ب۔ (قال یوسف) ذلك (تولی، ارجع) یعلم (الملک) إني لم أخن

العزيز بالغيب (عزيز نے کہا) یہ (امراۃ عزیز کا قول کہ اب حق واضح ہو گیا، یوسف پر ڈورے میں نے ہی ڈالے تھے) اس لئے ہے کہ یوسف جان لے کہ اس کے زمانہ قید میں بھی میں نے اس کو مورد الزام نہیں قرار دیا۔

لِيَعْلَمَ . الف . النَّاسُ -

لِيَعْلَمَ . ب . لِيَعْلَمَ الْمَلَكُ -

لِيَعْلَمَ . ج . لِيَعْلَمَ يُوسُفَ -

لِيَعْلَمَ . د . اللَّهُ -

اللہ جان لے: اللہ جانتا ہے اسم جلالہ مذکورالصدر تینوں، دونوں یا کوئی ایک جگہ آسکتا ہے، عربیت میں اس کی گنجائش ہے۔

● وَقَالَ الْمَلِكُ اتُؤْنِي بِهِ أَسْتَخْلُصُهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلِمَهُ
قَالَ إِنَّكَ الْيُومَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ (۵۲) -

توضیح:

بادشاہ نے حکم دیا اسے میرے پاس لاویں اسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا، پھر جب اس سے گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے یہاں صاحب منزلت و صاحب اختیار ہو۔ الف۔ ”فَلَمَّا كَلِمَهُ“ فلمما کلم الملک یوسف۔

جب بادشاہ نے یوسف سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا لخ۔

ب۔ ”فَلَمَّا كَلِمَهُ“ فلمما کلم یوسف الملک۔

جب یوسف نے بادشاہ سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا لخ۔

● - قَالُوا نَفْقَدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلَمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلٌ بَعِيرٌ
وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ (۷۲) -

توضیح:

وہ بولے کہ بادشاہ کا کٹورا کھو گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے اس کے لئے ایک بار شتر ہے اور میں اس کا ضامن ہوں۔

ضمیروں کے اظہار سے تقدیر کلام ہو گی: قالوا (خدمات الملک) لِمَنْ جَاءَ (بصواعِ الملک) حمل بعیرو (قال رئیسُ الخدام) أنا بحمل بعیرو زعیم۔

شاہی نوکروں نے کہا ہمیں بادشاہ کا پیمانہ نہیں مل رہا ہے جو شخص یہ پیمانے لے آئے گا اس کو ایک بار شتر غلہ بطور انعام دیا جائے گا، اور خادموں کے سردار نے کہا میں ذمہ لیتا ہوں کہ ایک بار شتر غلہ بطور انعام دینے کا جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ پیمانہ لانے والے کو ضرور دیا جائے گا۔

—قالُوا فَمَا جَزَّ أَوْهَ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ (۲۷)— ●

توضیح:

بولے اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا؟

الف۔ جَزَّأُهُ = جزاء سرق الصواع.

ب۔ جَزَّأُهُ = جزاء السرق.

ج۔ جَزَّأُهُ = جزاء السارق.

د۔ جَزَّأُهُ = جزاء الصواع.

الف۔ بادشاہ کے ملازموں نے کہا پیمانہ کی چوری کی (تمہارے یہاں) کیا سزا ہے۔

ب۔ کہا چوری کی کیا سزا ہے۔

ج۔ کہا چوری کی کیا سزا ہے۔

و۔ بادشاہ کے ملازموں نے کہا: پیانہ کا بدل کیا ہے؟ تاوان؟ جسمانی سزا؟ قید یا کوئی

اور۔

”فَبَدَا بِأُوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجُهَا مِنْ وِعَاءِ
أَخِيهِ، كَذَلِكَ كَذَلِكَ لِيُوسُفَ، مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي
دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَرْفُعُ دَرَجَتٍ مِنْ نَشَاءُ،
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٌ“ (۲۷)۔

توضیح:

پھر اپنے بھائی کے شلیت سے پہلے ان کے شلیتوں کی جھہڑتی لینی شروع کی پھر اپنے
بھائی کے شلیت میں سے اس کا نکال لیا۔

اس طرح ہم نے یوسف کے لئے تدبیر کی، بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ مشیث
خدا کے سوا اپنے بھائی کو نہیں لے سکتا تھا، ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں، اور ہر علم
والا سے دوسرا علم بڑھ کر بے۔

فبدأ يوسف بأوعية إخوان العلات قبل وعاء أخيه العيني۔

توضیح:

یوسف نے اپنے سگے بھائی کی خرجی سے پہلے سوتیلے بھائیوں کی خرجی کی تلاشی لی۔

الف۔ استخرج يوسف الصواع: یوسف پیانہ اپنے بھائی کی خرجی سے نکالا۔

ب۔ استخرج يوسف السقاية: یوسف نے پیالہ اپنے انگل۔

ج۔ استخرج يوسف السرقة: یوسف نے اپنے بھائی کو (فرضی) چوری پکڑی۔

ملحوظہ:

صائر وصواع عربی زبان میں موثق بھی جائز ہے۔

—قَالُوا إِن يَسْرِقُ فَقَدْ سَرَقَ أَخُوهُ مِنْ قَبْلٍ فَأَسَرَّهَا
يُوسُفُ، فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبَدِّلْهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ
مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ (٧٧)۔

الف۔ ”آسَرَهَا“ آسَرَ الْخُرَارَة، خُرَارَة: غصہ کی وجہ سے دل کا ذکر۔

یوسف کے بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اس واقعہ سے پہلے اس کے بھائی نے (یوسف) بھی چوری کی تھی، ان کی یہ بات سن کر یوسف نے اپنے دل کا ذکر چھپائے رکھا اور ان پر ظاہر نہ ہونے دیا، بس زیر لب اتنا کہا کہ (تم لوگ میرے منہ در منہ مجھ پر الزام لگا رہے ہو) اللہ بخوبی جانتا ہے کہ وہ محض اتهام ہے۔

ب۔ ”آسَرَهَا“ أَسْرَ أَمْرَ الإِجَابَة: یوسف الزام کا جو جواب دینا چاہتے تھے وہ نہیں دیا بلکہ بر بناء مصلحت و متناثت خاموش رہے صرف اتنا کہا اللہ جانتا ہے اخ۔

ج۔ ”آسَرَهَا“ أَسْرَ المَقَالَة: یوسف نے بھائیوں کے قول کو نظر انداز کر دیا صرف اتنا کہا کہ اللہ بخوبی اخ۔

د۔ ”آسَرَهَا“ أَسْرَ الْكَلْمَة: یوسف بھائیوں کی بات پی گئے صرف اتنا کہا اخ۔

ھ۔ ”آسَرَهَا“ أَسْرَ الْحَقِيقَة: یوسف نے بھائیوں سے حقیقت حال (اس وقت) پو شیدہ ہی رکھی (کہ ابھی انکشاف حقیقت کا وقت نہیں آیا تھا)۔

● وَسَلَلِ الْقَرِيَّةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا
لَضَدِّفُونَ (٨٢)۔

”أَقْبَلْنَا فِيهَا“ = أَقْبَلْنَا فِي الْعِير: ”عِير“ کاروال۔

”غیر“ مؤنث سمائی ہے۔

توضیح:

اور جس بستی میں ہم ٹھہرے تھے وہاں کے باشندوں سے اور جس کاروال میں ہم

آئے ہیں اس کے لوگوں سے دریافت فرمائجئے ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں۔

—إذْهُبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقُوَّةُ عَلَى وَجْهِهِ أَبِي يَاءٍ

بَصِيرًا، وَأَتُؤْنِي بِاَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ (۹۳)۔

الف۔ "الْقُوَّةُ" = الْقَوْا الْقَمِيص۔

توضیح:

یوسف نے کہا: جاؤ یہ میری قمیص ساتھ لے جاؤ اور اس قمیص کو میرے والد کے منھ پر ڈال دو! ان کی بینائی لوٹ آئے گی اور اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔

—فَلَمَّا آتَنَ جَاءَ الْبَشِيرُ الْقَوَّةُ عَلَى وَجْهِهِ فَأَرْتَدَ بَصِيرًا، قَالَ

الْمُ أَقْلُ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (۹۶)۔

توضیح:

جب خوش خبری دینے والے نے یوسف کا کرتہ یعقوب کے چہرے پر ڈالا تو وہ بینا ہو گئے، پھر یعقوب نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ با تیس جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

الف۔ الْقَا الْبَشِيرُ الْقَمِيصَ عَلَى وَجْهِهِ يَعْقُوبَ۔

ب۔ الْقَا يَعْقُوبُ الْقَمِيصَ عَلَى وَجْهِهِ: جب خوش خبری دینے والے نے

یوسف کا کرتا یعقوب کو دیا تو یعقوب نے وہ کرتا اپنے چہرے پر ملا (بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا) تو یعقوب کی بصارت انگل۔

—ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيَ إِلَيْكَ، وَمَا كُنْتَ

لَدَيْهِمْ إِذَا أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ (۱۰۲)۔

الف۔ "نُوحِيَ الْبَناءً" = نُوحی البناء۔

توضیح:

یہ غیب کی خبریں ہیں ازاں جملہ یوسف کی خبر بھی ہے جو تم کو دھی کر رہے ہیں اور جب انہوں نے اپنی بات پر اتفاق کیا تھا اور وہ فریب کر رہے تھے تو تم ان کے پاس نہیں تھے۔

ب۔ ”نوحیہ“ = نوحی القرآن۔

یہ غیب کی خبریں ہیں ازاں جملہ قرآن بھی ہے جس سے تم نادا اقت تھے۔

انتباہ:

یہ توجیہ فحوائے کلام سے مطابقت نہیں رکھتی۔

وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذُكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ (۱۰۳)۔

الف۔ ”وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ“ = عَلَى نَبَاءِ يُوسُفِ مِنْ أَجْرٍ۔

توضیح:

تم ہماری طرف سے لوگوں کو یوسف کی خبر دے رہے ہو تو تم ان سے اس خبرا کوئی معاوضہ نہیں طلب کر رہے ہو۔

ب۔ ”عَلَيْهِ“ = علی القرآن۔

تم قرآن پہنچانے پر کوئی بدله نہیں چاہ رہے ہو۔

ج۔ ”عَلَيْهِ“ = علی دین اللہ۔

تم اللہ کا دین بتانے پر کوئی معاوضہ نہیں طلب کر رہے ہو۔

د۔ ”عَلَيْهِ“ = علی التبلیغ۔

تم اللہ کا پیغام پہنچانے پر اخ۔

وَكَانَ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمْرُؤُنَ عَلَيْهَا

وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ (١٠٥) -

تَقْدِيرٌ يَمْرُونَ عَلَى آيَاتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُمْ عَنْ هَذِهِ الْآيَاتِ

مُعْرِضُونَ -

توضیح:

آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں ان نشانیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر ان نشانیوں پر توجہ نہیں کرتے۔

— حَتَّىٰ إِذَا أَسْتَيَّسَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ
نَصْرٌ فَنُجِيَ مَنْ نَشَاءُ، وَلَا يُرَدُّ بَاسُنَا عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ (١١٠) —

الف۔ ”ظَنُوا“ فاعل: پیغمبر ”هم“ کا مرتع ضمیر فاعل ظَنُوا، كُذِبُوا کا نائب فاعل ضمیر ظَنُوا، هم کا مرتع بھی فاعل ظَنُوا۔

توضیح:

تا آنکہ پیغمبروں کو اپنی قوم کے ایمان لے آنے کی امید نہیں رہی اور پیغمبر یہ خیال کرنے لگے کہ اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کی تھی اس میں وہ سچے نہ نکلے مگر بالآخر انہی پیغمبروں کو ہماری مدد پہنچ گئی پھر جسے ہم نے چاہا بچا دیا اور ہمارا عذاب گنہگاروں سے ملا نہیں کرتا۔

ب۔ ”ظَنُوا“ فاعل منکرین رسول ”هم“ کا مرتع منکرین رسول ”كُذِبُوا“ کا نائب فاعل بھی منکرین لیکن (جائے ہم) میں ”هم“ کا مرتع پیغمبر ہے۔

توضیح:

تا آنکہ پیغمبروں نے جان لیا کہ اب ان کی قوم ایمان لانے والی نہیں ہے اور کافروں نے یقین کر لیا کہ پیغمبروں نے انہیں جس بات سے ڈریا تھا وہ غلط نکلی مگر بالآخر پیغمبروں کے لئے ہماری مدد آپنی اور ہمارے پیغمبروں نے جس بات کی خبر دی تھی ادھ پچی نکلی۔

۱۳۔ رعد

”اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا“ (۲)۔

”عَمَدٍ“ بفتحتين، عماد کی جمع، عربی میں فعال (بالکسر) کی جمع فعل (بفتحین) کی غالباً صرف دو ہی مثالیں ملتی ہیں ایک تو یہی عماد کی جمع عمد اور دوسری إهاب (کھال) کی جمع اہب۔ الف۔ ”تَرَوْنَهَا“ ترون العمدهیہ ضمیر سے قریبی اسم ہے۔

ترجمہ: اور وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو ایسے سہاروں کے بغیر قائم کیا جو تم کو نظر آتے ہوں (تفہیم)۔

ب۔ ”تَرَوْنَهَا“ ترون السموات۔

ترجمہ: (۱) خدا ہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو اتنے اوپر بنائے (فتح محمد)۔

(۲) یہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بلند کر دیا اور تم دیکھ رہے ہو کہ کوئی ستون انہیں تھامے ہوئے نہیں ہے (ترجمان)۔

”وَهُوَ الَّذِي مَدَ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَرًا، وَمِنْ كُلِّ الشَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ“ (۳)۔

”جَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ“ = جَعَلَ فِي الْأَرْضِ رواسی۔

”جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ“ = جَعَلَ فِي الشَّمَرَاتِ زوجین۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور زمین میں پہاڑوں کے کھونے گاڑے ہیں اور دریا بنائے اور ہر طرح کے پھلوں کی دودو فتمیں بنائیں۔

• وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مُّتَجْوِرٌ وَجَنَّتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ
وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرٌ صِنْوَانٌ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنَفَضَّلٌ
بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْأَكْلِ، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرًا لِّقَوْمٍ
يَعْقِلُونَ (۲)۔

الف۔ ”نَفَضَّلٌ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ“ = نَفَضَّلٌ بعض الزراعة والنخل۔

توضیح:

اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت بعض کے خوشے بہت سے ہوتے ہیں اور بعض کے نہیں ہوتے باوجود یہ کچھ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض کھیتیوں اور بعض کھجوروں کو ایک دوسرے سے بہتر بناتے ہیں۔

مطلوب یہ کہ زرعی پیداوار خواہ کسی قسم کی ہو وہ ہر جگہ ہر وقت یکساں نہیں ہوتی باعتبار خاصیت وغیرہ میں تفاوت ہوتا ہے۔

عمومی پیداوار کے ذکر کے بعد شاید عربوں کی رعایت سے ان کے ملک کی عام پیداوار خرمہ کا ذکر کیا گیا، وَالعلم عند الخبرir.

ب۔ ”وَنَفَضَّلٌ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ“ = نَفَضَّلٌ بعض النخل علی بعض۔

توضیح:

اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور انگور کے باغ اور کھیت اور کھجور کے درخت بعض کی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں اور بعض کی نہیں ہوتیں ہا اور جو دیکھ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض کھجوروں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

”خمل“ عربی میں کبھی مذکور اور کبھی موئٹ استعمال ہوتا ہے لفظوں میں وحدت ظاہر کرنے کے لئے تاء تائیش زیادہ کر کے خملہ کہتے ہیں۔

بعض لغویوں کی رائے میں خمل دراصل خمل کی جمع نہیں ہے بلکہ خمل اسم جمع ہے، جیسے مثلاً قوم اس طرح کھجور کا درخت مراد لیں تو معنی ہوں گے۔

اور ہم کھجور کے بعض درختوں کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں یعنی بہتر بنائے ہیں عام اور سادہ لفظوں میں:

ایک ہی قسم کی زمین میں ایک ہی طرح کے پانی سے پہنچے جانے کے باوصف کھجور کے بعض درختوں کے پھل اسی طرح کے دوسرے درختوں کے پھلوں میں بو، رنگ اور مزہ و خاصیت وغیرہ کے لحاظ سے بہتر ہوتے ہیں۔

● ”وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ آيَةً مِّنْ رَبِّهِ“ (۷)۔

دیکھئے سورہ یونس کی آیت (۲۰) فقرہ (۲)۔

● سَوَّاءٌ مِّنْكُمْ مَنْ أَسْرَ القَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفِي بِاللَّيلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ، لَهُ مُعَقَّبٌ مَنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفِهِ يَحْقَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَ لَهُ، وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ (۱۰، ۱۱)۔

الف۔ ”لَهُ مَعْقِبَتُ“ = لِمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔
 يَدِيهِ وَخَلْفِيهِ كَيْ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكُورٌ مُجْرُورٌ اور ”يَحْفِظُونَهُ“ كَيْ ضَمِيرٌ وَاحِدٌ مَذْكُورٌ
 مَضْوِبٌ تَيْنُوں کا مَرْجِعٌ مِنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ہے۔
 ”لَا مَرَدَ لَهُ“ لَامِرَدُ لِلسُّؤْءِ ”مَالَهُمْ“ مَالُ الْقَوْمِ ”مِنْ دُونِهِ“ مِنْ دُونِ اللَّهِ۔

توضیح:

کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یا تم میں سے کوئی رات کے اندر ہیرے
 میں چھپا ہوا ہو یادوں کے آجائے میں چل پھر رہا ہو سب برابر ہیں خواہ کوئی یہ ہو (رات کے
 اندر ہیرے میں چھپے ہوئے یادوں کی روشنی میں دکھانی دینے والے غرض) ہر شخص کے آگے
 اور اس کے پیچے اس کے نگران ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں، خدا
 اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے، نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلتے اور جب
 خدا کسی قوم کے ساتھ براہی کا ارادہ کرتا ہے تو پھر وہ براہی ٹھیں نہیں سکتی اور خدا کے سوا اس
 قوم کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

ب۔ ”لَهُ مَعْقِبَتُ“ = لِلَّهِ مَعْقِبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيلِ۔
 خواہ کوئی رات کے اندر ہیرے میں بیٹھا ہوا ہو یادوں کے آجائے میں چل پھر رہا ہو
 ہر حالت میں اس کے آگے اور اس کے پیچے اللہ کے فرشتے اس کے نگران ہیں اتح۔
 ج۔ ”لَهُ مَعْقِبَاتُ“ = لِلرَّسُولِ مَعْقِبَاتٍ۔

ہر رسول کے لئے فرشتے ہیں جو اس کے آگے اور اس کے پیچے سے اللہ کے حکم
 پر رسول کو اس کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں اس نعمت کو اتح۔

•
 وَيَسِّعُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلِكَةُ مِنْ حِقْبَتِهِ، وَيُرِسِّلُ
 الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ،
 وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَايَلِ (۱۳)۔

الف۔ "بِحَمْدِهِ" = بِحَمْدِ اللَّهِ، "مِنْ خِيْفَتِهِ" = مِنْ خِيفَةِ اللَّهِ۔

توضیح:

بادلوں کی گرج اللہ کی حمد کے ماتحت اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور فرشتے اللہ کی
ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

اللہ ہی بھی اس بھیجا تا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے اور کافر خدا کے بارے
میں جھگڑتے ہیں اور وہ بربی قوت والا ہے۔

ب۔ "مِنْ خِيْفَتِهِ" = مِنْ خِيفَةِ الرَّعْدِ "وَهُمْ يَجَادِلُونَ" = والكافرون
یجادلُونَ۔

بادلوں کی گرج..... اور فرشتے گرج کی ہیبت سے کانپتے ہوئے اللہ کی پاکی بیان
کرتے ہیں اور اللہ ہی انخ۔

—لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ
لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٍ كَفِيهٍ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ
بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكُفَّارِ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (۱۲)۔

الف۔ لِيَبْلُغَ الْمَاءُ فِيمَا يَبَلِّغُ وَمَا الْمَاءُ بِمَا يَبَلِّغُ فِيمَا يَبَلِّغُ۔

توضیح:

اللہ ہی کو پکارنا بحر حق ہے یہ کافر اللہ کے سوا جس کسی کو بھی پکار رہے ہیں وہ ان کی
پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کو پکارنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص پانی
کی طرف ہاتھ پھیلا کر پانی سے خواہش کرے کہ پانی ہاتھ پھیلانے والے کے منہ تک پہنچ
جائے لیکن پانی ہاتھ پھیلانے والے کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

ب۔ "وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ" = وَمَا الْفُمُ بِبَالِغِ الْمَاءِ۔

اللہ ہی کو پکارنا..... لیکن منہ پانی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

ج۔ ”وَمَا هُوَ بِبَالِغٍ“ وَمَا باسط کفیہ بالغ الماء۔

اللہ ہی کو پکارنا..... لیکن ہاتھ پھیلانے والا پانی تک نہیں پہنچ سکے گا۔

● اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَأَلَتْ اُوْدِيَةٌ بِقَدْرِهَا فَاحْتَمَلَ
السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًّا، وَمَمَّا يُوْقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاهُ حِلْيَةٌ
أَوْ مَتَاعٍ زَيْدٌ مُثْلُهُ، كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقُّ وَالْبَاطِلُ، وَقَلَمًا
الزَّيْدُ فَيُذَهِّبُ جُفَاءً، وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي
الْأَرْضِ، كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ (۱۷)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى بَعْضِ مَا يُوْقِدُونَ۔

”مِنْ“ = بعضی۔

لقد یزید مثلاً زبد الماء موجود على بعض ما یوقدون في النار۔

”زَبَدٌ مُثْلُهُ“ = زبد مثل زبد الماء۔

جھاگ جیسی کہ سیلاپ نے اٹھائی۔

تو پیش:

اللہ نے آسمان سے پانی برسایا اور ہرندی نالا اور اپنے ظرف کے مطابق وہ پانی لے کر چلا پھر سیلاپ آیا تو سطح پر پھولا ہوا جھاگ بھی آیا اور ایسا ہی جھاگ اس دھات پر بھی اٹھتا ہے جب تم زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے اس (دھات) کو آگ پر پکھلایا کرتے ہو۔

● ”وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا
وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا فَتَنُوا إِبْرَاهِيمَ“ الخ (۱۸)۔

دیکھئے سورہ مائدہ آیت (۳۶)، ققرہ (۶)۔

● وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ، قُلْ
إِنَّ اللَّهَ يُصْلِلُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنْابَ (۲۲)۔

”عَلَيْهِ“=علیٰ محمد۔

دیکھئے: یونس کی آیت (۲۰) بقرہ (۲)۔

الف۔ ”یَهُدِیٰ إِلَیْهِ“=یہدیٰ الٰی اللہ۔

توضیح:

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر فرمائی مجزوں میں سے کوئی مجذہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا جاتا۔

آپ کہتے اللہ جس کو چاہتا ہے گراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف آنا چاہتا ہے۔

ب۔ اگر کوئی چاہے ”یہدیٰ القرآن یا یہدیٰ الٰی الرسول“ کہہ سکتا ہے۔

اعتباہ:

محاورہ عرب کے لحاظ سے یہ ضمیر کا مرجع نہیں ہوگا۔

اسکی توجیہ زیادہ سے زیادہ تفسیر کہلانے کی نہ کہ ضمیر کی تجزیع۔

وَالَّذِينَ أَتَيْنَاهُمُ الْكِتَبَ يَفْرُخُونَ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَخْزَابِ مَنْ يُنِكِّرُ بَعْضَهُ، قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ، إِلَيْهِ أَدْعُوكُمْ وَإِلَيْهِ مَأْبِ (۳۶)۔

الف۔ ”يُنِكِّرُ بَعْضَهُ“=بعض ما انزل إليک ”ما“ موصولة اسم سے قریب ترین۔

توضیح:

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس سے جو تم پر نازل ہوا ہے خوش ہوتے ہیں، اور بعض فرقے ایسے بھی ہیں کہ وہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے اس کی بعض باتوں (احکام) کا انکار کرتے ہیں۔

مثلاً: یہ کہ اگلی آسمانی کتابوں میں محمد ﷺ کے میتوں کی جو پیش کوئی کی گئی

تحقیقی اس کا انکار کرتے ہیں، وقس علی ہذا۔

مگر رسول اللہ کو حکم دیا گیا ہے کہ:

کہہ دو کہ مجھ کو بھی حکم ہوا ہے کہ خدا، ہی کی عبادت کروں اخ۔

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنْ أَتَبْعَثَ أَهُوَ آءٌ فَمُّ بَعْدٌ
مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ، مَالِكٌ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقِ (۳۷)۔

”أنزلنا“ = اُنزَلَنَا الْكِتَب = القرآن مرچع سابق آیت کے لفظ ماما اُنزَلَنَا إِلَيْكَ سے ظاہر ہے

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں بطور حکم نازل کیا ہے۔

یادداشت:

سورہ ابراہیم کی چوتھی آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے جس جس نبی پر جو کتاب اتاری وہ انہیں کے قوم کی زبان میں تھی۔

”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ“ (۳)۔

ہم نے اپنا پیغام دینے کے لئے جب کبھی رسول بھیجا ہے تو اس رسول نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔

توضیح:

جس طرح آپ کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان کتاب عطائی فرمائی، پہلے بھی ہر زمانہ میں سامان ہدایت بھی پہنچاتے رہے ہیں، چونکہ طبعی ترتیب کے موافق ہر پیغمبر کے اولین مخاطب اسی قوم کے لوگ ہوتے ہیں، جس میں سے وہ پیغمبر اٹھایا جاتا ہے، اس لئے کہ اسی کی قومی زبان میں وہی بھیجی جاتی رہی، تاکہ احکام الہیہ کے سمجھنے اور سمجھانے میں پوری سہولت رہے (حاشیہ مولانا شیر احمد عثمانی صفحہ ۳۲۸)۔

۱۲۔ ابراہیم

• -الَّذِينَ يَسْتَحْجُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَيَصُدُّونَ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَاجًا أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ (۳)۔
”يَبْغُونَهَا“ = یبغون سبیل اللہ۔

دیکھئے سورہ آل عمران آیت رقم (۹)، فقرہ (۱۶)۔

• -الَّمْ يَأْتِكُمْ نَبِيُّ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُودٍ
وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ، لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ، جَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُوا أَيْدِيهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا
أَرْسَلْنَا مِنْهُ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مَمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ (۹)۔

توضیح:

اے منکرو! کیا تمہیں ان قوموں کے حالات معلوم نہیں ہوئے جو تم سے پہلے
گزر چکی ہیں، قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد آنے والی بہت سی قومیں جن کی تعداد سے
التمہی واقف ہے ان کے رسول جب ان کے پاس صاف صاف باشیں اور کھلی کھلی نشانیاں
لئے ہوئے آئے تو انہوں نے جیران ہو کر اپنے ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے اور کہا تو جس پیغام
کے ساتھ پھیج گئے ہو، ہم ان پر ایمان نہیں لاتے اور تم نہیں جس چیز کی دعوت دیتے ہو ان
کے بارے میں ہم انتہائی شک و شہمہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

الف۔ ”رَدُّوا أَيْدِيهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ“ = جَعَلَ الْقَوْمَ أَيْدِيَ اَنفُسِهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ۔

ان لوگوں نے اپنے ہاتھا پنے منہ میں دبائے۔

ب۔ ”رَدُّوا أَيْدِيهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ“ = جَعَلَ الْقَوْمَ أَيْدِيَ اَنفُسِهِمْ فِي أَفْوَاهِ
الرسول ردًا لِقَوْلِهِمْ۔

ان لوگوں نے اپنے ہاتھ ان رسولوں کے منہ پر رکھ دیئے اور کہنے لگے تم جس پیغام اخ۔

ج۔ ”رَدُّوا أَيْدِيهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ“ آخَذَ الْقَوْمَ أَيْدِيَ الرَّسُولِ وَوَضَعُوهَا عَلَى
أَفْوَاهِ الرَّسُولِ لِيَسْتَكْفُوْهُمْ۔

ان لوگوں نے رسول کے ہاتھ پکڑ کر ان کے منہ پر رکھ دیئے اور کہنے لگے تم جس اخ۔

یادداشت:

رسول ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو سورۃ فصلت سنائی، جب آپ اس آیت پر پہنچے: ”فَقُلْ أَنذِرْتُكُمْ صاعِقةً مُثْلِ صاعِقةِ عَادٍ وَثَمُودٍ“ آپ کے مخاطب قریش اگر آپ کی رسالت پر ايمان لانے سے گریز کریں تو آپ انہیں جنادیں کہ اگر تم نے میری رسالت کا انکار کیا تو میں تم کو اسی طرح کے لیکا یک آپ نے والے عذاب سے ڈرا تا ہوں جیسا کے عربوں میں کی وقوع میں عاد و ثمود پر ثبوت پڑا تھا، تو عتبہ تھرا گیا اور اچھل کر ”وَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيمِ النَّبِيِّ“ اپنا ہاتھ رسول ﷺ کے منہ پر رکھ دیا اور کہنے لگا میں تمہیں اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتا ہوں ایسی بات نہ کہو۔

انشاء اللہ اس مستند روایت کے مطابع سے ”رَدُّوا أَيْدِيهِمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ“ کے معنی سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی، والعلم عند الخبير۔

—مَنْ وَرَآ إِهَ جَهَنَّمْ وَيُسْقَى مِنْ مَاءِ صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا
يَكَادُ يُسْيِغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ
وَمَنْ وَرَآ إِهَ عَذَابَ غَلِيظًا (۱۶، ۱۷)۔

تقریر: "يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكُادُ يُسْيِغُهُ وَيَأْتِيهُ الْمَوْتُ" = يتجرّع الجبار الماء ولا يكاد يسيغ الماء و يأتي كل جبار الموت۔

اس سرکش کے آگے دوزخ ہے، اس کو پینے کے لئے ایسا پانی دیا جائے گا جو لوہ پیپ جیسا ہو گا سرکش اس پانی کو گھوٹ گھوٹ کر کے پئے گا، لیکن پانی کو گلے سے اتارنے کی کوئی صورت نہ ہو گی، اور چاروں طرف سے اس سرکش پر موت کی آمد ہو گی اور وہ مر چکے گا بھی نہیں۔

الف۔ "مِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيلٌ" = من وراء كل جبار عنيـد۔

ہر سرکش کے آگے ایک سخت عذاب اس کی جان کو لگا رہے گا۔

ب۔ "مِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيلٌ" = من وراء العذاب عذاب غليظ، إِنْ وَرَاءَ هَذَا الْعَذَابِ عَذَابٌ غَلِيلٌ۔

ہر سرکش کے آگے ایک سخت عذاب ہو گا اور اس عذاب کے آگے اور سخت تر عذاب کا سامنا ہو گا۔

—وَاتَّكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَالَتُمُوهُ، وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوْهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (۳۲)۔

الف۔ "سَالَتُمُوهُ" = سَالَتُمُوا مَا "ما" موصولہ مجرور مضاف الیہ۔

تقریر: اتنی کم اللہ من کل شئ سالتموہ۔

تو فتح:

تم نے جو جو چیز ما نگی اللہ نے وہ سب دی۔

ب۔ "سَالَتُمُوهُ" = سَالَتُمُوا اللَّهَ۔

تم نے اللہ سے جو جو مانگا اللہ نے وہ سب دیا۔

۱۵۔ حجر

—مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ (۵)۔

”أَجَلَهَا“ = أَجَلَ الْأُمَّةِ: تَقْدِيرٌ: مَا تَسْبِقُ الْأُمَّةَ مِنْ أُمَّةٍ۔

توضیح:

کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے نہ اس کے بعد ہلاکت سے چھوٹ سکتی ہے۔

—وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْهِ الدَّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ (۶)۔

”قَالُوا“ = الْكَافِرُونَ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْمَنْزِلِ عَلَى النَّبِيِّ أو الرسول۔

توضیح:

کافروں نے کہا: اے وہ شخص جس پر ذکر نازل ہوا ہے: (رسول سے کافر کہتے ہیں)
تم دیوانہ ہو۔

—إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الدَّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۹)۔

الف۔ ”لَهُ“ = لِلَّهِ الْكَرْ.

توضیح:

بے شک یہ کتاب نصیحت ہم ہی نے اتنا ری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ب۔ ”لَهُ“ = لِلرَّسُولِ ہم اس کے محافظ ہیں جن پر ذکر نازل ہوا ہے۔

— وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهِزُءُونَ (۱۱) ●

الف۔ ”بِالرَّسُولِ“۔

قدریہ: ما یأْتِیہمْ رَسُولٌ مِنَ الرَّسُولِ۔

توضیح:

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور وہ اس رسول کا مذاق نہ اڑائے ہوں۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالوحی۔

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کے پاس کوئی رسول آیا ہو اور انہوں نے اس کے پیغام کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

— كَذَلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (۱۲) ●

الف۔ ”نَسْلُكُهُ“ = نَسْلُكُ الْإِسْتَهْزَاءِ۔

توضیح:

ہم اس استهزاء کو مجرموں کے دلوں میں اس طرح داخل کرتے ہیں۔

ب۔ ”نَسْلُكُهُ“ = نَسْلُكُ الذِّكْرِ: وَإِنْ لَمْ يَجْرُ لَهُ بِيَانٌ مِنْ قَرِيبٍ۔

مجرموں کے دلوں میں ہم اس ذکر کو اسی طرح گزارتے ہیں۔

—لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ (۱۳)۔

”بِهِ“ = بالذكر = بالقرآن۔

توضیح:

مجرم لوگ اس ذکر یعنی قرآن پر ایمان نہیں لاتے۔

مطلب غالباً یہ ہے (والعلم عند اللہ) کہ:

بدکار و بدروش لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو اس کی بھی اڑاتے ہیں ان کے دلوں میں
 قرآن سے استہزا کرتا اس طرح رچا بسا ہوتا ہے کہ وہی ان کو قرآن پر ایمان لانے سے مانع ہوتا
 اور اللہ کے ذکر سے روکتا ہے۔

●
 ”وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَظَلَلُوا فِيهِ يَعْرُجُونَ،
 لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ
 مَسْحُورُونَ (۱۴، ۱۵)۔

الف۔ ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى المشرکین، ”فَظَلَلُوا“ = المشرکون، ”فِيهِ“ =
 فی الباب۔

توضیح:

اگر مشرکوں کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیا جائے پھر دن دھاڑے یہ
 مشرکین اس دروازہ میں چڑھنے لگیں تب بھی یوں کہیں گے کہ ہماری آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے
 بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

ب۔ ”فَظَلَلُوا“ = المشرکین ”فِيهِ“ = فی الباب۔

اگر مشرکوں پھر دن کی روشنی میں یہ مشرکین فرشتوں کو آسمان کے دروازہ میں
 چڑھتے اترتے دیکھیں تب بھی یوں کہیں گے انہیں۔

●
 ”وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا زَيَّنَهَا لِلنَّاظِرِينَ (۱۶)۔

الف۔ ”زَيْنَهَا“ = السَّمَاء۔

توضیح:

ہم نے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو دیکھنے والوں کے آراستہ کیا۔

ب۔ ”زَيْنَهَا“ = زینا البروج، یہ اسم مرجع سے تقریب ہے۔

• وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلَّ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ (۱۷)۔

الف۔ ”حفظنها“ = حفظنا السماء۔

توضیح:

ہم نے آسمان کو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔

ب۔ ”حَفِظْنَاهَا“ = حفظنا البروج۔

ہم نے برجوں کو انہیں۔

• وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَبْتَنَا فِيهَا مِنْ كُلَّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ (۱۹)۔

الف۔ ”أَبْتَنَا فِيهَا“ = أَبْتَنَا فِي الأرض۔

توضیح:

ہم نے زمین کو پھیلایا اس میں پہاڑ جمائے اور ہم نے زمین میں ہر قسم کی چیزیں نپی تلی مقدار میں اگائیں۔

ب۔ ”أَبْتَنَا فِيهَا“ = أَبْتَنَا فِي الأرض وَالرَّوَاسِي۔

ہم نے جمے ہوئے مضبوط خطوط (پہاڑی علاقوں) میں ہر قسم کی چیزیں نپی تلی مقدار میں اگائیں۔

رج۔ ”أَنْبَتْنَا“ = أَنْبَتْنَا فِي الْأَرْضِ وَالرَّوَاسِي۔

ہم نے میدانی زمین میں اور پتھریلی زمین میں ہر قسم کی چیزیں آگائیں۔

زمین خواہ سلطھ ہو یا اونچی پیچی ہر جگہ کسی نہ کسی قسم کی چیزیں آگئی ہیں۔

— وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرِزْقٍ (۲۰)۔

الف۔ ”فِيهَا“ = فِي الْأَرْضِ۔

توضیح:

ہم نے تمہارے لئے زمین میں زندگی گزارنے کا سامان بتایا تمہارے لئے بھی اور دوسری نسلوں کے لئے بھی جن کے رزاق تم نہیں ہو۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فِي الْأَرْضِ وَالرَّوَاسِي۔

ہم نے تمہارے لئے زمین میں پہاڑوں میں زندگی اخراج۔

زمین کے ہر خطے میں اسباب زندگی موجود ہیں کہیں کم کہیں زیادہ۔

● ”وَإِنْ مَنْ شَاءَ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ“ (۲۱)۔

”خَزَائِنُهُ“ = خَزَائِنُ الشَّيْءِ۔

لقد یہ زوایں من شیء إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ۔

نَزَّلَهُ = نَزَّلَ الشَّيْءَ۔

توضیح:

کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے یہاں نہ ہوں اور ہم جو چیز دیتے ہیں ایک مقررہ مقدار میں دیتے ہیں۔

● — وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

الْمُسْتَأْخِرِينَ (۲۳)۔

توضیح:

اور جو لوگ تم میں پہلے گزر چکے ہیں ہمیں معلوم ہے اور جو بعد میں آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں۔

—وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (۲۵)۔

”ہم“ = المستقدموں والمستاخرين۔

توضیح:

اور تمہارا پروردگار یوم قیامت الگوں اور پچھلوں سب کو اکٹھا کرنے والا ہے ہے شک وہ بڑا دنا اور خبردار ہے۔

—قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (۳۳)۔

”منها“ = من الجنۃ: بقرہ کی آیت (۳۵) سے مخذول ہے۔

توضیح:

اللہ نے فرمایا انکل جا جنت سے اے ابلیس کیوں کہ تو مردود ہے۔

انتباہ:

”منها“ سے ”من الملائکة“ مراد لینا اور یہ کہنا کہ: انکل جا ملائکہ کے زمرے سے ضمیر کی تحریج نہیں بلکہ امکان عقلی کی تحریج ہے۔

—قَالَ رَبٌّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَزِينَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ لَا أُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (۳۹)۔

”لَهُمْ وَأَغْوَيْنَهُمْ“ ”ہم“ = ذریۃ آدم۔

توضیح:

میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح میں زمین میں آدم کی اولاد کے لئے
دل فرپیاں پیدا کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا۔

مرجع سیاق و سبق سے ظاہر ہے مذکور نہیں ہوا۔

— إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (۳۰)۔

”هم“ = ذریة آدم۔

توضیح:

لیکن تیرے ان بندوں کو نہیں بہکاؤں گا جنہیں تو نے اولاد آدم سے خاص کر لیا ہے۔

— إِنَّ عِبَادَىٰ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ
الْغَوَّى (۳۲)۔

”علیہم“ = علی عباد اللہ۔

توضیح:

میرے حقیقی بندوں پر تیر ابس نہیں چلے گا، ہاں بدرا ہوں میں سے جو تیرے پیچھے
چل پڑے ہیں ان پر تو قابو پاسکے گا۔

”عبد“ = واحد، عباد، جمع۔

— وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجَمَعِينَ (۳۳)۔

”موعدہم“ = موعد الغاوین۔

توضیح:

بیشک سارے گمراہ شدہ لوگوں کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

—لَهَا سَبَعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ (۳۳)۔

”لَهَا“ = لجهنم: دوزخ کے ”منہم“ = من الغاوین۔

توضیح:

دوزخ کے ساتھ دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے گراہوں کے لئے ان کی گمراہی کی شدت و خفت کے لحاظ سے الگ الگ ہے ہیں۔

● اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعَيْوَنٍ، اُذْخُلُوهَا بِسَلِيمٍ اِمِينِينَ (۳۶، ۳۵)۔

توضیح:

جو پہیز گار ہیں وہ باغوں اور آرام دہ جگہوں میں ہوں گے۔

الف۔ ”اُذْخُلُوهَا“ = اُذْخُلُوا الجنات والعيون۔

باغوں اور سر سبز و شاداب آرام دہ جگہوں میں اتر جاؤ۔

ب۔ ”اُذْخُلُوهَا“ = ادخلوا الجنۃ۔

داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی و خاطر جمعی سے۔

ج۔ ”اُذْخُلُوهَا“ = ادخلوا العيون۔

داخل ہو جاؤ آرام دہ جگہوں میں۔

● وَنَرَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٌ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرِ

مُتَقْبِلِينَ (۷)۔

”صدورهم“ = صدور المتقین۔

توضیح:

متقین کے سینہ میں جو کپٹ ہو گی وہ ہم تکال دیں گے وہ رو در رو نشست گا ہوں

پر بھائیوں کے جیسے بیٹھیں گے۔

— لَا يَمْسُهُمْ فِيهَا نَصْبٌ وَمَا هُمْ فِنْهَا بِمُخْرَجٍ (۳۸)۔

لَا يَمْسُ الْمُتَقِّينَ فِي الْجَنَّاتِ وَالْعَيْوَنِ نَصْبٌ۔

توضیح:

متقینوں کو باغوں اور آرام گاہوں میں کسی طرح کی تکلیف نہیں ہو گی اور نہ وہ سے نکالے جائیں گے۔

— وَنَبَّئُهُمْ عَنْ ضَيْفٍ إِبْرَاهِيمَ (۵۱)۔

”نَبَّئُهُمْ“ = نبیہ الناس۔

لوگوں کو ابراہیم کے مہماںوں کا قصہ سناؤ۔

— إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ (۵۲)۔

”دَخَلُوا عَلَيْهِ“ = دَخَلُوا الضَّيْفُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔

ضیف اصلًا مصدر ہے اس میں جنس و عدد کی تخصیص نہیں حسب سیاق و سبق واحد نہیں یا جمع اور مذکور کیا مونث آسکتا ہے یہاں بصیرہ جمع مذکور ہے۔

”قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ“ قال ابراہیم أنا نحن منکم وجلون۔

ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

صیرہ جمع متکلم سے ظاہر ہے کہ خوف کھانے والے ابراہیم اور آپ کے الٰل خانہ تھے۔

توضیح:

جب چند افراد بطور مہمان ابراہیم کے گھر میں آئے تو کہا سلام ہو تم پر تو ابراہیم نے کہا: ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے۔

— وَقَضَيْنَا إِلَيْهِ ذَلِكَ الْأَمْرَ أَئَ دَابِرَ هَؤُلَاءِ مَقْطُوعٌ

مُضْبِحِينَ (۲۶)۔

”إِلَيْهِ“ = إِلَى لوط۔

توضیح:

اور لوط کو ہم نے اپنا فیصلہ پہنچا دیا کہ صحیح ہونے تک ان لوگوں کی جزاٹ دی جائے گی۔

—لَعْمَرُكُ أَنَّهُمْ لَفِي سُكُونٍ يَعْمَلُونَ (۲۷)۔

الف۔ ”إِنَّهُمْ“ = إِنْ قریش۔

اگر یہ قول اللہ کا ہے اور مخاطب محمد ﷺ ہیں تو:

اے نبی! تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم اپنی سرستی میں اندھی ہوئی جا رہی ہے
وہ ہماری کھلی نشانیوں سے تنبہ نہیں ہو رہی ہے۔

اگر یہ قول اللہ کا ہے مگر مخاطب لوط ہیں تو اللہ نے لوط کو مخاطب کر کے کہا کہ
تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم تو اپنی سرستی میں اندھی ہو رہی ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُمْ“ = إِنْ قوم لوط۔

اگر یہ قول فرشتوں کا ہے تو:

فرشتوں نے لوط کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہاری جان کی قسم تمہاری قوم تو اپنی
سرستی انچ۔

—فَجَعَلْنَا عَالَيْهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ
سِجْنِيلٍ (۲۸)۔

جعلنا علی المدینۃ المذکورة سافلها وأمطرنا علی قوم لوط حجارۃ۔

توضیح:

ہم نے اس بستی کو تل بٹ کر دیا اور قوم لوط پر کپکی ہوئی مٹی کے ڈھیلوں اور چھروں

کی بارش بر سادی۔

وَإِنَّهَا لِبِسَيْلٍ مُّقِيمٍ (۷۶)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْمَدِينَةَ الْمَهْلَكَةَ۔

اور وہ تباہ شدہ شہر گزرگاہ عام پر واقع ہے۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْحِجَارَةَ ضَمِيرَةَ قَرْبَىِ اسْمٍ۔

جن پختہ دھیلوں پھر دل کے ذریعہ یہ شہر تباہ ہوا وہ رستوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

ج۔ ”إِنَّهَا“ = هذِهِ الْقَرَى لِعْنَى آثارَهَا۔

ان بستیوں کے کھنڈرات و آثار شارع عام پر موجود ہیں۔

لمحوظہ:

یہ ضمیر کی معنوی تحریج ہے اور شاید اقرب الی الصواب ہے۔

د۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْآيَاتِ۔

اللہ کی ناراضی کی نشانیاں گزرگاہ عام پر واقع ہیں۔

انتباہ:

یہ بھی مرجع کی تحریج نہیں ضمیر کی تاویل ہے۔

فَأَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لِيَامَامٍ مُّبِينٍ (۷۹)۔

”مِنْهُمْ“ = مِنْ أَصْحَابِ الْأَيْكَةِ۔

الف۔ ”إِنَّهُمَا“ = ان قریتی قوم لوط و قوم شعیب۔

قوم لوط و قوم شعیب کے اجڑے ہوئے خطے کھلے عام رستے پر واقع ہیں تلاوت میں ”فَأَنْتَقَمْنَا مِنْهُمْ“ پر دقف لازم سے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

ب۔ ”إِنَّهُمَا“ = ان قوم أصحاب الایکہ و مدین۔

اصحاب الأیکة اور مدین کے کھنڈر کھلے عام انج.

ج۔ ”إِنْهُمَا“ = ان شعیب ولوط۔

شعیب ولوط حق کے سید ہے کھلے راستہ پر تھے۔

مطلوب یہ کہ ان دونوں پیغمبروں کی قوم تو گراہ تھی اور اس نے گراہی کا خمیازہ بھٹاگر
یہ دونوں پیغمبر را است پر ہی قائم رہے۔

● - لَا تَمُدُّنْ عَيْنَيْكَ إِلَى مَا مَتَعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (۸۸)۔

”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْكَافِرِينَ ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الْكَافِرِينَ۔

مرجع مذکور نہیں ہے، سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

تم اس متاع کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو جو ہم نے کافروں تمہارے مخالفوں کے
مختلف قسم کے لوگوں کو دے رکھی ہیں، اور نہ ان کے حال پر تاسف کا اظہار کرو اور تم مؤمنوں سے
خاطر اور تواضع سے پیش آو۔

● - فَوَرَبْكَ لَنْسُلَانَهُمْ أَجْمَعِينَ (۹۲)۔

”ہُمْ“ = الْكَافِرِينَ۔

توضیح:

قسم ہے تمہارے رب کی ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے۔

(۱) یعنی کس کی عبادت کی تھی؟ پیغمبروں کے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے؟ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كُوئں نہیں بنا تھا؟ اس کل کا
حق کیوں ادا نہیں کیا تھا؟ یہ اور اسی قسم کے نہ معلوم کئے سوالات ہوں گے۔ (حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی) (قاضی)۔

١٦- نحل

—اَتَى اَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْخَنَةٌ وَّتَعْلَمَى عَمَّا
يُشْرِكُونَ (۱)۔

”لَا تَسْتَعْجِلُوهُ“ = لَا تَسْتَعْجِلُوْا فِي اَمْرِ اللَّهِ، سُبْحَانَهُ: سُبْحَانَ اللَّهِ۔

تو ضمیح:

خدا کا حکم (فیصلہ) گویا آہی پہنچا تو اے کافرو! اب اس حکم کے لئے جلدی مت کرو، فیصلہ ہوا ہی چاہتا ہے، یہ مشرک جو خدا کا شریک بناتے ہیں تو وہ اللہ اس شرکت سے پاک اور بالاتر ہے۔

—يَنِزِّلُ الْمَلَكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ
عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونَ (۲)۔

”امْرِهِ“ = امر اللہ، ”عِبَادِهِ“ = عباد اللہ۔

تو ضمیح:

اللہ فرشتوں کو پیغام دے کر اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجا ہے کہ لوگوں کو بتا دو کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی اور اللہ نہیں ہے، مجھے ہی سے ڈرو۔

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعٌ وَمِنْهَا
تَأْكُلُونَ (۵)۔

”خَلَقَهَا“ = فِيهَا ”مِنْهَا، هَا“ = الأَنْعَام -

انعام جمع ہے نعم کی اس کا اطلاق دو دھدینے والے چندوں، اونٹ بکری گائے وغیرہ پر ہوتا ہے، عموماً اس سے اونٹ مراد ہوتی ہے، جمع ہونے سے قطع نظر انعام عربی میں موئٹ بھی جائز ہے، آگے اسی سورۃ کی (۲۶) ویں آیت میں یہی لفظ نہ کراستعمال ہوا ہے۔

توضیح:

اور چار پایوں کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، چار پایوں میں تمہارے لئے پوشک بھی ہے اور بہت سے فائدے بھی ہیں اور انہیں چار پایوں میں سے بعض تمہاری خوراک بھی ہے۔

وَعَلَى اللَّهِ قُصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَانِرُ، وَلَوْشَاءَ لَهَداكُمْ
أَجْمَعِينَ (۹)۔

الف۔ ”مِنْهَا“ = مِنَ السَّبِيل -

سبیل موئٹ بھی استعمال ہوتی ہے اس کی تفصیل آل عمران آیت (۹۹) نقرہ (۱۶)
میں آچکی ہے۔

توضیح:

اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جب کہ ثیز ہے راستے بھی موجود ہیں اور پھر اللہ چاہتا تو تم سب کو (سارے انسانوں کو) ہدایت دیتا۔

ب۔ ”مِنْهَا“ = مِنَ الْخَلَاقِ -

اور انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہوئے غلط راستے پر پڑے

ہوئے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو سب انسانوں کو ہدایت دیتا۔

• **هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ
شَجَرٌ فِيهِ تُسَيِّمُونَ (۱۰)۔**

”منہ شراب“ = من الماء شراب، ”منہ شجر“ = من الماء شجر ”فیہ
تُسَيِّمُونَ“ = فی شجر تُسَيِّمُونَ۔

توضیح:

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا، پانی سے تم سیراب ہوتے
ہو، پانی سے درخت پیدا ہوتے ہیں، درختوں میں تم اپنے جانور چراتے ہو۔

• **وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ
يُخْلِقُونَ (۲۰)۔**

”هم يُخْلِقُونَ“ = المدعون۔

اور جو لوگ خدا کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکار رہے ہیں وہ ہستیاں کوئی چیز بھی
نہیں پیدا کر سکتیں وہ خود ہی پیدا کر رہا ہیں۔

• **هَلْ يَنْظَرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ،
كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمُهُمُ اللَّهُ وَلِكُنْ
كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (۳۳)۔**

”قبلهم“ = قبل الذين يتظرون باتيان الملائكة أو باتيان أمر الله۔

توضیح:

کیا یہ کافروں کے کہ ان پر فرشتے نازل ہوں یا آپ کا پروردگار ان کا فصلہ
ہی کر دے کسی اور بات کے منتظر ہیں؟ (یہ انہیں دوバتوں میں سے کسی ایک کا انتظار کر رہے ہے)

یہ) ان سے پہلے کی قوموں نے بھی ایسی ڈھنائی کی تھی پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہوا وہ ان پر اللہ کا ظلم نہیں تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے بالآخر ان کو اپنے کرتو تو ان کا خمیزہ خود ہی بھگلتا پڑا۔

•
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَةٍ
وَلَكِنْ يُؤْخِرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمٍّ، فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ
لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (۶۱)۔

علیہا= علی الارض اسم کا ذکر نہیں کیا گیا ”دَآبَةٍ“ سے ظاہر ہے۔
عربوں کا خیال تھا کہ متحرک بالارادہ حیوانوں میں انسان ہی ایسا ہے جو صرف
زمین پر پایا جاتا ہے کہیں اور نہیں۔

توضیح:

اللہ اگر لوگوں و ان کی ستم رسائیوں کے سب دار و گیر کرے تو زمین پر کوئی حرکت کرنے والا نہ چھوڑے لیکن وہ سب کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے تو جب اس کا وعدہ آپ ہو نچے گا تو نہ ایک لمحہ کے لئے بچھے ہو سکے گا اور نہ آگے۔

•
وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً، نُسْقِيْكُمْ مَمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ
بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمِ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشُّرِبِينَ (۶۲)۔

توضیح:

اور تمہارے لئے مویشی میں بھی عبرت ہے ہم اس کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان کی ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں ختر اہواد و دھ جو پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔

فی بطونه:

ضمیر مجرور مضارف الیہ کے اسم کی تحریک کے احتمالات یہ ہیں:

(۱) عربی میں ”انعام“ کبھی مذکرا اور کبھی موئٹ استعمال ہوا ہے یہاں مذکر کے لحاظ سے ضمیر بھی واحد مذکر ہی آئی ہے اور تانیسٹ کے لحاظ سے ۲ سورۃ انعام و قالو اہنڈہ انعام و حرث حجر لا یطعمها إلٰ من نشاء بزعمهم و انعام حرمت ظہورها و انعام لا يذکرون اسم اللہ علیہما اخ ۱۲۹، سورہ (۲۳) مومنون اکیسویں آیت میں ”إن لكم فی الأنعام لعبرة نسقینکم مما فی بطونها الخ“ بطونها: بطون الأنعام۔

”بُطُونِهَا“ = بطون الأنعام: ضمیر بھی موئٹ۔

انتباہ:

کلام عرب میں انعام کی تذکیر غالباً شاذ ہے۔

شاذونا در استعمال سے سند یعنی درست نہیں معلوم ہوتا۔

(۲) زیر غور ضمیر کا مرچع معنی لفظ بعض ہے اور اس کی تذکیر ظاہر ہے۔

لفظ بعض اصلًا ”من“ بعضی سے ظاہر ہے تقدیر ہو گی:

ما فی بطون البعض الذی له لبّن و لیس لکلها لبّن۔

سب چوپا یوں کے پیوں میں دودھ نہیں ہوتا، کسی میں نہیں بھی ہوتا ہے، جس میں ہوتا ہے وہی یہاں بیان کیا گیا ہے۔

انتباہ:

یہ تحریک غالباً بعید از صواب ہے۔

(۳) ضمیر واحد مذکر سے مراد در اصل ”الذکور“ ہے۔

تقدیر: نسقینکم مما فی بطون الذکور۔

مطلوب یہ کہ پیوں میں جس شے کے ہونے کا ذکر ہے وہ پلائی جائے گی۔

بعض معربوں نے یہ بات اس طرح بتائی ہے:
 دراصل اسم اشارہ ”ذلک“ کا قائم مقام ہے، تنزیل ہی میں ہے:
 ”كَلَا إِنَّهَا تَذَكِّرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ“ (بیس: ۱۱، ۱۲)۔
 یعنی ذکر هذا الشی۔
 یہاں یہی صورت ہے یعنی ممان فی بطون ذالک۔

انتباہ:

ضمیر قائم مقام اسم اشارہ ہے۔
 کلام عرب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے جب
 کہ اسم کی تانیث مجازی ہو، یہاں ایسا نہیں ہے، چوپایوں کی تذکریات تانیث ظاہر ہے۔
 (۳) ”بطونه“ = بطون الأنعام۔
 کیوں کہ معنی کے اعتبار سے انعام اور نعم میں فرق نہیں ہے یعنی باصطلاح منطق
 انعام بطور اسم جنس آیا ہے۔

یہ توجیہ ”هو أحسن أتفیان أبله“ پر قیاس کی گئی ہے، لیکن کلام عرب سے
 اس قیاس کی تصدیق نہیں ہوتی، اوٹ، گائے، بیتل اور بھیڑ کمربیوں سے متعلق کلام عرب
 کے شواہد کی کمی نہیں ہے۔
 (۵) ”بُطُونِه“ = بطون النعم۔

انعام جمع ہے نعم کی اور نعم مفرد مذکر یا موصوف دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اگر
 کوئی شخص کسی اسم کا ذکر بصیغہ جمع کرے پھر اس اسم کے کسی فرد کے ارادہ سے ضمیر واحد
 لائے تو محاورہ عرب کے لحاظ سے ایسا کرنا کوئی نرالی یا استثنائی بات نہیں۔

علماء عربیت کا ضابطہ ہے:

جمع مکسر غیر ذوی العقول کی ہو تو ایسے اسم کا حکم اسم جمع یا اسم جماعت کا ہوتا ہے،

ایسے اسم ظاہر کے بعد ضمیر واحد کلام عرب میں عام ہے شاذ نہیں۔
 یہاں انعام اسم جمع لینے میں کسی تکلف کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

(۲) زیر بحث ضمیر کا مر جمع خاص طور پر زراونٹ ہے کیوں کہ:
 او نئی گابھ ہونے پھر جنے کے بعد دودھ دیتی ہے گابھ ہونے کا اصل اونٹ ہے،
 لہذا ضمیر واحد مذکر لائی گئی۔

انتباہ:

عقلی دلیلوں کی واجبیت یا نادو اجوبیت سے قطع نظر عربیت کے لحاظ سے یہ آخری قول درست نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ جملہ میں ”بطون“ بعیضہ جمع آیا ہے، اور اونٹوں میں ز ایک ہی نہیں ہوتا کئی ہوتے ہیں اور ہر ایک کا پیش علاحدہ، علاحدہ اور نہ ایک اونٹ کے کئی پیش ہوتے ہیں، لہذا عربیت کے لحاظ سے بھی یہ آخری قول قابل اعتناء نہیں معلوم ہوتا، یہ سب اقوال معربین رام کے شکر گزارانہ و اعتراف و احترام میں نقل کئے گئے ہیں۔
 راقم السطور کی رائے میں پانچواں قول صحت سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے
 والعلم عند الخبير۔

• وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَغْنَابِ تَتَخَذُونَ مِنْهُ سَكَرًا
 وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَا يَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (۶۷)۔

الف۔ ”منه“ = من عصیر ثمرات النخيل يعني من ثمر النخيل أو من عصير الأعناب۔

توضیح:

یہاں اور اس سلسہ کی بعد کی دونوں تحریکوں میں ”من“ بعضیہ ہے۔
 اس طرح کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کے پھالوں سے ہم ایک چیز بہتی

پلاتے ہیں جسے تم نہ آور بھی بنائتے ہو اور پاک صاف شراب بھی، یقیناً اس میں عقائد و
کے لئے اللہ کی نشانی موجود ہے۔

ب۔ "منه" = من الشمر۔

انعام کی طرح ثمرات بھی اسلام جنس کے طور پر آیا ہے، اس لئے ضمیر اس کی
مناسبت سے واحد مذکور آئی۔

ج۔ "منه" = من المذکور۔

کھجور اور انگور سے تم کسی ایک یادوں سے نہ آور یا اچھی خوراک حاصل کرتے ہو۔

د۔ "منه" = من الأنعام۔

یہ مذہب اس صورت میں کہ یہ جملوں کا عطف جملوں پر یعنی اس سے پہلے کی آیت
(۲۶) "مِمَّا فِي بطونِهِ" پر معطوف ہے یا پھر اسی (۲۶) دویں آیت کے جملہ "نُسْقِينَكُمْ" سے
ماخوذ ہو۔

ھ۔ "منه" = من الأنعام۔

إِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ عِبْرَةٌ وَلَكُمْ مِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ أَيَّةٌ لِّقَوْمٍ
يَعْقِلُونَ۔

تاویل ہوگی تم چوپایوں سے عبرت لیتے ہو اور کھجور کے درخت اور انگور کی بیل
میں اللہ کی نشانی ہے دانشمندوں کے لئے۔

یہاں من "فی" کا مترادف سمجھا گیا اور خطاب سے غیاب کی طرف التفات بھی
فرض کیا گیا۔

یہ دونوں تحریکیں دال و باعہ ہو ز جملوں کے درویست سے مناسبت نہیں
رکھتیں اور تکلف کے بغیر درست نہیں معلوم ہوتیں۔

• ثُمَّ كُلِّي مِنْ كُلَّ الثَّمَرَاتِ فَأَسْلُكِي سُبْلَ رَبِّكِ ذُلِّلَا،
يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ الْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ

لَنَّا سِرِّ إِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَةٌ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (۶۹)۔

”فِي بَطْوَنِهَا“ = فِي بَطْوَنِ النَّحْلِ فِيهِ شَفَاءٌ، فِيهِ الشَّرَابُ۔

نَحْلٌ: شَهْدَ كَيْمَكْمَشٌ، خَلٌ مَوَاثِنٌ سَاعِيٌّ ہے۔

توضیح:

اور دیکھو! تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں اور درختوں اور بیلوں کے منڈوں میں اپنے چھتے بنائے اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چو۔ سے اور اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے سیدھے راستہ پر چلتی رہے، اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا ہے اس شربت میں شفاء ہے، یقیناً اس میں اللہ کی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔

”فِيهِ“ = فِي القرآن۔

اور دیکھو..... ایک شربت نکلتا ہے اور قرآن میں شفاء ہے۔

یادداشت:

سورة الاسراء آیت رقم ۳۴ میں ہے: ”نَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنَ مَا هُوَ شَفَاءٌ“، یہ تاویل یفسر القرآن بعضہ بعض کے بے محل استعمال کی ایک صنف نامثال ہے۔

• وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بَيْرُتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخْفُونَهَا يَوْمَ ظَعْنَكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتُكُمْ، وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا آثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ (۸۰)۔

”تَسْتَخْفُونَهَا“ = تستخفونَ الْبَيْوت۔

”أَصْوَافِهَا“ اُو بارہا ”أَشْعَارِهَا“ = أصواتُ الْأَنْعَامِ، اُو بار الْأَنْعَامِ،

ملحوظہ:

عرب میں بیوت، بیت واحد عموماً چھ قسم کے ہوتے تھے۔

بیت: رات گزارنے کے لئے چھوٹ داری۔

بجاد: (ب ج ر) بالکسر صرف اونٹ کے بالوں سے بنایا ہوا۔

خباء: (خ ب ء) بالکسر بکریوں کے بالوں سے تیار کیا ہوا۔

خیمه: (خ ی م) بالفتح اس میں لکڑی اور پتوں یا گھاس پھوس کا استعمال ہوتا تھا۔

مظلۃ: (ظ ل ل) بالکسر بھیڑ بکری اور اونٹ کے بالوں سے بنایا جاتا تھا جس قسم کے بال بھی فراہم ہو جائیں۔

قیۃ: (ق ب ب) بالضم چوبیوں کی کھال سے بنایا جاتا تھا۔

وُقنة: (و ق ن) بالضم پیاز کی کھوہ کو ایک طرف سے بند کر کے اس کو بطور بیت استعمال کرتے تھے۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا، اللہ نے جانوروں کی کھالوں سے تمہارے لئے ایسے گھر بنائے کہ ان گھروں کو تم اپنے سفر اور اپنے قیام دونوں حالتوں میں ہلکا پھلکا پاتے ہو، اس نے جانوروں کے صوف، جانوروں کے اون اور ان کے بالوں میں تمہارے لئے برتنے اور پہنے کی بہت سی چیزیں سیدا کریں جو زندگی میں مقررہ مدت تک تمہارے کام آتی ہیں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالْيَى نَقَضَتْ غَزَلَهَا مِنْ بَعْدِ فُوَّةِ أَنْكَاثًا،
تَّعْذِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَى

مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوُكُمُ اللَّهُ بِهِ، وَلَيَبْيَسَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيمَةِ
مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (۹۲)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بسبب کون اُمّة اربی اُمّۃ۔

ہذا علی المصدر النکث من ان تكون اُمّة اربی من اُمّۃ۔
بڑھا جانے کا سبب۔

توضیح:

تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنی محنت سے سوت کاتا اور پھر خود ہی اسے نکھرے نکرے کر کے بکھیر دیا، تم اپنی قسموں کو باہمی معاملات میں قریب کا ذریعہ محفوظ اس وجہ سے بناتے ہو کہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ جائے اللہ تم کو اس بڑھ جانے (بالربی: بالتكلاث) کے ذریعہ آزماتا ہے اور وہ قیامت کے دن تمہاری وہ سب باشیں ظاہر کر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

بڑائی کیفیت یا کیمیت یادوں نوں طرح ہو سکتی ہے۔

مطلوب یہ کہ اگر ایک مسلم تنظیم کسی دوسری تنظیم سے کوئی معابدہ کرے تو مسلم تنظیم دوسری تنظیم کے قوی تر ہو جانے کے اندیشہ سے معابدہ فتح نہ کرے اور خود قوی ہو کر طے شدہ معابدہ کی تکمیل کرنے کی کوشش کرے۔

اس سے کسی فریق کے اس حق کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ چاہے تو اپنے آپ کو قوی سے قوی تر کرتا رہے، الایہ کہ معابدہ ہی میں ایسی کوئی دفعہ موجود ہو۔

ذریعہ آزمائش مادی یا معنوی یادوں نوں قوتوں کا بڑھ جانا ہے۔

ب۔ ”بِهِ“ = بوفاء العهد۔

تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں سکردو فریب کا ہتھیار بناتے ہو تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدہ حاصل کرے حالانکہ اللہ اس عہد و پیمان کے ذریعہ سے

تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے، (تفہیم القرآن)۔

● ”وَلَا تَتَحَدُّوَا إِيمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَرَأَ قَدْمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَدْوِقُوا السُّوءَ بِمَا صَبَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ“ (۹۳)۔

”ثُبُوتِهَا“ = ثبوت القدم۔

قدم: موئٹ سماں۔

توضیح:

تم اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بنالیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی قدم جہنے کے بعد وہی قدم لڑکھ راجئے، اور تم اللہ کے راستہ سے روکنے کی سزا چکھو۔

● ”إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ“ (۹۹)۔

”إِنَّهُ“ = إن الشان، ”لَهُ“ = الشیطان۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ شیطان کو ان لوگوں پر سلط نہیں حاصل ہو تا جو ایمان لاتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

● ”إِنَّمَا سُلْطَنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ“ (۱۰۰)۔

”سُلْطَنُهُ“ = سلطان الشیطان، ”يَتَوَلَّنَهُ“ = يتولون الشیطان۔

الف۔ ”بِهِ“ مشرکون، باشیطان مشرکون، ببرائے سبب۔

توضیح:

شیطان کا تسلط انہیں لوگوں پر ہوتا ہے جو شیطان کو اپنا سر پرست بناتے اور وہ شیطان کے بہکانے کی وجہ سے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

”بِهِ مُشْرِكُونَ“ = باللّٰهِ مُشْرِكُوْنَ بِ برائے معیت۔

شیطان کا..... جو شیطان کو اپنا سر پرست بناتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسروں واں کا شریک مانتے ہیں۔

• -وَإِذَا بَدَّلَنَا آيَةً مَكَانَ آيَةً وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا
إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٌ، بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۱۰۱)۔

توضیح:

جب ہم کوئی آیت کی آیت کی جگہ بدلتیے ہیں، اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا نزل کرے، تو یہ کافر کہتے ہیں تم تو یوں ہی اپنی طرف سے بحال ہو، اصل بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نادان ہیں۔

• -فَلَنَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدْسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُبَشِّرَ الَّذِينَ
أَفْنَوُا وَهُدُى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (۱۰۲)۔

الف۔ ”نَزَّلَهُ“ = نَزَّلَ القرآن وہ المدلول علیہ بالأیۃ۔

توضیح:

ان سے کہہ دیجئے کہ قرآن کو روح القدس نے میرے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل کیا ہے۔

ب۔ ”نَزَّلَهُ“ = نَزَّلَ التَّبْدِيلَ یعنی نَزَّلَ الْكَلَامَ الْمَبْدُلَ۔

ان سے کہو کہ روح القدس نے بعد کا کلام بھی میرے پروردگار کی طرف انجئ۔

• وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي
يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمٍ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ (۱۰۳)۔

الف۔ ”يُعَلِّمُهُ“ = یعلم محمد۔

توضیح:

ہمیں معلوم ہے یہ لوگ تمہارے متعلق کہتے ہیں کہ اس شخص (محمد ﷺ) کو ایک آدمی سکھاتا جاتا ہے مگر جس کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

ب۔ ”يُعَلِّمُهُ“ = یعلم القرآن۔

..... یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی قرآن سکھاتا ہے..... مگر جس انج۔

• ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فَتَنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا
وَصَبَرُوا، إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۱۰)۔

”بَعْدِهَا“ = بعد الأفعال الصالحة، یعنی بحیرت: جہاد اور صبر۔

توضیح:

پھر بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے قبول اسلام کی وجہ سے آزمائش میں پڑے، پھر بحیرت کی، جہاد کیا، صبر کیا، تو آپ کا اب ان اعمال کے بعد بڑی بخشش کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

• ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ
ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۱۹)۔

الف۔ ”بَعْدِهَا“ = بعد التوبۃ۔

توضیح:

جن لوگوں نے نادانی کی بنا پر نہ اکام کیا پھر توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو یقیناً توبہ و اصلاح کے بعد تمہارا پر دگار ان کے لئے غفور در حیم ہے۔

ب۔ ”بعدہا“ = بعد الجھالت۔

جن لوگوں نے نادانی کی وجہ سے نہ اکام کیا پھر جہالت نادانی سے توبہ کی اور اصلاح کی انج-

رج۔ ”بعدہا“ = بعد أعمال السُّوءِ۔

جن لوگوں نے نادانی کی وجہ سے بُرے کام کئے پھر بُرے کاموں سے توبہ کی انج-

• -وَإِنْ عَاقِبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عَوْقَبْتُمْ بِهِ، وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ (۱۲۶)۔

الف۔ ”هو“ = صبر کم خیر۔

توضیح:

اور اگر تم (اے مومنو یا) بدله لو تو بس اسی قدر بدله لو جس قدر تم پر زیادتی کی گئی ہے، لیکن اگر تم صبر کرو تو تمہارا صبر کرنا یقیناً تمہارے لئے بہتر ہے۔

ب۔ ”هو“ = الصبر۔

..... اگر تم صبر کرو تو یہ صبر فی نفسہ بہتر ہے۔

• -وَاصْبِرْ وَمَا صَبَرْكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ (۷)۔

الف۔ ”عليهم“ = على الكفار، ”يمكرُون“ = الكفار۔

توضیح:

آپ صبر فرمائیے، آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے ان کافروں کی حرکتوں پر رنج نہ کردا اور ان کافروں کی چال بازیوں پر دل تنگ ہو۔

..... توفیق نے ہے آپ کے جن ساتھیوں نے راہ حق میں جان دی ان پر رنج نہ کبھی وہ فائز المرام ہوئے اور کافروں کی چال بازیوں سے دل تنگ نہ ہو جئے یہ اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتیں گے۔

کے اسراء (بی اسرائیل)

—سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَرَكَتْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيهَ مِنْ إِيمَانِهِ
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱)۔

”حَوْلَهُ“ = حَوْلَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، ”نُرِيهَ“ = نُرِيَ عَبْدَ اللَّهِ ”إِيمَانُهُ“ = إِيمَانُ اللَّهِ۔

توضیح:

پاک ہے وہ جو ایک رات اپنے بندہ کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے گرد پیش کواں نے برکت دی تاکہ اس کو (اپنے بندہ کو) اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے، درحقیقت اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

—وَاتَّيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَا
تَتَخَذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا (۲)۔

الف۔ ”جَعَلْنَا“ = جَعَلْنَا الْكِتَابَ۔

توضیح:

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور کتاب کو بنو اسرائیل کے لئے ذریعہ ہدایت بنایا۔

ب۔ ”جَعَلْنَا“ = جَعَلْنَا مُوسَى۔

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور موسیٰ کو بنو اسرائیل کی رہبری کا ذریعہ بنایا۔

— ذریعہ من حملنا مع نوح إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا (۳)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ نوحاً۔

توضیح:

تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کرایا، نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ موسىٰ۔

..... جنہیں نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا موسیٰ ایک شکر گزار بندہ تھا، یہ قول بعض معربوں کی باریک بینی کے احترام میں نقل کر دیا گیا، اس کا بعید از صحت ہونا معمولی غور سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

”وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتْبِ لِتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُمَنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا، فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَئِمَا بَعْثَنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولَئِي بَأْسٍ شَدِيدٍ“ (۵، ۳)۔

توضیح:

پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر متنبہ کو دیا تھا کہ تم دو مرتبہ زمین میں بڑا فساد برپا کرو گے اور بڑی سر کشی کرو گے۔

”هُمَا“ دوسر کشیاں جن کا ذکر سابق کی آیت میں موجود ہے۔

توضیح:

آخر کار جب دوسر کشیوں میں پہلی سر کشی کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ پر

ایسے لوگ اٹھائے جو بہت زور آور تھے۔

• - ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّ بَنِينَ
وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا (۲)۔

”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى عِبَادِنَا أُولَئِي بَأْسٍ۔

توضیح:

اس کے بعد ہم نے تم کو اپنے ان لوگوں پر غالب کر دیا جو نہایت زور آور تھے اور
تمہیں مال اور اولاد سے مدد وی اور تمہاری تعداد پہلے سے زیادہ بڑھادی۔

• - إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ
الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّلِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا (۹)۔

الف۔ ”هی“ = الطریقة اور سبیل الرشاد، یہ ”یہدی“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یہ قرآن اس راستہ پر چلاتا ہے جو سیدھا ہے اس پر (قرآن پر) ایمان لانے والوں
کو خوش خبری دیتا ہے۔

ب۔ ”ہی“ = الكلمة الشهادة۔

قرآن اصلاً کلمہ توحید کی طرف بلاتا ہے کہ توحید ہی اصل دین ہے۔

یہ قرآن کلمہ توحید کی ہدایت دیتا ہے اور ایمان لانے والوں نے۔

ج۔ ”ہی“ = على الحالة۔

کلمہ شہادت یا معتدل حالت۔

ب اور ج تفسیری احتمالات میں ضمیر کی تجزیع سے ان کا تعلق زیادہ سے زیادہ
با الواسطہ ہی ہو سکتا ہے۔

—مَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضْلُلُ
عَلَيْهَا، وَلَا تَزِرُوا زَرَةً وَزَرًا خَرَى، وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى
نَبَعَثَ رَسُولًا (۱۵)۔

”عَلَيْهَا“ = عَلَى النَّفْسِ۔

ترجمہ: جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے تو اپنے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گراہ ہوتا
ہے تو گراہی کا ضرر بھی اسی کو ہو گا (فتح محمد)۔
جو سید ہے رستے چلا تو اپنے ہی لئے چلا اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا خمیازہ بھی وہی
انھائے گا (ترجمان)۔

• وَإِمَّا تُعَرِّضَنَّ عَنْهُمْ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا
فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا (۲۸)۔

الف۔ ”عَنْهُمْ“ = عَنْ ذِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔

توضیح:

اگر تمہیں وقتی شک دستی کی وجہ سے حاجمندوں کی مدد کرنے سے پہلوہ تھی کرنی
پڑے اس بناء پر کہ تم اللہ سے رحمت: (فراد دستی) کی توقع کر رہے ہو تو انہیں نرم جواب
دیں گے۔

”عَنْهُمْ“ = عَنِ الْكَافِرِينَ۔

تقدیر: وَإِمَّا تعرِض عن المشرِّكِينَ لِتَكْذِيبِهِمْ إِيَّاكَ ابْتِغَاءَ رَحْمَةً أَى نصراً
لَكَ عَلَيْهِمْ أَوْ هُدَايَةً مِّنَ اللَّهِ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا مَدارَةً لَهُمْ۔

تفیری مطلب غالباً کچھ اس طرح ہو گا:

اگر تم مشرکوں سے اس وجہ سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہو کہ وہ تمہاری حالت کا
انکار کئے جا رہے ہیں تو اس امید پر کہ اللہ ان کے خلاف تمہاری مدد کرے گا یا انہیں اپنی

ہدایت سے نوازے گاتم ان سے خوش خوئی کا برتاؤ کئے جاؤ اور جب ان سے بات کرو تو نری اختیار کرو۔

”هم“ سے کافر مراد لینا خواہ غلط نہ ہی تاہم سیاق و سبق سے دور ہے۔

•
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عَنْقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ
الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (۲۹)۔

”لَا تَبْسُطْهَا“ = لا تبسط يدك۔

دیکھئے: اعراف آیت رقم (۱۰۸) فقرہ (۱۳)۔

•
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَمَنْ قُتِلَ
مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلَنَا لِوَلِيهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ
كَانَ مَنْصُورًا (۳۳)۔

(ترجمانی): اور اس جان کو نہ مارو جس جان کا مارنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر جائز طور پر (مار سکتے ہو) اور جو ظلم سے مارا گیا تو ہم نے اس کے دارث کو زور دیا ہے سو وہ دارث قصاص لینے کی حد سے نہ گزر جائے۔

الف۔ ”إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا“ = إِنَّ وَلَيَ المُقْتُولِ كَانَ منصوراً۔
مقتول کے ولی کی مدد کی جائے گی۔

ب۔ ”إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا“ = إِنَّ الْقَاتِلَ كَانَ مَنْصُورًا یعنی أنَّ الْقَاتِلَ إِذَا قُتِلَ فِي الْقَاصِصِ سَقَطَ عَنْهُ عِقَابُ الْقَتْلِ فِي الْآخِرَةِ۔

توضیح:

قاتل کی مدد کی جائے گی اور وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی کے قتل کی پاداش میں بطور قصاص قتل کیا گیا تو اس کے جرم کی سزا بھی اسی دنیا میں مل گئی، اب آخرت میں اس جرم کی بارپر س نہیں ہوگی۔

ج۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْمَقْتُولَ كَانَ مَنْصُورًا يعنی أنَّ اللَّهَ نَصَرَ الْمَقْتُولَ بِوَلِيِّهِ
حيث أوجب القصاص في الدنيا ونصره بالثواب في الآخرة۔
مطلوب يہ کہ اللہ نے مظلوم مقتول کی جان رائیگاں نہیں جانے دی، دنیا میں اس کے
ولی کو قصاص کا اختیار دیا اور آخرت میں اس کو اُس کے مظلوم ہونے کا ثواب بھی ملے گا۔

د۔ ”إِنَّ الْقَتْلَ كَانَ مَنْصُورًا“ = یہ لَا تَقْتُلُوا سَيِّئَاتِهِ۔

ایک شخص کا دوسرا شخص کو بطور خود قتل کرنا حرام ہے قتل کی وجہ خواہ کچھ ہو جب کبھی
جہاں کہیں ایسا قتل ہوگا اس کے خلاف یعنی اس کی مخالفت کرنے والوں کی مدد کی جائے گی۔
یہ قانونی یعنی شرعی یا ریکی ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

ه۔ ”إِنَّ دَمَ الْمَقْتُولَ كَانَ مَنْصُورًا۔“

دم سے مراد قصاص لیا گیا ہے، مطلوب یہ ہے کہ قصاص قتل کی سزا ہے، اس کا نفاذ
ضروری ہے، اگر کسی مقتول کا کوئی شرعی وارث نہ ہو، تو اسلامی حکومت قصاص لے گی۔

و۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْحَقَّ كَانَ مَنْصُورًا يہاں ”بِغَيْرِ الْحَقِّ“ سے ماخوذ ہے۔

مطلوب یہ کہ حق کسی کی جان لینا حرام ہے، بحق جان لینا ہر طرح جائز ہے، اگر
مقتول کا وارث یا حکومت قاتل سے اپنا حق لینا چاہے تو ایسا کرنا حق بجانب ہوگا۔

ز۔ ”إِنَّهُ“ = الَّذِي يَقْتِلُهُ الْوَلِيُّ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيُسْرِفُ فِي قَتْلِهِ فَإِنَّهُ مَنْصُورًا
یا بِجَابِ الْقَاصِصِ عَلَى الْمَسْرَفِ۔

مطلوب یہ کہ اگر ولی غیر قاتل سے قصاص لے یا قاتل کے ساتھ دوسرا بے گناہوں
کو مارڈا لے یا انہیں محروم کر دے یا قاتل کا ایک ایک عضو کاٹ کر مارڈا لے یا اور اس طرح کی
سب صورتوں میں مقتول کا ولی قابل سزا ہوگا کہ اس نے قصاص لینے میں حد سے تجاوز کیا۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ

وَالْفُؤَادُ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً (۳۶)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ = عَنْ كُلِّ أُولَئِكَ۔

توضیح:

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔

ب۔ ”عنه“ = عن الانسان۔

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً انسان جو کچھ دیکھا، سنا، یا سمجھا ان سب کی بابت اس سے باز پرس ہوگی۔

ملحوظہ:

دیکھنے میں ہر طرح کی بے وجہ تاک جھانک، سنتے میں ہر کسی کی بات پر خصوصاً بُری بات پر یقین کر لینا اور سمجھنا اور کسی پر بدگمانی کرتے رہنا یہ سب باقی قابل باز پرس ہیں۔

ج۔ ”إِنَّهُ“ = إن القاعف، ”عنه“ عن القاعف۔

کسی ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو، کسی چیز کے مبے وجہ پیچھے پڑنے والے سے اس کے دیکھنے، سنتے اور گمان کرنے کی بابت باز پرس کا ہونا یقینی ہے۔

● فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةً،
فَسَيُنْغَضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسُهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَى هُوَ، قُلْ
عَسَى أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا (۵۱)۔

”يَقُولُونَ“ = الكافرون، متى هُو = متى العود = البعث۔

توضیح:

کافروں پوچھیں گے وہ کون ہے جو ہم کو مرنے کے بعد ہماری زندگی لوٹا دے گا کہئے کہ: وہ زندہ کرے گا جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، اس جواب پر وہ آپ کے آگے سر ہلا کیں گے اور کہیں گے زندگی کا یہ لوٹ آنا کب ہوگا؟ کہئے عجب نہیں کہ زندگی کا یہ لوٹ آنا قریب میں ہو۔

● -يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيْبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظْنُونَ إِنْ لِبْسَمْ

إِلَّا قَلِيلًا (٥٢) -

”بِحَمْدِهِ“ = بِحَمْدِ الَّذِي فَطَرَ كُمْ بِحَمْدِ اللَّهِ -

توضیح:

جس روز اللہ تم کو پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں نکل آؤ گے۔

• - وَقُلْ لِعِبَادِيْ يَقُولُوا أَلَّا تِيْ هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَنَ يَنْزَعُ بَيْنَهُمْ، إِنَّ الشَّيْطَنَ كَانَ لِلْإِنْسَانَ عَدُوًّا مُّبِينًا (٥٣) -
”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ عِبَادِيْ، ”أَلَّا تِيْ“ (باتیں) یہ ”قولوا“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

آپ میرے بندوں سے کہئے کہ وہ اپنے منھ سے ایسی بات نکالیں جو سراسر بہتر ہو، شیطان بُری باتوں کے ذریعہ میرے بندوں میں برہمی پیدا کر دیتا ہے۔
• - قَالَ أَذْهَبْ فَمَنْ تَبَعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءُ مَوْفُورًا (٦٣) -

”قَالَ“ = قال اللہ، ”مِنْهُمْ“ = من ذریة ادم ”جزاؤکم“ = جزاء الشیطان و اتباعہ۔

توضیح:

اللہ نے کہا: جایہاں سے آدم کی اولاد سے جو تیری پیرودی کرے گا تجھہ سمیت ان سب کی دوڑخ ہی بھر پور جزاء ہے۔

• - أَمْ أَمْتَمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارِهُ أُخْرَى فَيُرِسَلَ عَلَيْكُمْ

فَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فِيْغِرِقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ لَا تَجِدُوا لَكُمْ
عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا (٦٩)۔

الف۔ ”فيه“ = في البحر، ”به“ = بالغرق۔

توضیح:

(اور اے بھریو، ملاحو، سمندری تاجرو، مسافرو) کیا تمہیں اس کا اندریشہ نہیں ہے، کہ پروردگار پھر کسی وقت تمہیں سمندر میں لے جائے اور تمہاری ناشکری کی پاداش میں وہ تم پر سخت طوفانی ہوا کیں بھیج کر تم کوڈ بادے اور تم کو کوئی ایسا نہ ملے جو ہم سے تمہارے ڈبو دیئے جانے کے بارے میں پوچھے۔

ب۔ ”به“ = بالإرسال۔

کیا تمہیں..... جو ہم سے طوفانی ہوا کیں بھیجنے کے بارے میں سوال کرے (کہ کیوں بھیجا)۔

• - وَمَنْ كَانَ فِيْ هَذِهِ آعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ آعْمَى وَأَضَلُّ
سَبِيلًا (٧٢)۔

الف۔ ”في هذه“ = في الدنيا أو في الدار، ”دار“ مؤنث سماعی ہے۔

توضیح:

جو اس دنیا میں اندر ہے گا وہ آخرت میں بھی اندر ہا ہی رہے گا بلکہ راست پانے میں اندر سے سے بھی زیادہ ناکام۔

ب۔ ”في هذه“ = في آيات الله أو في نعم الله۔

وہ انسان جس نے اللہ کی نشانیوں سے عبرت حاصل نہیں کی وہ آخرت میں اندر ہا بلکہ اس سے بھی زیادہ ناکام رہے گا۔

وَهُنَّ أَنْفُسُهُمْ بِأَنَّهُمْ لَا يُشَكِّلُونَ
وَهُنَّ مَنْ يَنْهَا نَفَرٌ مِّنْهُمْ

—وَمَنِ الْيَوْمِ فَتَهَجَّدُ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَى أَنْ يَعْلَمَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَحْمُودًا (۷۹)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالليل۔

توضیح:

رات (کے ایک مخصوص وقت) میں (براۓ صلوۃ) نیند توڑ کر جا گئے، اس وقت رات میں نماز پڑھنا تمہارے لئے ایک مزید عمل ہے قریب ہے کہ اللہ تمہیں ایک ایسے مقام میں پہنچا دے جو تہایت پسندیدہ مقام ہے۔

ب۔ ”بِهِ“ بالقرآن۔

رات میں کسی وقت نیند سے بیدار ہو کر قرآن پڑھا کجھے، یہ قرآن خوانی تمہارے لئے سبب زیارت ہے قریب ہے کہ خدا تمہیں مقام محمود میں داخل کرے۔

—وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذَهَبَنَّ بِالذِّي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا (۸۶)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالإذهاب۔

توضیح:

اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر وحی ہم نے تم پر بھیجی ہے وہ سلب کر لیں پھر ہمارے مقابلہ میں اس کے واپس لینے کے خلاف تمہیں کوئی حمایتی نہیں ملے گا۔

ب۔ ”بِهِ“ = الوحى المذهوب۔

اور اگر..... وہ سلب کر لیں پھر تم ہمارے مقابلہ میں اپنا کوئی حمایتی نہ پا دے گے جو سلب کی ہوئی وحی واپس دلا سکے۔

• -أَوْلَمْ يَرَوُا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ
عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَالًا لَا رَبَّ لَهُ فِيهِ فَآبَى
الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا (٩٩)-

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الأجل: فی البعث۔

توضیح:

کیا ان کا فروں کو یہ نہ سو جا کہ جس خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا کیا وہ ان
جیسوں کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے؟ اللہ نے ان سب کو دو بارہ زندہ کرنے کا ایک وقت
مقرر کر رکھا ہے دو بارہ زندہ ہونا حقیقی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔
ب۔ ”فِيهِ“ = فی الموت۔

اللہ نے ان سب مخلوقات کی موت کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، ان کی موت
واقع ہونے میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

• -فَارَادَ أَنْ يَسْتَفِرُوهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَاغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ
جَمِيعًا (١٠٣)-

”أَرَادَ“ = اراد فرعون ”مَعَهُ“ = مع فرعون، فرعون، موسیٰ و بنی اسرائیل ”فَاغْرَقْنَاهُ“ = فاغرقنا فرعون ”يَسْتَفِرُوهُمْ“ = بنی اسرائیل۔

توضیح:

فرعون نے ارادہ کیا کہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کو ارض مصر سے اکھاڑ پھینکے، مگر ہم
نے فرعون اور جو فرعون کے ساتھ تھے ان سب کو اکھاڑ گرق کر دیا۔

• -وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَهُ
وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا (١٠٣)-

الف۔ "بَعْدِهِ" = بعد فرعون۔

توضیح:

پھر ہم نے فرعون کے بعد بنو اسرائیل سے کہا اب تم زمین میں رہو بسو پھر جب آخرت کے وعدہ کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کرنے کے لئے آئیں گے۔
ب۔ "بَعْدِهِ" = بعده الغرق۔

پھر ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کے ذوب جانے کے بعد بنو اسرائیل سے کہا لخ۔

• وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ، وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا مُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا (١٠٥)۔

"أَنْزَلْنَاهُ" = أنزلنا القرآن۔

اس قرآن کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا۔

"أَنْزَلْنَاهُ" = أنزلنا وعدة الآخرة۔

ہم نے وعدہ آخرت کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔

انتباہ:

ضمیر واحد غائب منصوب متصل کا مرجع موسیٰ علیہ السلام سمجھنا درست نہیں
معلوم ہوتا۔

• قُلْ أَمْنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا، إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ
إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلأَذْقَانِ سُجَّداً (٧)۔

الف۔ "بِهِ" = بالقرآن "قَبْلِهِ" = قبل القرآن، "عَلَيْهِمْ" = على أهل العلم۔

توضیح:

آپ ان سے کہئے تم اس قرآن کو مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو اس قرآن سے پہلے علم دیا گیا ہے جب ان پر اس قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ منھ کے بل سجدہ میں گرجاتے ہیں۔

ب۔ ”بِهِ“ = محمد ﷺ ”قَبْلِهِ“ = قبل محمد ﷺ

آپ ان سے کہئے تم محمد کو نبی مانو یا نہ مانو جن لوگوں کو نبی، (محمد) کے آنے کا علم دیا گیا لخ۔

ند کورا صدر دنوں میں ”بیتلی“ کا نائب فاعل قرآن لیا گیا ہے، لیکن اُغیر ”بیتلی“ کا نائب فاعل نزول قرآن و بعثت نبی ﷺ سے پہلے کے صحف سماوی کا کوئی کلام ہو تو معنی کچھ اس طرح ہوں گے:

آپ ان سے جب ان پر ان کے پیغمبر پر نازل شدہ کتاب کا کوئی حصہ خصوصاً وہ جس میں محمد جیسے خاتم النبیاء کے مبعوث ہونے کا ذکر ہے تو اہل علم منھ کے بل گرجاتے ہیں اور بے اختیار پکارا گھٹتے ہیں پاک ہے ہمارا رب اس کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا۔

● ”وَيَخْرُونَ لِلأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا“ الخ (۱۰۹)۔

الف۔ ”يَزِيدُهُمْ“ = يَزِيدُ القرآن، هُمْ أَهْلُ الْعِلْم۔

آیت (۱۰۷) سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور منھ کے بل روتے ہوئے گرجاتے ہیں اور قرآن اہل علم کے خشوع میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۸- کف

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتَبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ
عِوْجَا“ (۱)۔

الف۔ ”لَهُ“ = للکتب۔

توضیح:

سب تعریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اس کتاب میں معنی و مفہوم کی کوئی کبھی نہیں رکھی، یہ تو ایک سیدھا سادہ صاف و واضح کلام ہے۔
ب۔ ”لَهُ“ = بعده و المراد محمد ﷺ۔

سب تعریف..... اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اپنے بندہ کی سیرت اور اس کے کروار میں کسی طرح کی کوئی کبھی نہیں رکھی۔

—قِيمًا لِيَنْذِرَ بَاسًا شَدِيدًا مِنْ لَدُنْهُ وَيَشَرِّ المُؤْمِنِينَ

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّلِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا (۲)۔

الف۔ ”لِيَنْذِرَ“ = لینذر الكتب = القرآن، ”يَشَرِّ“ = یشر کتب = القرآن ”من لدنہ“ = من لدن اللہ۔

توضیح:

ٹھیک سیدھی بات بتانے والی کتاب تاکہ وہ کتاب لوگوں کو خدا کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے آگاہ کر دے۔

ب۔ "لِيُنذِرَ عَبْدَ اللَّهِ" = لِيُنذِرَ عَبْدَ اللَّهِ: "يُبَشِّرُ" = يُبَشِّر عَبْدَ اللَّهِ۔
ٹھیک..... تاکہ اللہ کا راست باز بندہ لوگوں کو خدا کی طرف سے آنے والے سخت عذاب سے آگاہ کر دے۔

- مَا كِثِيرٌ فِيهِ أَبَدًا (۳)۔ ●

"فِيهِ" = فِي الْأَجْرِ۔

توضیح:

ایمان والے ہمیشہ اچھی جزا پاتے رہیں گے، اچھی جزا کا سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔

• مَالَّهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا إِلَاتَّهُمْ، كَبَرَتْ كَلِمَةُ تَخْرُجٍ
مِنْ أَفواهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (۵)۔

الف۔ "بِهِ" = بِاللَّهِ۔

توضیح:

اللہ کے تعلق سے ان کو اور ان کے باپ دادا کو کچھ علم نہیں (کہ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا)۔

ب۔ "بِهِ" = بِالْوَلِدِ۔

بیٹے کے تعلق ان کو اور ان کے باپ دادا کو کچھ علم نہیں۔ بھلا اللہ کے بھی کوئی بیٹا ہو سکتا ہے۔

ج۔ ”بِهِ“ = بالقول۔

وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ اور ان کے باپ دادا کچھ نہیں جانتے
کہ وہ کیسی نادانی کی بات کہہ رہے ہیں۔

د۔ ”بِهِ“ = بالاتخاذ۔

وہ اور ان کے باپ دادا بالکل نہیں جانتے کہ اللہ نے عیسیٰ کو اپنا بیٹا بنایا ایسا کہنا کہ کیا
معنی رکھتا ہے اور ایسے بول کا کیا نتیجہ بھگتا پڑے گا۔
”کُبُرَةُ“ کبرت المقالۃ۔

ان کے لئے یہ بڑی خوفناک بات ہے جو ان کے منھ سے نکلتی ہے۔

”وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ
الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشَّمَالِ وَهُمْ فِي
فَجُوَّةٍ مِّنْهُ“ (۷۱)۔

”فِي فَجُوَّةٍ مِّنْهُ“ فی فَجُوَّةٍ مِّنَ الْكَهْفِ۔

تو ضیح:

اور وہ جس غار میں جا کر بیٹھے وہ اس طرح واقع ہوا ہے کہ جب سورج نکلے تو تم
دیکھو کہ وہ ان کے دائیں جانب سے ہنا ہوا رہتا ہے اور جب ڈوبے تو باکیں طرف کتر اکر نکل
جاتا ہے روشنی غار کے اندر تک نہیں جانے پاتی اور وہ غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں پڑے
ہوئے ہیں۔

—فَابْعَثُوا أَحَدًا كُمْ بِوَرْقُكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلِيَنْظُرْ إِلَيْهَا
أَزْكِي طَعَامًا فَلِيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلَا يُشَرِّفْ
بِكُمْ أَحَدًا (۱۹)۔

ورق: موٹھ سماں، اس لئے اس کا اشارہ موٹھ ہے۔

الف۔ ”أَيُّهَا“ = أى المأكول: بھوک دور کرنے، پیٹ بھرنے یا تغذیہ کے لئے جو چیزیں بھی استعمال کی جائیں، ”أَكَل“ میں طعام آنماج، پھل یا گوشت کی تخصیص نہیں ہوتی اگر تخصیص نہ کی جائے تو اکل سے عموماً گوشت روٹی مراد ہوتی ہے۔

مطلوب یہ کہ اچھی یا سُتی قابل خوردنو ش اور حلال چیزیں جس کسی کے یہاں ملے لے آئے۔

ب۔ ”أَيُّهَا“ = أى الأطعمة: کون سا کھانا۔

طعام سے مراد عموماً آنماج کی قسم کی غذا ہوتی ہے۔

سب سے اچھا یا زیادہ ستا آنماج: غذا (روٹی گیہوں کی خیری یا فطری) جس کسی کے پاس ہو۔

ج۔ ”أَيُّهَا“ = أى المدينة، مضاف محفوظ۔

تقدير: أى أهل المدينة۔

..... اپنے میں سے کسی کو یہ سکے دے کر شہر بھیجیں وہ دیکھئے کہ شہر والوں میں سے کسی شہری کے یہاں اچھا ستا کھانا ملے گا۔

کون سا شہری اچھا۔ ستا کھانا بیچتا ہے۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = مِنَ الطَّعَام = من الأكل۔

کچھ روٹی اور خوردنی شے میں سے کچھ۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = من الورق، ان سکوں کے بدال یعنی یہ رقم دے کر۔

یہ صرف اس تاویل کی رو سے کہ ورق حقیقتی تانیث نہیں اس میں علامت تانیث نہیں، نیز یہ کہ بمعنی زر مبادله لیا جائے۔

..... جہاں ملتا ہے اس کے یہاں سے وہ سکوں کے عوض کچھ کھانے کے لئے

آئے۔

ج۔ ”مِنْهُ“ = مِنْ أَحِيدِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَة۔

اچھا کھانا فروخت کرنے والوں میں سے کسی ایک کے یہاں سے۔

وَكَذَلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا، إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا، رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ، قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَخَذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا (۲۱)۔

”أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ“ = أعشنا على أصحاب الكهف۔

الف۔ ”لِيَعْلَمُوا“ = ليعلموا أهل المدنية، ليعلموا الناس۔

”يَتَنَازَعُونَ“ = يتنازعون المتنازعون، ”بَيْنَهُمْ“ = بين المتنازعين۔

”أَمْرُهُمْ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ، بِهِمْ“ = أصحاب الكهف۔

”عَلَىٰ أَمْرِهِمْ“ = على أمر أهل المدنية، أمر الناس۔

”لَنَتَخَذَنَّ عَلَيْهِمْ“ = على أصحاب الكهف۔

توضیح:

اس طرح ہم نے (اللہ نے) اہل شہر (یا عامۃ الناس) کو اصحاب کھف کے حال پر مطلع کیا تاکہ اہل شہر (یا سب لوگ جو اس وقت وہاں موجود تھے) جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت کی گھڑی بے شک آکر رہے گی اس وقت جو اہل شہر (یا جو لوگ بھی اس موقع پر موجود تھے) وہ آپس میں جھگڑا رہے تھے کہ اصحاب کھف کے ماتحت کیا کیا جائے، کچھ لوگوں نے کہا: اصحاب کھف پر دیوار تیغا کر دو، اصحاب کھف کا رب ہی اصحاب کھف کے حال کو بہتر جانتا ہے، مگر جو لوگ اہل شہر کے معاملات پر غالب تھے (یا جھگڑنے والوں میں جن کی رائے اپنے مخالفوں پر غالب آگئی) انہوں نے کہا: ہم تو اصحاب کھف پر (غار) پر ایک بحمدہ گاہ بنائیں گے۔

ب۔ ”لِيَعْلَمُوا“ = ليعلموا أصحاب الكهف۔

يُعْنِي جَعَلَ اللَّهُ أَمْرُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ آيَةً لِأَصْحَابِ الْكَهْفِ وَ آيَةً عَلَى
بَعْثِ الْأَجْسَادِ۔

اس صورت میں "إذ يَتَازَّ عَوْنٌ فِيهَا" جملہ ہوگا۔

توضیح:

اللہ نے اصحاب کھف کو خود ان کے حال پر مطلع کیا تاکہ یہ واقعہ اس بات کی نشانی ہو کہ
الشمر دوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

یہ تاویل "لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ" سے ظاہر ہوتی ہے۔

"يَتَازَّ عَوْنَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ" = يَتَازَّ عَوْنَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بَيْنَ النَّاسِ أَمْرَهُمْ،
ایاہم، ان تینوں ٹھیکروں کا مرچع اہل شہر ہیں، مطلب یہ کہ: اہل شہر آپس میں اپنی رائے کے
بارے میں بھگڑر ہے تھنہ کہ اصحاب کھف کے بارے میں۔

اس صورت میں امرہم (امر منحوب) سے یہ مراد ہوگی کہ ایک گروہ غار کو پاٹ کر اس
پر کوئی یادگار قائم کرنے پر مائل تھا، اور دوسرا اس کو جدہ گاہ بنانے پر مصروف تھا۔

ہو سکتا ہے کہ "بَيْنَهُمْ، أَمْرَهُمْ" میں امر سے مراد یعنی دوبارہ زندہ ہونا ہو، مطلب یہ
کہ آیا موت کے بعد زندہ ہونا یقینی ہے یا نہیں۔

اس صورت میں وجہ نزاع بعثت بعد الموت کا مسئلہ تھا کہ اصحاب کھف کی تعداد کیا تھی یا
یہ کہ ان کا پتہ لگ جانے کے بعد ان کے متعلق کیا رو یا اختیار کیا جائے۔

● سَيَقُولُونَ ثَالِثَةٌ رَأَبِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ
سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجُلًا بِالْغَيْبِ، وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ
كَلْبُهُمْ، قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ، فَلَا
تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَآءٌ ظَاهِرًا، وَلَا تَسْتَفِتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ
أَحَدًا (۲۲)۔

”سَيَقُولُونَ“ = سَيَقُولُونَ الْمُتَنَازِعُونَ فِي عَدْدِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

”فِيهِمْ“ = فِي أَصْحَابِ الْكَهْفِ ”مِنْهُمْ“ = مِنْ أَهْلِ الْكِتَبِ وَغَيْرِهِمْ۔

توضیح:

اختلاف کرنے والے کچھ لوگ کہیں گے اصحاب کھف تین تھے اور پوچھا ان کا کتنا تھا اور کچھ دوسرے کہہ دیں گے کہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتنا تھا کچھ اور لوگ کہتے ہیں سات تھے اور آٹھواں ان کا کتنا تھا، کہو میر ارب ہی جانتا ہے کہ ان کی تعداد کیا ہے؟ کم ہی لوگ ان کی تعداد جانتے ہیں، تم سرسری بات سے بڑھ کر اصحاب کھف کے بارے میں کافروں اور مشرکوں سے بحث مت کرو اور ان کے بارے میں اہل کتاب یا کسی اور سے بھی کچھ مت دریافت کرو۔

• قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ،
أَبْصِرْبِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلَىٰ وَلَا يُشْرِكُ فِي
حُكْمِهِ أَحَدًا (۲۶)۔

”لَهُ وَبِهِ“ = اللہ،
الف۔ ”لَهُمْ“ = لأہل السماوات والأرض۔

توضیح:

آپ کہئے اصحاب کھف کے قیام کی مدت اللہ ہی بہتر جانتا ہے، آسمانوں اور زمین کے ہم سے پوشیدہ سب احوال اسی کو معلوم ہیں، کیا خوب ہے وہ دیکھنے والا اور سننے والا زمین اور آسمان میں رہنے والوں کا اس کے سوا کوئی خبر گیر نہیں وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

ب۔ ”لَهُمْ“ = لأصحابِ الْكَهْفِ۔

توضیح:

آپ..... سنے والا، اصحاب کھف کا اللہ کے سوا کوئی اور خبر مگر نہیں انہیں اخراج۔

رج۔ "لَهُمْ" = لِمُعَاصِرِ النَّبِيِّ مِنَ الْكَافِرِينَ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ سَأَلُوهُ عَنْ فِتْيَةِ ذَهْبٍ وَأَقْدَمْ كَانَتْ لَهُمْ قَصَّةٌ عَجِيبَةٌ۔

محمد ﷺ کی رسالت میں شک کرنے اور دوسروں کو شک میں ڈالنے والے خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا کوئی اور ان سب کو اللہ کے سوا ولی نہیں ہے اور وہ اپنی انہیں اخراج۔

ملحوظہ:

"لَهُمْ" کی ضمیر کے مرجع کی یہ توجیہ غالباً ابن اسحاق کی ایک روایت پر مبنی ہے، زیر غور آیت سے متعلقہ حصہ کا لب باب یہ ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں وہ بتائیں گے کہ محمد ﷺ جو دعویٰ کرتے ہیں یا وہ صحیح ہے یا غلط یہود نے ان سے کہا محمد ﷺ سے بطور امتحان پرانے زمانے کے ان جوانوں کا قصہ پوچھو جو غائب ہو گئے تھے۔

ان سرداروں نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس قصہ کی بابت پوچھا تو یہ سورۃ نازل ہوئی، مگر قریش ایمان نہیں لائے، ان کے عمل سے ظاہر ہو گیا کہ سوال مخفی آزمائش میں ڈالنے کے لئے کیا گیا تھا، (۱۲) سیرۃ رسول اللہ ﷺ ج ۱ ص ۳۲۱ چاری اور کتاب الطبقات الکبریٰ ج ۱۱ ص ۱۰۸)۔

ان کافروں کا کار ساز اللہ ہی ہے وہی ہدایت دینے والا ہے اہل کتاب خود ہی مگر اہمیت دوسروں کی کیا رہنمائی کر سکیں گے، سے اشارہ اسی واقعہ کی طرف معلوم ہوتا ہے۔

د۔ "لَهُمْ" = لِمُخْتَلِفِينَ فِي مَدَدِ بَعْثَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ۔

مطلوب یہ کہ جو لوگ اصحاب کھف کی تعداد کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ان کا ولی تو اللہ ہی ہے وہ اللہ کے علم دیئے بغیر کسی پوشیدہ بات کے متعلق کوئی یقینی بات

نہیں کہہ سکتے۔

ھ۔ ”لهم“ = لِمُؤْمِنِي أَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

یعنی لَنْ يَتَخَذَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَحَدًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا۔

حاصل کلام یہ کہ زمین اور آسمان میں جو بھی مومن ہیں وہ بھی بھی اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا ولی نہیں بنائے گا۔

درج بالامداہب میں سے کسی ایک کو بھی غلط کہہ دینا درست نہ ہوگا، البتہ پہلے نہ ہب کو اقرب الی الصواب سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی۔

● كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ أَتَتْ أُكْلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَلَقَرْبَنَا
خِلَلْهُمَا نَهَرًا (۳۲)۔

”منہ“ = مِنَ الْأَكْلِ۔

دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے بارے میں ذرا کی نہ رہتی تھی ان دونوں باغوں کے اندر ہم نے ایک بھرپور نہر جاری کر دی تھی۔

● وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ، فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثُرُ مِنْكَ
مَالًا وَأَغْرِزُ نَفْرًا (۳۳)۔

لَهُ = لصاحب الجنتين والزرع، ”هُوَ“ = صاحب الجنتين والزرع۔

توضیح:

اور اس باغوں والے مزارع کے پاس مال تھا، اس مال دار مزارع نے اپنے دوست سے باتوں باتوں میں کہا میں تم سے زیادہ مال دار ہوں اور میرے یہاں تم سے زیادہ طاقتور لوگ بھی موجود ہیں۔

● وَأَحِيطَ بِشَمْرِهِ فَاصْبَحَ يُقْلِبُ كَفَيهِ عَلَى مَا أَنْفَقَ فِيهَا
وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عَرُوشِهَا وَيَقُولُ يَلِيَّتِنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّيَّ

”أُحِيط“ = أُحِيط بـشـمـرـهـ مـنـبـيـا لـلـمـفـعـولـ أـصـابـهـ ماـ أـهـلـكـهـ وـافـسـدـهـ۔

”فِيهَا“ = فـىـ الـجـنـةـ، ”هـيـ“ = الـجـنـةـ، ”عـرـوـشـهـاـ“ = عـرـوـشـ الـجـنـةـ۔

آخر کاریہ ہوا کہ اس کا چھل، (بار تباہ ہو گیا) اس کا سارا مال بر باد ہو گیا اور وہ اپنے انگور کے منڈوں کو ٹیوں پر اٹا پڑا دیکھ کر اپنی محنت اور اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی بر بادی پر ہاتھ ملتا رہ گیا، اور کہنے لگا: کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کوششیک نہ بنانا۔

کس نے تباہ کیا؟ کیوں بر باد کیا؟ قریبی سبب نہیں بتایا گیا عربی میں یہ لفظ عموماً محبول استعمال ہوتا ہے، فاعل بتانا ہی ہوتا کہتے ہیں ”احاطہ اللہ“ اللہ نے اس کو بر باد و تباہ کر دیا۔

●
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلِكَةِ اسْجَدُوا لِأَدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ، كَانَ
مِنَ الْجِنِّ فَقَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ، أَفْسَخَ حُدُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أُولِيَّاءَ مِنْ
ذُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ، بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدْلًا (٥٠)۔

رَبَّهُ = رب ابلیس، ”تـخـذـونـهـ“ = تـخـذـونـ اـبـلـیـسـ، ”ذـرـیـتـهـ“ = ذـرـیـتـهـ۔

ابلیس۔

توضیح:

یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا، اور ابلیس جنوں میں سے تھا، ابلیس اپنے پروردگار کے حکم کی فرمانبرداری سے نکل گیا تو اے اولاً آدم اب تم مجھے چھوڑ کر ابلیس کو اور اس کی ذریت کو اپنا سر پرست بناتے ہو، حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں۔

●
مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ
وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضْدًا (٥١)۔

الف۔ ”مَا أَشْهَدْتُهُمْ“ = مَا شهـدـتـ اـبـلـیـسـ وـذـرـیـتـهـ۔

”خَلْقَ أَنفُسِهِمْ“ = خَلْقَ أَنفُسِ إِبْلِيسِ وَذْرِيْتِهِ۔

توضیح:

میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت ابلیس اور اس کی ذریت کو نہیں بلا�ا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں ان (ابلیس اور اس کی ذریت) کو شریک کیا میرا یہ کام نہیں ہے کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنامد و گار بناوں۔

ب۔ ”هم“ = جمیع الخلق۔

میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت کسی کو نہیں بلا�ا اور نہ ان کی اپنی تخلیق میں ان کو شریک کیا۔

ج۔ ”هم“ = الملائکۃ۔

میں نے کرتے وقت فرشتوں کو نہیں بلا�ا اور نہ خود ان کی اپنی تخلیق میں ان کو شریک کیا۔

• وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَاءِ إِلَّذِينَ رَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِبُوا لَهُمْ وَجَعَلُنَا بَيْنَهُمْ مَؤْبِقاً (۵۲)۔

الف۔ ”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ الدَّاعِينَ وَالْمَدْعَوِينَ۔

توضیح:

پھر کیا کریں گے یہ لوگ اس روز جب کہ ان کا پروردگار ان سے کہے گا پکارو ان ہستیوں کو جنہیں تم میرا شریک سمجھ بیٹھے تھے، یہ لوگ ان کو پکاریں گے مگر وہ ہستیاں ان کی مدد کے لئے نہیں آئیں گی اور ہم ان پکارنے والے اور پکارے جانے والی ہستیوں کے درمیان ایک آڑ حائل کر دیں گے۔

ب۔ ”بَيْنَهُمْ“ = بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ۔

پھر کیا کریں گے..... ہم مشرکوں اور موحدوں کے درمیان ایک آڑ حاصل کر دیں گے۔

• ”وَمَا نُرِسِّلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَجَاجِدِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُذْهِبُوا بِهِ الْحَقَّ“ (۵۶)۔
الف۔ ”بِهِ“ = بالجدال۔

توضیح:

رسولوں کو ہم صرف خوش خبری دینے اور ڈرانے والے بننا کر سمجھتے ہیں اور جو لوگ ان کا انکار کرتے ہیں وہ ناقہ کی باتیں پکڑ پکڑ جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ ان شیوں کے ذریعہ حق بات کو بچلا دیں اور اس کو زک دیں۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالباطل۔

رسولوں کو..... جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ ناقہ کی باتیں پکڑ پکڑ جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ ناقہ باتوں کے ذریعہ حق بات کو بچلا دیں اور اس کو زک دیں۔

• ”وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِرَ بِآيَتٍ رَبِّهِ فَأَغْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَهُ، إِنَّا جَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي أَذَانِهِمْ وَقُرُّا“ (۵۷)۔

”عنَّهَا“ = عن الآيات، ”يَفْقَهُوهُ“ = يَفْقَهُوا الذکر = القرآن۔

ترجمہ:

اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہے جسے اس کارب آیات سننا کرنیصیحت کرے اور وہ ان آیتوں سے منہ پھیر لے، اور اس نہ کے انجام کو بھول جائے جس کا سروسامان اس نے خود اپنے ہاتھوں کیا ہے (جن لوگوں نے یہ روشن اختیار کی ہے) ان کے دلوں پر ہم نے

غلاف پڑھادیے ہیں جو انہیں اس ذکر (قرآن) کی بات کو نہیں سمجھنے دیتے (تفہیم)۔

وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ، لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا
لَعَجَلَ لَهُمُ الْعَذَابُ، بَلْ لَهُمْ مَوْعِدٌ لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ
مَوْئِلاً (۵۸)۔

الف۔ ”منْ دُونِهِ“ = دون الموعده۔

توضیح:

تمہارا رب بہت درگذر کرنے والا رحم کرنے والا ہے، وہ ان کے کرتواتوں پر
انہیں پکڑنا چاہتا تو جلدی ہی عذاب بھیج دیتا، مگر ان کے لئے وعدہ کا ایک وقت مقرر ہے وہ
اس وعدہ سے بچ کر بھاگ نکلنے کی کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔
ب۔ ”من دونه“ = من دون الله۔

تمہارا رب جلدی ہی عذاب بھیج دیتا، مگر ان کے لئے عذاب کا ایک وقت مقرر
ہے، وہ اس عذاب سے بچ کر بھاگ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔
ج۔ ”منْ دُونِهِ“ من دون الله۔

.....الله سے بھاگ کر کہیں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے۔

قَالَ أَرَءَيْتَ إِذْ أَوْيَنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنَّى نَسِيَّتُ الْحُوتَ،
وَمَا أَنْسِيَهُ إِلَّا الشَّيْطَنُ أَنْ أَذْكَرَهُ، وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي
الْبَحْرِ عَجَباً (۶۳)۔

الف۔ ”اتَّخَذَ سَبِيلَهُ“ = اتخاذ الحوت سبیله عجباً للناس۔

توضیح:

خادم نے کہا: آپ نے دیکھا نہیں کہ جب ہم اس چنان کے پاس ٹھہرے ہوئے

تھے اس وقت کیا پیش آیا، مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا، اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں مچھلی کو یاد کرنا بھول گیا، مچھلی تو عجباً طریقہ سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔

ب۔ ”إِنَّمَا تَعْجَلُ مُوسَىٰ سَبِيلَهُ“ = اِنَّمَا تَعْجَلُ مُوسَىٰ سَبِيلَ الْحَوْتِ يَعْجَبُ عَجْباً مِنْهُ۔

خادم نے کہا..... تب موسیٰ ایک عجیب طریقہ سے مچھلی کا راستہ دریا میں تلاش کرنے لگا۔

• قَالَ إِنَّ سَالْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُضْحِبِنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَذَنَىٰ عَذْرًا (۶۷)۔

الف۔ ”بَعْدَهَا“ = بعد هذه المسئلة۔

توضیح:

موسیٰ نے کہا اس سوال کے بعد اگر میں آپ سے پھر کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں۔

ب۔ ”بَعْدَهَا“ = بعد هذه الكرة۔

موسیٰ نے کہا اس مرتبہ کے بعد دوسری مرتبہ اگر میں آپ ان۔
فَإِنْطَلَقاً حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ نَّاسَتَطَعُمَا أَهْلَهَا فَأَبْوَا
أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جَدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَاقَامَهُ
قَالَ لَوْشِتَ لَتَخْذُلَتْ عَلَيْهِ أَجْرًا (۶۷)۔

”عَلَيْهِ أَجْرًا“ = على فعل إقامة الجدار۔

توضیح:

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا، مگر انہوں نے ان دونوں کی صیافت سے انکار کر دیا، وہاں ان دونوں نے ایک دیوار

دیکھی جو گراچاہتی تھی اس شخص نے اس دیوار کو پھر کھڑا کر دیا، موسیٰ نے کہا: اگر آپ
چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔

وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِيٍّ، ذَلِكَ تَأْوِيلٌ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ
صَبَرًا (۸۲)۔

”مَا فَعَلْتُهُ“ = فعل الذی فَعَلْتُهُ۔

توضیح:

اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دوستیم اڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں اس
دیوار کے نیچے ان بچوں کے لئے ایک خزانہ دفن ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا اس
لئے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ تمہارے رب
کی رحمت کی بنا پر کیا گیا۔

میں نے جو یہ کام کیا سوہا اپنے اختیار سے نہیں کیا۔

یہ ہے تاویل و توجیہ ان باتوں کی، جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ فَلْ سَأَلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ
ذِكْرًا (۸۳)۔

الف۔ ”منہ“ = من ذی القرنین۔

توضیح:

یہ لوگ تم سے ذی القرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں ان سے کہو میں ذی القرنین کا
کچھ حال تم کو سناتا ہوں۔

ب۔ ”منہ“ = من الله۔

..... پوچھتے ہیں آپ ان سے کہے میں اللہ کی جانب سے اللہ کے دیے علم و حکی کی

بناء پر تم کو اس کا کچھ حال بتاتا ہوں۔

أَتُونِي زُبُرُ الْحَدِيدِ، حَتَّىٰ إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّلَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا
حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ أَتُونِي أَفْرِغُ عَلَيْهِ قِطْرًا (۹۶)۔

”جَعَلَهُ“ = عَلَى السَّدَادِ الرُّوم ”عَلَيْهِ قِطْرًا“ = عَلَى السَّدَادِ الرُّوم۔

توضیح:

ذوالقرنین نے کہا: مجھے لو ہے کی چادریں لا کر دو، آخر جب دونوں پہاڑوں کے درمیان خلا، کواس نے پاٹ دیا تو لوگوں سے کہا اب آگ دہکاؤ حتیٰ کہ جب لوہا بالکل آگ ہو گیا تو اس نے کھلاواپ اس بندھ، دیوار پر پکھلا ہوا تابنا انڈیل دوں گا۔

فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهِرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبَا (۹۷)۔

”يَظْهِرُوهُ“ = يَظْهَرُو الرُّوم، ”لَهُ“ = للرُّوم۔

توضیح:

یاجون و ماجون اس بندھ پر چڑھ کر بھی نہ آسکتے تھے اور بندھ میں سوراخ کرنا، ان کے لئے اور بھی مشکل تھا۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهُ دَعَّائِ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا (۹۸)۔

”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الرُّوم۔

مگر جب میرے پروردگار کے وعدہ کا وقت آئے گا تو وہ اس بندھ کو ڈھادے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ برق ہے۔

وَتَرَكَنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمْوِجُ فِي بَعْضٍ وَنُفْخَ فِي الصُّورِ
فَجَمَعْنَاهُمْ جَمِيعًا (۹۹)۔

الف۔ ”بَعْضَهُمْ“ = بعض الناس۔

ترجمہ:

اور روز قیامت ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے کہ سمندر کی موجوں کی طرح ایک دوسرے سے گھنٹم گھنٹا ہوں اور صور پھونکا جائے گا اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے (تفہیم)۔

ب۔ ”بعضُهُم“ = بعض یاجوچ و ماجوچ۔
و عده کے وقت ہم یاجوچ و ماجوچ کو چھوڑ دیں گے۔

۱۹- مریم

قَالَ كَذَلِكَهُ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيْهِ هَيْنَ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلٍ
وَلَمْ تَكُ شَيْئًا (۹)۔

”هُوَ“ = الخلق۔

توضیح:

الله نے فرمایا ایسا ہی ہو گا، تمہارا رب کہتا ہے کہ کسی کو پیدا کرنا میرے لئے ذرا سی
بات ہے آخر میں اس سے پہلے تم کو پیدا کری چکا ہوں جب کہ تم کوئی چیز نہ تھے۔
قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيْهِ هَيْنَ وَلَنْجَعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ
وَرَحْمَةً مُنَا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا (۲۱)۔

”هُوَ“ = الخلق، ”نجعله“ = نجعل وجود الغلام، کان وجود الغلام امرًا
مَقْضِيًّا۔

توضیح:

فرشتے نے کہا ایسا ہی ہو گا تمہارا پروردگار کہتا ہے کسی کو پیدا کرنا میرے لئے ایک ذرا
تی بات ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کے وجود کو لوگوں کے لئے ایک نشانی
بنائیں اور اپنی جانب سے ایک رحمت اور اس کے بن باپ پیدا ہونے کا یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔

فَنَادَهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيئًا (۲۳)۔

الف۔ ”نَادَاهَا“ = نَادَى الْمَلَكَ مَرْيَمَ، ”مِنْ تَحْتِهَا“ = مِنْ تَحْتِ مَرْيَمَ۔

توضیح:

فرشتہ نے مریم کو اس کی (مریم) کی پاٹتی سے پکار کر کہا، رنجیدہ مت ہوتھا رے رب نے تمہارے نیچے قدموں کے پاس ہی نشیب میں ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔
ب۔ ”نَادَاهَا“ = نَادَى عِيسَى مَرْيَمَ۔

عیسیٰ نے اپنی والدہ مریم کی پاٹتی سے باؤاز بلند کہا، رنجیدہ مت ہوا لغ۔
فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ، قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ
صَبِيًّا (۲۹)۔

”أَشَارَتْ إِلَيْهِ“ = أَشَارَتْ إِلَى الْفَلَام۔

توضیح:

مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوارے میں ایک بچہ پڑا ہوا ہے۔

فَلَمَّا اغْتَرَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ وَهُبَّنَا لَهُ اسْلَحَقَ
وَيَعْقُوبَ وَكُلَّا جَعَلْنَا نَبِيًّا (۲۹)۔

”أَغْتَرَلَهُمْ“ = اعتزل إبراهیم قومہ المشرکین ”لَهُ“ = لا إبراهیم۔

توضیح:

جب ابراہیم نے مشرک قوم اور ان کے باطل معبودوں سے علاحدگی اختیار کی تو

ہم نے اس کو اسحاق و یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو منی بنایا۔

• وَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُم لِسَانَ صِدْقٍ عَلَيْهِ (۵۰)۔

”لَهُم“ = لا براہیم و اسحاق و یعقوب۔

ترجمہ:

ہم نے ابراہیم، اسحاق اور یعقوب ان سب کو اپنی رحمت کی بخشش سے سرفراز کیا تھا نیز ان سب کے لئے سچائی کی صدائیں بلند کر دیں، (جو کبھی خاموش ہونے والی نہیں (ترجمان)۔

ہم نے ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو اپنی رحمت سے نوازا اور ان کو سچی نام آوری عطا کی (تفہیم)۔

• جَنَّتٌ عَدْنٌ نِّيَّارٌ وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَةً بِالْغَيْرِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَاتِيًّا (۶۱)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = إِنَّ الرَّحْمَنَ، ”وَعْدَهُ“ = وَعْدَ الرَّحْمَنَ۔

توضیح:

ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن کا رحمن نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے حالانکہ وہ جنتیں ان کے لئے ابھی پوشیدہ ہیں اور اس میں شک نہیں کہ رحمن کا وعدہ ایسا ہے کہ وہ پورا ہو کر رہے گا۔

ب۔ ”إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَاتِيًّا“ = ان الشأن۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ کا وعدہ ہے جو ہو کر ہی رہے گا، اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

ثُمَّ لَنْحِنْ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَى بِهَا صِلْيَا (٢٠)۔

”بِهَا“ = بِجَهَنَّمْ، یہ تخریج آیت (۳۸) سے ظاہر ہے اس میں ہے: ”لَنْخُضْرَأَنَّهُمْ

حَوْلَ جَهَنَّمْ“۔

توضیح:

ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو جہنم میں جلائے جانے کے لاکن ہیں۔

اسی طرح آیت رقم (۱۷) میں وارد ”بَا“ کی ضمیر موہنث منصوب اور اس کے بعد کی آیت رقم (۲۷) میں ”فِيهَا“ کی ضمیر موہنث مجرور کامراجع جہنم ہی ہے۔

جہنم کی تائیث کے لئے دیکھئے: نساء کی آیت رقم (۹) فقرہ (۱۵)۔

وَكُمْ أَهْلَكُنَا قَبْلَهُمْ مَنْ قَرِنْ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئَيَا (۲۷)۔

”قَبْلَهُمْ“ = قبل منکری القرآن، قبل منکری محمد رسول اللہ ﷺ

”هُمْ“ = الأقوام الماضية المهلكة۔

توضیح:

محمد کے اللہ کے رسول ہونے کا انکار کرنے والوں سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں

کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان منکرین قرآن و رسول سے زیادہ سروسامان رکھتی تھیں۔

كَلَّا سَنَكُتبُ مَا يَقُولُ وَنَمُذَلَّةٌ مِنَ الْعَذَابِ هَدَاءٌ وَنَرِئَةٌ

مَا يَقُولُ وَيَأْتِيَنَا فَرْدًا (۸۰، ۷۹)۔

”لَهُ“ لملکاکفرون: نَرِئَةٌ: نَرِثُ الكافر۔

یہ تخریج آیت رقم (۷۷) سے ظاہر ہے۔

أَفَرَأَءَ يُتَّ الَّذِي كَفَرَ بِإِيمَانِ وَقَالَ لَأُوتَيَنَ مَالًا وَ

وَلَدًا (۷۷)۔

توضیح:

ہرگز نہیں یہ کافر جو کچھ بکتا ہے وہ ہم لکھ لیں گے (اس کی اس بکواس سے گوش پوشی نہیں کی جائے گی) اور دیسرے دیسرے اس کافر کے لئے سزا میں اضافہ کرتے جائیں گے، اور جس سروسامان کا یہ کافر دعویٰ کرتا ہے وہ سب ہمارے ہی قضیہ میں آئے گا، اسے تو ہمارے سامنے لے کا وہاہی حاضر ہونا ہے۔

• وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِلَهَةً لَيْكُونُوا لَهُمْ عِزًّا (۸۱)۔

”لَهُمْ“ = لِلْمُشْرِكِينَ۔

توضیح:

ان لوگوں (مشرکوں) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خداوند بنارکھے ہیں تاکہ وہ خداوندان مشرکوں کے پشتیاب ہوں۔

• كَلَّا سَيَكُفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُوا عَلَيْهِمْ ضِدًا (۸۲)۔

الف۔ ”يَكُفُرُونَ الْأَلِهَةَ بِعِبَادَةِ الْعَابِدِينَ“ = المشرکین ویکونون الالہہ

علی عابدیہم ضدًا ”بِعِبَادَتِهِمْ“ = عبادة العابدين، علیہم علی العابدين۔

مصدر کی اضافت مفعول کی طرف: تکفر الالہہ بِعِبَادَتِهِم۔

مرجع سے قریب ترین اسم ہے۔

توضیح:

ایسا ہرگز نہیں ہو گا کہ معبود ان باطل کسی کی مدد کر سکیں وہ تو عابدوں (مشرکوں) کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے بلکہ انہا ان عابدوں مشرکوں کے مقابلہ ہو جائیں گے۔

ب۔ المصدر مضارف إلى الفاعل أى يکفر المشرکون بِعِبَادَتِهِم

الأَصْنَامُ، "عِبَادَتُهُمْ" = عِبَادَةُ الْمُعْبُودِينَ "عَلَيْهِمْ" = عَلَى الْمُعْبُودِينَ۔
عابد مشرک اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے جس کی اطاعت (عبادت) کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کی تھی، ان اطاعت (عبادت) غیر اللہ کے لئے نہیں تھی وہ معبدوں کے مخالف ہو جائیں گے۔

● تَكَادُ السَّمُونُتْ يَتَقْطَرُنَ مِنْهُ وَقَنْشَقُ الْأَرْضُ وَتَخْرُجُ
الْجِبَالُ هَذَا (٩٠)۔
”مِنْهُ“ = مِنَ الْقَوْلِ۔

توضیح:

مشرکوں کے اس بے ہودہ قول پر کہ رحمن نے کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین چر جائے اور پہاڑ گرفتار پڑیں۔
● فَإِنَّمَا يَسِّرُنَا بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَقِيْنَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا
هَذَا (٩٧)۔

”یَسِّرُنَا“ = یَسِّرَنَا القرآن ”بِهِ“ بالقرآن۔

توضیح:

اے محمد اس کلام (قرآن) کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اس لئے نازل کیا ہے کہ تم اس قرآن کے ذریعہ پر بیزگاروں کو خوش خبری دو اور اسی کے ذریعہ جھگڑا لوگوں کو ڈراؤ۔

● وَكُمْ أَهْلَكَنَا قَبْلَهُمْ مَنْ قَرِنَ هَلْ تُحِسْ مِنْهُمْ مَنْ أَحَدَ أَوْ
تَسْمَعُ لَهُمْ رِثْكَراً (٩٨)۔

”قَبْلَهُمْ“ = قبل منکری القرآن اور منکری محمد رسول اللہ ﷺ۔

”مِنْهُمْ“ = مِنْ أَهْلِ الْقَرْوَنِ الْخَالِيَّةِ مِنْ الْأَقْوَامِ الْمَاضِيَّةِ الْمَهْلَكَةِ۔

توضیح:

محمد کے اللہ کے رسول ہونے کا انکار کرنے والوں سے پہلے ہم کتنی ہی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں پھر آج تم ان ہلاک شدہ لوگوں کا کہیں کوئی نشان پاتے ہو؟۔

٣٠- طا

فَلَا يُصِدِّنَكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَأَتَيْعَ هَوَةَ فَرَدْيٍ (١٢)۔

الف۔ ”عنہا“ = عن الساعة أی القيامة ”بھا“ = بالساعة۔

توضیح:

جو شخص قیامت پر ایمان نہیں لاتا اپنی خواہش نفسی کا بندہ بن گیا ہے وہ تم کو اس گھری کی فکر سے نہ روک دے، ورنہ تم ہلاکت میں پڑ جاؤ گے (تفہیم)۔

ب۔ ”عنہا“ = عن الصلاة ”بھا“ = بالساعة۔

جو شخص قیامت پر ایمان نہیں لاتا اور تم کو صلاۃ سے نہ روک دے ورنہ تم ہلاکت لئے۔

ج۔ ”عنہا“ = عن الكلمة الشهادة۔

دوسری تحریج بعید از صواب اور تیری تو قریب از خطاء ہے۔

أَنْ أَقِدِّفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفْ فِيهِ فِي الْيَمِّ فَلَيُلْقِيَ الْيَمُ
بِالسَّاحِلِ يَا حَذْهُ عَدُوُّ لَى وَعَدُّ وَلَهُ، وَالْقِيَتُ عَلَيْكَ
مَحَبَّةً مَنِّي وَلَتُضْنَعَ عَلَى عَيْنِي (٣٩)۔

الف۔ ”أَقِدِّفِيهِ“، (اول و دوم) یُلْقِیَ، یا حَذْهُ، لَهُ، ”ه“ = موسی۔

توضیح:

(ہم نے موئی کی والدہ کو اشارہ کیا کہ) وہ نو مولود موئی کو تابوت میں رکھ دے پھر موئی کو سمندر میں چھوڑ دے سمندر موئی کو ساحل پر لاڈا لے گا پھر میر اور موئی کا دشمن اس کو لے لے گا۔

میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی اور اس لئے کہ تم میری نگرانی میں پر درش پاؤ۔

ب۔ ”اقْذِفُهُ“ اقْذِفْ فی موسَى ”فَاقْذِفْ فِیهِ“ فاقذ فی التابوت۔

”يُلْقِهِ“ = يلق التابوت ”يَأْخُذُهُ“ = يأخذ التابوت، ”لَهُ“ موسی۔

..... وہ نو مولود موئی کو تابوت میں رکھ دے پھر تابوت کو سمندر میں چھوڑ دے سمندر تابوت کو ساحل پر لاڈا لے گا، پھر میر اور موئی کا دشمن تابوت کو لے لے گا انہیں۔
یُلْقِهِ اور يَأْخُذُهُ: دونوں جگہ کی ضمیر منصوب تابوت کی بجائے موئی کی طرف پھیری جاسکتی ہے۔

لیکن جیسا پہلے بھی بتایا گیا ایک ہی جملہ کی جملہ ضمیریں جہاں تک ہو سکے ایک ہی نقش میں رہیں تو بہتر ہے۔

• وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ أَيْتَنَا كُلَّهَا فَكَذَبَ وَأَبَى (۵۶)۔

”أَرَيْنَاهُ“ = آرینا فرعون۔

ضمیر منصوب مذکور کا مرتع سات آئیوں پہلے آیا ہے۔

توضیح:

ہم نے فرعون کو سب ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ جھٹلا تارہ اور نہیں مانا۔

• فَلَنَا تَيَّنَّكَ بِسِحْرٍ مُّثِلِّهِ.....الخ (۵۸)۔

”مثله“= مثل سحر ماجست بہ۔

توضیح:

فرعون نے کہا: ہم بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو دلاتے ہیں جیسا تو لایا۔

فَتَنَّازَ عُوَا أَمْرَهُمْ بِينَهُمْ وَأَسْرُوا النَّجُوَى (۶۲)۔

الف۔ ”أَمْرَهُم“= أمرهم ملاء فرعون۔

توضیح:

مقابلہ کے بارے میں فرعون کے مشیروں نے باہم ایک دوسرے سے مختلف رائے

دی:

کسی نے کہا کہ موی کا مقابلہ کرنا چاہئے کسی نے کہا نہیں کرنا چاہئے کہ شکست کا احتمال ہے۔

ب۔ ”أَمْرَهُم“= أمر الماسحرين۔

فرعون کے درباری جادوگروں میں اختلاف ہو گیا، بعض جادوگروں کو موی کے معجزہ کی وجہ سے انہیں اپنے جادو کی تاثیر میں شہبہ پڑ گیا تھا۔

فرعون کی ذاتی رائے کیا تھی یہ ظاہر نہیں ہے، مگر یہ واضح ہے کہ اس نے مشیروں یا جادوگروں کی رائے قبول کی جو موی سے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے۔

● قَالَ بَلْ الْقُوَا فَإِذَا حِبَالْهُمْ وَعِصِيَّهُمْ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى (۶۳)۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“= إلى موسى۔

توضیح:

مویٰ نے کہا تم ہی پہلے اپنا جادو دکھاؤ، یا کا یک فرعونی جادو گروں کی رسیاں اور لامبیاں
مویٰ کی نظر میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسی دوڑتی ہوں۔

ب۔ ”إِلَيْهِ“ = إلى فرعون، فرعون کو ایسی دکھائی دیئے لگیں جیسی دوڑتی ہوں۔

مطلوب یہ کہ مویٰ تو جادو کی بے حقیقتی سے واقف ہی تھے فرعون کو البتہ ایسا دکھائی
دینے لگا کہ رسیاں دوڑتی رہی ہیں۔

ضمیر واحد نہ کر غالب کی فرعون کی طرف پھیرنے کی گنجائش نقل کرتی ہے مگر مویٰ کی
طرف پھیرنا اقرب الی الصواب اور فرعون کی طرف اقرب الی الخطاء۔

● قَالَ أَمْنَتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَذْنَ لَكُمْ، إِنَّهُ لَكَبِيرٌ كُمُ الْذِي
عَلِمْتُمُ السُّحْرَ، فَلَا قَطْعَنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ
خِلَافٍ وَلَا وَصَلَبَنَكُمْ فِي جُذُوعِ النَّحْلِ، وَلَتَعْلَمُنَّ أَيْنَا
أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَى (۱۷)۔

الف۔ ”لَهُ“ = لمویٰ ”إِنَّهُ“ = إن موسیٰ۔

توضیح:

فرعون نے کہا: کیا تم میری اجازت سے پہلے مویٰ کی رسالت پر ایمان لے آئے،
معلوم ہوتا ہے مویٰ جادو میں تم سے بڑا ہے کہ اس نے تم کو جادو سکھایا، اچھا اب میں تمہارے
ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹوادوں گا اور کھجور کے تنوں پر تم کو سوی دوں گا پھر
تمہیں معلوم ہو جائے گا میراعذاب زیادہ خت اور دیر پا ہے، یادہ جس سے مویٰ خوف دلاتا ہے۔

ب۔ ”لَهُ“ = للرب۔

اس صورت میں لام بمعنی "علیٰ" لیا جائے گا۔

فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے رب ہارون و موسیٰ (اللہ پر ایمان لے آئے)، معلوم ہوتا ہے موسیٰ جادو کرنے میں تمہارا استاد ہے کہا تھا۔

● إِنَّا أَمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَا وَمَا أَكْرَهْنَا عَلَيْهِ مِنَ السُّخْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَّأَبْقَى (۳۷)۔

الف۔ "ما أَكْرَهْنَا عَلَيْهِ" = عَلَيْهِ = مَا أَكْرَهْنَا = "ما" موصول منصوب مفعول "يَغْفِرَ" معطوف على خطابيانا۔

توضیح:

جادوگروں نے کہا: ہم اب اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور اس جادوگری سے بھی درگزر فرمائے جس کے کرنے پر تو نے اے فرعون ہمیں مجبور کیا تھا، اللہ ہی بہتر ہے، اور وہی باقی رہنے والا ہے۔
ب۔ "ما" تافیہ۔

ہم اپنے معاف کرنے اور وہ غلطیاں بھی جواز قسم جادو ہیں، ہم نے اے اللہ تیرے ایمان کے بغیر اپنے طور پر خود ہی کی تھیں۔
مطلوب یہ کہ ہم اللہ سے سارے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

ملحوظہ:

ہر دو صورتوں میں گفتگو کا محل فرعون کا دربار ہے۔

ضیر کی پہلی تحریج اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔

فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشَّيْهِمْ مِنَ الْيَمِّ مَاغَشِّيَهُمْ (۷۸)۔

"اتَّبَعَهُمْ" = اتَّبَعَ فِرْعَوْنَ مُوسَى وَقَوْمَهُ۔

الف۔ ”غَيْشِيهِمْ“ (دونوں جگہ) غیشی فرعون و قومہ ”ما“ تعجبیہ۔

توضیح:

فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ موسیٰ اور ان کی قوم کا چیچھا کیا، پھر سمندر فرعون اور اس کی فوج پر چھا گیا کہ سب ڈوب گئے، سمندر فرعون اور اس کی فوج پر اس طرح چھا گیا جیسا کہ چھا جانا چاہئے تھا۔

تکرار غالباً واقع کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ہے جیسے سورۃ ”النجم“ میں ”أُوْحَى إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أُوحَىٰ“ اور ”إِذْ يَغْشِي السَّدْرَةَ مَا يَغْشِي“ آیا ہے۔

ب۔ ”غَيْشِيهِمْ“ (دوسری) غیشی موسیٰ و قومہ: ”ما“ نافیہ۔

..... کہ فرعون اور اس کی فوج ڈوب مری سمندر موسیٰ کی قوم پر نہیں چھایا موسیٰ اور موسیٰ کی قوم بچ نکلی۔

• وَقَدْ أَتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا، مَنْ أَغْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وِزْرًا (۱۰۰، ۹۹)۔

الف۔ ”عَنْهُ“ = عن الذکر: ”إِنَّهُ“ إن المعرض: روگردانی کرنے والا۔

توضیح:

ہم نے اپنے یہاں سے تمہیں ایک ذکر و آگاہی، تنبیہ، خبرداری، قرآن، عطا کیا، جو کوئی اس ذکر سے منھ موزے گا وہ منھ موزنے والا قیامت کے دن ذمہ داری کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہو گا۔

ب۔ ”عَنْهُ“ = عن الله۔

ہم نے عطا کیا جو کوئی اللہ سے روگردانی کرے گا اُنھیں۔

• خَلِيلِ الدِّينِ فِيهِ، وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِمْلًا (۱۰۱)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الوزر۔

توضیح:

اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے بارگناہ میں ہمیشہ رہیں گے یعنی یہ کبھی سبک بار نہیں ہوں گے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الحمل یہ ”یَحْمِلُ“ سے ظاہر ہے۔

اللہ کے ذکر سے روگردانی کرنے والے بارگناہ اٹھائے ہوئے ہی رہیں گے یہ حالت دوامی رہے گی۔

• وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجَبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبُّنَسْفًا، فَيَدْرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا (۱۰۵، ۱۰۶)۔

الف۔ ”يَدْرُهَا“ = يَدْرُ الجبال۔

توضیح:

میرا رب ان پہاڑوں کو ایک ہموار میدان میں تبدیل کر دے گا۔

ب۔ ”يَدْرُهَا“ = يَدْرُ الأرض۔

پھر میرا رب اس زمین کو بھی ایک ہموار میدان کر دے گا۔

یہ تخریج بعید از قیاس بلکہ نادرست ہے کیونکہ:
ضمیروں میں مناسبت بلا غلت کی خوبی ہے۔

اسی آیت سے پہلے ہے۔

یادداشت:

عام عربوں کے نزدیک جو چیزیں ان کے مشاہدے کے لحاظ سے دوامی تھیں ان

میں پہاڑ بھی تھے۔

زہیری حرمہ بن انس کا شعر ہے:

الا لا أرى على الحوادث باقياً ولا خالداً إلا الرجال الرأسيا

سوال پہاڑوں کے بارے میں تھا، دیکھئے: دیوان زہیر اور:

يَوْمَئِذٍ يَتَبَعُونَ الدَّاعِيَ لَا عُوْجَ لَهُ، وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ

لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسَا (۱۰۸)۔

الف۔ ”لَا عُوْجَ لَهُ“ = لاعوج للداعی۔

توضیح:

اس روز سارے انسان پکارنے والے کی طرف چل پڑیں گے، پکارنے والے میں کوئی تر چھاٹیز ہاپن نہیں ہو گا کہ سننے والے اس پر شہید کریں۔

ب۔ ”لَا عُوْجَ لَهُ“ = لاعوج للدعاء الداعی، يسمع جَمِيعُهُمْ فَلَا الميل
إلى ناس دون ناس۔

پکارنے والے کی پکار میں کوئی کبھی نہیں ہو گی کہ آواز میں شہید کیا جائے اور اس کی سمت متعین نہ ہو سکے، یا صاف نہ سنائی دے کہ ایک دوسرے سے پوچھنا پڑے کہ بتاؤ یہ آواز کیسی ہے یا کہاں سے آ رہی ہے۔

ج۔ ”لَهُ“ = لمدعا۔

اس روز سب لوگ پکارنے والے کی طرف سیدھے سیدھے چل پڑیں گے دنیا میں تو اختیار تھا کہ داعی حق کی آواز پر کان و ہریں اور اس کی راہ اختیار کریں یا نہ کریں مگر روز قیامت داعی کی آواز پر سب کو چلناء ہی پڑے گا۔

د۔ ”لَا عُوْجَ لَهُ“ = لاعوج لاتباع المتعین۔

اس صورت میں ”لَا عُوْجَ لَهُ“ منصب محدود کا وصف ہو گا یعنی اتباعاً

لاعوج لہ۔

اس روز سب لوگ پکارنے والے کی طرف سیدھے چل پڑیں گے، کوئی ہیرا پھیری نہیں ہوگی۔

آخری قول میں تکلف ہے کلام بلغ میں اس کا احتمال مشکل ہی سے نکل سکتا ہے۔

انتباہ:

زیر غور آیت میں ضمیروں کے مراجع خواہ مختلف ہوں مگر ما حصل سب کا یہ ہے کہ روز قیامت داعی کی آواز پر چل پڑنے میں سب برابر ہوں گے اور ان کے لئے اس سے گریزیاً انحراف ممکن نہ ہوگا۔

● يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (۱۱۰)۔
”ایدیہم، خلفہم، یُحِيطُون“ ساری مخلوق، سارے انسان، سارے جن و ملک۔
الف۔ ”بِهِ“ = بما یعنی بِمَا یَعْلَمُ اللَّهُ۔

تو ضیح:

(جو کچھ جن و انس و ملک وغیرہا) ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، جو کچھ ان سے پوشیدہ ہے، اللہ اس کو جانتا ہے وہ اپنے آگے کا علم رکھتے ہیں نہ پیچھے کا (وہ غیب کا علم نہیں جانتے)۔

ب۔ ”بِهِ“ = بِاللَّهِ۔
وہ اپنے علم سے اللہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، اللہ کو جیسا جانے کا حق ہے ویسا نہیں جان سکتے۔

ج۔ ”بِهِ“ = بِالْعِلْمِ وہ اپنے علم سے اللہ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ملحوظہ:

غالباً پہلی تخریج صحت سے زیادہ قریب ہے۔

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا فُرْقَانًا عَرَبِيًّا وَ صَرَفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ، الخ
• (۱۱۳)

”آنزلنا“ = آنزلنا الوحی ”فِيهِ“ فی الوحی۔

تو ضمیح:

قرینہ مقالی سے ظاہر ہے کہ یہاں وحی سے وہی کتاب یعنی قرآن مراد ہے جس کی صراحت سورہ یوسف کی تیسری آیت میں ہے۔

محمد پر ہم نے اپنی وحی نازل کی اور اس میں ہم نے پھیر پھیر کر ذرانے کی (خبر دار کرنے کی) باتیں سنائیں۔

یادداشت:

دیکھئے: سورہ یوسف کی تیسری آیت، پہلا فقرہ۔

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كُمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسِكِينِهِمْ إِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَتِ لَأُولَى النُّهَى (۱۲۸)۔

”لَهُمْ“، ”قَبْلَهُمْ“ = منکری قرآن یا منکری رسالت محمد۔

”مسکینِہم“ = مساکن الأمم الماضية المهلكة۔

لقدیر: أَفَلَمْ يَبْيَنْ اللَّهُ الْعِبْرَ بِإِهْلَاكِ الْقُرُونِ السَّابِقَةِ۔

”لَهُمْ“ قبلہم، ”يَمْشُونَ“ = منکرین خدا اور رسول۔

توضیح:

کیا اللہ نے اب تک منکرین خدا اور رسول پر یہ بات واضح نہیں کی کہ ان منکرین سے پہلے ہم بہت سے گروہ ہلاک کر چکے ہیں ایسے گروہ جن کی اجزی بستیوں میں یہ لوگ اب بھی چلا پھرا کرتے ہیں اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں سبق آموز نشانیاں ہیں جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

انتباہ:

”لَهُمْ وَقْبِلَهُمْ“ کی مجرور ضمیروں کا مر جمع خواہ منکرین قرآن ہوں یا ہلاک شدہ تو میں ہوں ”مساکنہم“ کی ضمیر مجرور کا مر جمع ہلاک شدہ تو میں ہی ہو گا۔

یادداشت:

یہاں سورہ مریم کی آیت (۲۷) اور اس کی آخری آیت اور فقرہ (۱۵ اور ۱۶) سے مقارنہ مفید رہے گا۔

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيْنَهُ مَا فِي
الصُّحْفِ الْأُولَى (۱۳۳)۔

”مِنْ رَبِّهِ“ = من ربِّ محمد کا مر جع قرینہ حالیہ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

محمد کی رسالت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں: یہ شخص اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔

یادداشت:

یہاں سوہ انعام کی آیت (۲۷) فقرہ (۱۳) اور سورہ یونس کی آیت (۲۰) فقرہ (۲) نیز سورہ رعد کی (۷) اور (۲) دیں آیت سے مقارنہ مفید رہے گا۔

• وَلَوْ أَنَا أَهْلُكُهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ

إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبَعَ إِيمَانَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نُذَلَّ وَنَخْرُى (۱۳۲)۔

الف۔ ”قبیله“ = من قبل اتیان العذاب مضاف مخدوف۔

توضیح:

اگر ہم محمدؐ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کو کسی عذاب سے ہلاک کر دیں تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر عذاب نازل کرنے سے پہلے آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل دخوار ہونے سے پہلے آپ کی نشانیوں کی پروردی کرتے۔

ب۔ ”قبیله“ = من قبل البرهان أو التذکير۔

..... ہمارے پروردگار کوئی کھلی نشانی دکھانے سے قبل آپ نے ہمارے طرف اخراج۔

یادداشت:

کھلی نشانی سے ان کی مراد غالباً ایسی نشانیاں تھیں جیسی موسیٰ اور عیسیٰ کو دی گئی تھیں۔

۲۱۔ انبیاء

● مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٌ إِلَّا سَمِعُوهُ
انخ“ (۲)۔

الف۔ ”اسْتَمْعُوْهُ“ = استمعوا الذکر لفظاً کرے ظاہر ہے۔

توضیح:

لوگوں کے پاس جو تازہ ذکر تسبیہ، یاد دہانی ان کے رب کی طرف سے آئی ہے اس یاد دہانی کو وہ تکلف سے سنتے ہیں دل لگا کر کان نہیں دھرتے۔

ب۔ ”اسْتَمْعُوْهُ“ استماعوا الرسول فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

اوگوں کو ان کے رب کی طرف سے آئی ہوئی تازہ تسبیہ سنائی جاتی ہے تو لوگ سنانے والے یعنی رسول کی طرف بحکلف ہی متوجہ ہوتے ہیں، انہیں رسول کا پیغام سنتے کا شوق نہیں ہے۔

● قُلْ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ (۳)۔

ترجمہ:

(پیغمبر نے کہا) آسمان و زمین میں جوبات بھی کہی جاتی ہے (خواہ پوشیدہ کہی جائے

خواہ علائیہ) میرے پروردگار کو سب معلوم ہے وہ سننے والا جانے والا ہے (ترجمان)۔

● بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلْ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ، فَلِيَاْتَنَا
بِإِيمَانٍ كَمَا أَرْسَلَ الْأَوَّلُونَ (۵)۔

”افتراء“ = افتری الرسول القول پچھلی آیت کے لفظ قول سے ظاہر ہے۔

توضیح:

مکرین رسالت کہتے ہیں جو کچھ یہ سنا تا ہے وہ پر اگندہ خواب ہے، بلکہ یہ قول قرآن خود اسی نے گھڑ لیا ہے۔

● وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ (۸)۔

”جعلناهم“ = جعلنا الرسول اس سے پہلے کی آیت: ”وَمَا أَرْسَلْنَا“ سے ظاہر ہے۔

ترجمہ:

ان رسولوں کو ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھاتے نہ ہوں اور نہ وہ سدا جیسے والے تھے (تفہیم)۔

● وَكُمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَانَا بَعْدَهَا قَوْمًا
أَخْرِيْنَ، فَلَمَّا أَخْسُوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ (۱۱، ۱۲)۔

الف۔ ”منہا“ = من القرية، پچھلی آیت میں مذکور ہے۔

توضیح:

کتنی ہی ظالم بستیاں ہیں جن کو ہم نے پیس کر رکھ دیا اور ان کے بعد ان کی جگہ دوسری قوم کو دی جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو وہ بستی سے نکل کر سر پر بھاگنے لگے۔

ب۔ ”منہا“ = مِنْ شدید البَأْسِ، باس بمعنی شدت اور تباہی ثابت باعتبار معنی اس

لحاظ سے ”من“ سیزیہ ہو گا۔

جب ان کو ہمارا عذاب محسوس ہوا تو وہ عذاب کی شدت سے گھبرا کر سرپت بھانگنے لگے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِي جَاجَأْ سُبُّلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (۳۱)۔

الف۔ ”تَمِيدَ بِهِمْ“ = تَمِيدَ الْأَرْضَ بِالنَّاسِ ”فِيهَا“ = فِي الرَّوَاسِيَ۔

تو ضَحْكٌ:

ہم نے زمین میں پہاڑ جہاد یئے تاکہ زمین لوگوں کو لے کر ڈھلک نہ جائے اور پہاڑوں میں ہم نے کشادہ را ہیں بنادیں۔

ب۔ ”فِيهَا“ = فِي الْأَرْضِ۔

ہم نے..... ڈھلک نہ جائے اور زمین میں ہم نے کشادہ را ہیں بنادی ہیں۔

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا، وَهُمْ عَنِ اِيَّهَا مُغَرِّضُونَ (۳۲)۔

”ایَّهَا“ = ایات السماء۔

تو ضَحْكٌ:

ہم نے آسمانوں کو ایک محفوظ حچت بنادیا مگر یہ لوگ ان نشانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جو آسمانوں میں ہیں۔

سماء کی تائیث کے لئے دیکھئے: ججر آیت (۱۶) فقرہ (۸)۔

وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ، لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكْفُونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ

ظُهُورُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ، بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبَاهُهُمْ فَلَا
يَسْتَطِعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۳۸، ۳۹، ۴۰)۔
”رَدَّهَا“ = رَدَّ النَّارِ۔

توضیح:

یہ لوگ کہتے ہیں آخر یہ دھمکی پوری کب ہو گی اگر تم سچے ہو کاش ان کافروں کو اس وقت کا کچھ علم ہو تا جب کہ یہ نہ اپنے منھ سے آگ بچا سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں سے اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی (تفہیم)
آگ ان کافروں کو اچانک آئے گی اور ان کو بد حواس کر دے گی پھر انہیں اس آگ کو ہٹانے کی قدرت ہو گی اور نہ ان کافروں کو ڈھیل دی جائے گی۔
ب۔ ”رَدَّهَا“ = رَدَّ الْقِيَامَة۔

ان کافروں کو قیامت اچانک آئے گی اور ان کو بد حواس کر دے گی پھر انہیں قیامت کو ٹالنے متاخر کرنے کی قدرت ہو گی اور نہ ان کافروں کو ڈھیل دی جائے گی۔
ج۔ ”رَدَّهَا“ = رَدَّ الْعَقُوبَة۔

ان کافروں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا اچانک آئے گی اور ان کو بد حواس کر دے گی، اور انہیں اس سزا کو ٹالنے کی قدرت ہو گی اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی۔

● ”أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ تَمْنَعُهُمْ مِنْ دُونَنَا لَا يَسْتَطِعُونَ نَصْرًا
أَنفُسُهُمْ وَلَا هُمْ مِنَّا يُضْحِبُونَ“ (۲۳)۔

الف۔ ”لَهُمْ“ = للمشرکین، ”تَمْنَعُهُمْ“ = تَمْنَعُ الْإِلَهَةُ الْمُشْرِكُين، ”أَنفُسُهُمْ“ = أَنفُسُ الْإِلَهَةِ، ”وَلَا هُمْ“ = وَلَا الْمُشْرِكُون۔

توضیح:

کیا یہ مشرکین اپنے کچھ ایسے معبدور کھتے ہیں جو ہمارے مقابلہ میں ان مشرکوں کی مدد کریں؟ یہ معبدوں خود اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی دوسرا ان مشرکوں کی مدد کر سکتا ہے۔

ب۔ ”وَلَا هُمْ“ = وَلَا الأَصْنَام۔

اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی دوسرا ان باطل معبدوں کی مدد کر سکتا ہے۔

مشرکین اور ان کے معبدوں نوں ہی بے یار و مددگار و اصل جہنم ہوں گے۔

• وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نُفُسُ
شَيْئًا، وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا يَهَا، وَكَفَى
بِنَا حَاسِبِينَ (۷۲)۔

”بِهَا“ = مِثْقَالَ حَبَّةٍ۔

توضیح:

قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تو نے والی ترازوں کو کہ دیں گے پھر کسی شخص پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہو گا جس کا رائی کے دائے کے برابر بھی کچھ کیا دھرا ہو گا اس رائی کے برابروز نے والے عمل کا نتیجہ ہم اس کے سامنے لے آئیں گے اور حساب لگانے کے لئے ہم کافی ہیں۔

لحاظہ:

ضمیر کا مرتع اصلاً مثقال ہے اس کی اضافت یہاں ”حَبَّة“ کی طرف ہے جو لفظاً مؤنث ہے، ضمیر مؤنث بخلاف معنی آئی ہے۔

ضمیر کا باعتبار معنی مضاد الیہ کی طرف رجوع ہونا شاذ و نادر نہیں ہے مثلاً:

وَمَنْ يُرِدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا، وَمَنْ يُرِدُ ثَوَابَ الْآخِرَةِ
نُؤْتِهِ مِنْهَا، وَسَنَجْزِي الشَّكِيرِينَ (آل عمران: ۱۳۵)۔

یادداشت:

دیکھئے: بقرہ آیت (۲۷)، فقرہ (۵)۔

وَلَقَدْ أَتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَةً مِنْ قَبْلٍ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ (۵۱)۔
الف۔ ”کُنَّا بِهِ“ = کُنَّا بِإِبْرَاهِيمَ۔

توضیح:

موسیٰ سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی ہوشمندی بخشی تھی اور ہم ابراہیم سے بخوبی
واقف تھے کہ وہ سزاوار رسالت و نبوت ہو گا۔

ب۔ ”کُنَّا بِهِ“ = کنا بالرشد۔

..... بخشی تھی اور ہم ابراہیم کی ہوشمندی سے واقف تھے وہ عام خرمدندي سے واقف
تھے وہ عام خرمدندي اور فرزائیگی سے مختلف تھی۔

”قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ
وَأَنَا عَلَى ذَلِكُمْ مَنَّ الشَّهِيدِينَ (۵۶)۔

الف۔ ”فَطَرَهُنَّ“ = فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قریبی مذکور۔

توضیح:

ابراہیم نے ہماں میں کھیال بخشنے والی بات نہیں کر رہا ہوں تمہارا جیقی پروردگار وہی ہے جو
زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے، اسی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اس بات کا گواہ
ہوں اور اسی کا قائل ہوں۔

ب۔ ”فَطَرَهُنَّ“ = فَطَرَ التَّمَاثِيلَ۔

ابراہیم نے کہا۔ پروردگار ہے تماثیل بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں۔

مطلوب یہ کہ: کوئی مخلوق پر ستش کے قابل نہیں۔

فَجَعَلَهُمْ جُذُّا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ (۵۸)۔

الف۔ ”جَعَلَهُمْ“ = جَعَلَ الأَصْنَام، لَهُمْ لِلْعِبَاد، لَعَلَّهُمْ، لَعَلَّ عِبَادَ الْأَصْنَام۔

توضیح:

ابراهیمؑ نے مشرکوں کے بتوں کے نکڑے نکڑے کر دیئے سوائے اس بت کے جو بزعم مشرکین باعتبار صفات ان مشرکوں کے لئے سب بتوں سے برا تھا، اس بڑھے بت کو ابراہیمؑ نے اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔
ب۔ ”لَهُمْ“ = لِلْأَصْنَام۔

سوائے اس بت کے جو بتوں میں باعتبار جسامت سب سے برا تھا۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“ = إِلَى الصِّنْمِ الْكَبِيرِ أُولَئِكَ الْكَبِيرُ الْمُتَرُوكُ۔

توضیح:

شاید کہ مشرک اپنے عقیدہ کے لحاظ سے دریافت حال کے لئے اس بڑھے بت کی طرف رجوع ہوں اور پوچھیں، بتا کس نے اس سارے بتوں کی یہ درگست بنادی۔

ب۔ ”إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ“ = إِلَى إِبْرَاهِيمَ۔

شاید کہ مشرک اپنے بتوں کی بے چارگی مشاہدہ کر کے ابراہیمؑ کی طرف یعنی ابراہیمؑ کے دین کی طرف رجوع ہوں۔

ج۔ ”إِلَيْهِ“ = إِلَى اللَّهِ۔

مشاہدہ کر کے حقیقی معبود اللہ کی طرف رجوع ہوں۔

اسی طرح بعد کی (۲۰) ویں آیت میں ”بہ“ ضمیر مجرور اور (۱۷) ویں آیت میں ”نجینہ“ کی ضمیر منصوب اور (۲۲) ویں آیت میں ”الہ“ کی ضمیر مجرور کا مر جمع ابراہیمؑ ہیں۔

۵

فَهَمْنَهَا سُلَيْمَانٌ وَكُلُّا اتَّيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَرْنَا مَعَ
دَاؤُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحُنَّ وَالظَّيْرَ، وَكُنَّا فِعِيلِينَ (۷۹)۔
”فَهَمْنَهَا“ = فَهَمْنَا الْقَضِيَّةَ وَحُكْمَهَا۔

ترجمہ:

ہم نے سلیمان کو جھگڑے منئے فیصل کرنے کی سوچ بوجھ عطا کی، حالانکہ حکم اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا، داؤد کے ساتھ ہم نے پھر اڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو قبیح کرتے تھے اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے (تفہیم)۔

●

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَاتَّيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ
مَعْهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذُكْرٌ لِلْغَيْدِينَ (۸۲)۔

”مِثْلَهُم“ مثل اہل ایوب۔

اہل اسم جمع ہے جیسے مثاً: ذو، رہب، قوم، نفر، وغیرہ۔

ترجمہ:

پس ہم نے ایوب کی پکار سن لی اور وہ جس دکھ میں پڑ گیا تھا وہ دور کر دیا ہم نے اس کا گھر رانا (پھر سے) بسادیا اور اس کے ساتھ دیسے ہی (عزیز واقارب) اور بھی دیسے یہ ہماری طرف سے اس کے لئے رحمت تھی، اور یہ نصیحت ہے ان کے لے جو بندگی کرنے والے ہیں (ترجمان)۔

●

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْسِنُ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ، إِنَّهُمْ
كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَا رَغْبًا وَرَهْبًا،
وَكَانُوا لَنَا خَيْثِيْعِينَ (۹۰)۔

الف۔ ”إِنَّهُمْ“ = إِنْ زَكْرِيَا وَيَحْسِنُ وَزَوْج زَكْرِيَا قریبی مذکور۔

توضیح:

اور ہم نے زکریا کی دعا قبول کی اور اس سے بھی عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لئے درست کر دیا، زکریا اس کا بیٹا تھی اور زکریا کی بیوی یہ سب تینکی کے کاموں میں تک دو کیا کرتے تھے، اور وہ تینوں امید و نیم کی حالت میں ہمیں پکارتے اور ہمارے آگے خوف و اندیشہ سے جھکے ہوئے تھے۔

ب۔ "إِنَّهُمْ" = إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ "كَانُوا" = الأنبياء۔

اور ہم نے درست کر دیا، سب انبیاء جن کا ذکر ہوا تینکی کے کاموں میں تک دو کیا کرتے تھے۔

● إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَآنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِي، وَتَقْطَعُوا
أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلُّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ (۹۲، ۹۳)۔

"أمرهم" = أمر الناس، اسی طرح "بينهم" = بين الناس۔
مرجع لفظوں میں مذکور نہیں ہے سیاق و سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

رسولوں کے ذریعہ ہم نے جو تعلیم دی تھی وہ یہی تھی کہ:
یہ تمہاری امت یہ سارے انسان حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری ہی عبادت کرو۔

(مگر ہوایہ کہ تم لوگ اپنی من مانی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے اور) انہوں نے آپس میں اپنے دین کے نکڑے نکڑے کرڈا۔

● وَحَرَمَ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكُنَا هَا آنَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (۹۵)۔

"آنہم" = ان أهل القرية المهلكة مضاف محدوف۔

جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے وہاں کے لوگ اپنی سابقہ حالت پر لوٹنے والے نہیں ہیں۔

● حَتَّىٰ إِذَا فُتَحَتْ يَأْجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ
يُنْسِلُونَ (۹۶)۔

الف۔ ”هُمْ“ = یاجوج و ماجوج۔

اور وہ یعنی یاجوج و ماجوج مع اپنی ذریت ہری بھری جگہ سے نکل پڑیں گے۔

ب۔ ”هُمْ“ العالم: جمیع الخلق۔

تا آنکہ یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور ساری مخلوق ہری بھری جگہ سے نکل پڑے گی۔

● وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاهِخَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ
كَفَرُوا يُؤْتَلَنَا الْخَ (۹۷)۔

الف۔ ”هِيَ“ ابصارُ الَّذِينَ كَفَرُوا شخصت عنده حجی وعد۔

توضیح:

اور وہ بعث بعد الموت کا سچا وعدہ آپنے گا تو بس پھر یا کیک کافروں کے دیدے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے وہ چلا اٹھیں گے ہائے ہماری کم بختی۔

ب۔ ”هِيَ“ = القصة و الحادثة۔

..... تو پھر یا کیک یہ قصہ ہو گا کہ منکروں کے دیدے انخ۔

● إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ حَضْبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا
وَرِدُونَ (۹۸)۔

ترجمہ:

تم اور تمام چیزیں جن کی اللہ کو چھوڑ کر پوچھ کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں تم سب
دہان پہنچنے والے ہو (ترجمان)۔

﴿لَوْ كَانَ هُوَ لَأَءِ الِهَةَ مَا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَلِدُونَ﴾ (۹۹)۔

”ورَدُوهَا“ = وَرَدُو جَهَنَّمَ، ”كُلٌّ فِيهَا“ = العابدون و المعبودون في جَهَنَّمَ۔

توضیح:

مشرک جن ہستیوں کو پوچھتے تھے، اگر وہ فی الواقع خدا ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے،
ان سب کو ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ﴾ (۱۰۰)۔

”لَهُمْ فِيهَا“ = للعابدين والمعبودين في جَهَنَّمَ، ”وَهُمْ فِيهَا“ = العابدون
فی جَهَنَّمَ۔

توضیح:

اور عابدوں اور معبودوں کا جہنم میں ایسا شور و غل ہو گا کہ عابدوں معبودوں میں
سے کوئی بھی ایک دوسرے کی بات نہیں سن سکے گا۔

﴿يَوْمَ نَطُوي السَّمَاءَ كَطَى السَّجْلُ لِلْكُتُبِ، كَمَا بَدَانَاَ

أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ، وَعُدًا عَلَيْنَا، إِنَّا كُنَّا فَعِيلِينَ﴾ (۱۰۲)۔

”نُعِيدُهُ“ = نعيد الخلق۔

توضیح:

جس روز ہم آسمانوں کو اسی طرح پیش گے جس طرح لکھتے ہوئے مضمون کا کاغذ پیٹ لیا جاتا ہے اور ہم نے جس طرح پہلی بار پیدا کرنے کے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح اس چیز کو دوبارہ پیدا کر دیں گے اور یہ ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔

• وَإِنْ أَدْرِي لَعْلَةُ فِتْنَةٍ لَكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَى جِنِّ (۱۱۱)۔

”لَعْلَةٌ“ = لَعْلَ الْأَهْمَال، لعل التأخير في العذاب وفي يوم الحساب۔

اسم مذکور نہیں ہے، فوائے کلام سے ظاہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کہہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ عذاب کے آنے میں تاخیر تمہارے لئے ایک آزمائش ہے بس ایک وقت مقرر تک زندگی سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کیا جا رہا ہے۔

٢٣-حج

”يَا يَاهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ،
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ
ذَاتٍ حَمْلٍ حَمْلَهَا“ (٢، ١)۔

”تَرَوْنَهَا“ = تَرَوْنَ الزَّلْزَلَةَ، ”حَمْلَهَا“ = حمل ذات حمل۔

توضیح:

لوگو! اپنے پروڈگار سے ڈروکہ قیامت کا زلزلہ ایک ہولناک شئی ہے جس دن تم
اس قیامت کے زلزلہ کو دیکھو گے تو اس وقت یہ حال ہو گا کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے
دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی اور تمام حمل والیاں اپنے حمل گردایں گی۔

ضمیر موئث منصوب کا مر جع ”السَّاعَةِ“ لینادرست نہیں، یہاں اصل ذکر زلزلہ کا
ہے نہ کہ ”سَاعَة“ کا یوں بھی بغیر قرینہ کے ضمیر کامضاف الیہ کی طرف رجوع کرنا مناسب
ہے۔

”وَمَنِ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ
شَيْطَنٍ مَرِيدٍ، كُتُبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّهُ فَأَنَّهُ يُضْلُلُ وَيَهْدِي
إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ“ (٣، ٣)۔

”كُتُبَ عَلَيْهِ“ = كُتُبَ عَلَى الشَّيْطَنِ۔

”أَنَّهُ“ = أَنَّ الشَّان ”مَنْ تَوَلَّهُ“ = مَنْ تَوَلَّ الشَّيْطَنَ، ”فَإِنَّهُ“ فَإِنَّ الشَّيْطَنَ -

”يُضْلِلُهُ“ = يُضْلِلُ مَنْ ”وَيَهْدِيهِ“ = يَهْدِي مَنْ -

تَقْدِيرٌ: كُتْبَ عَلَى الشَّيْطَنِ أَنَّ مَنْ تَوَلَّ الشَّيْطَنَ فَإِنَّ الشَّيْطَنَ يُهْلِكُهُ
وَيُضْلِلُهُ عَنْ طَرِيقِ الْجَنَّةِ وَيَهْدِيهِ إِلَى طَرِيقِ السَّعِيرِ -

توضیح:

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے بارے میں دانش و بیانش کے بغیر جھگڑتے ہیں
اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں -

شیطان کی بابت لکھ دیا گیا ہے کہ جو شخص اسے اپنا مددگار بنائے گا وہ اپنے مددگار بنانے
والے شخص ہی کو جنت کے راستے سے ہنا کر دوزخ کے عذاب کے رستے پر ڈال دے گا۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْمُجَادِلِ فِي اللَّهِ، کیوں کہ شان اسی کی بیان ہو رہی ہے -

كُتْبَ عَلَى الْمُجَادِلِ فِي اللَّهِ أَنَّ مَنْ تَوَلَّهُ فَشَانَهُ: (فَامْرُهُ) إِنَّهُ يُضْلِلُهُ أَنَّ
الثَّانِيَةَ فِي مَوْضِعِ رُفْعٍ بِالْإِضْمَارِ بَانِ يُضْمِرَ لَهُ -

تَقْدِيرٌ: كُتْبَ عَلَى الْمُجَادِلِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّهُ فَلَهُ أَنَّهُ يُضْلِلُهُ أَى فَلَهُ إِضْلَالُهُ وَ
هَدَايَتُهُ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ -

مطلوب:

إِنْ هَذَا الْمُجَادِلُ فِي اللَّهِ لَاتَّبَاعُهُ الشَّيْطَانُ صَارَ إِمَاماً فِي الضَّلَالِ لِمَنْ
يَتَوَلَّهُ فَشَانَهُ أَنَّهُ يَضْلُلُ مَنْ يَتَوَلَّهُ عَنْ طَرِيقِ الْجَنَّةِ وَيَهْدِيهِ إِلَى طَرِيقِ السَّعِيرِ -

توضیح:

الله کے بارے میں جھگڑنے والے کی قسمت میں تو یہی لکھا ہے جو شخص اس
جھگڑا لو کو اپنایا رہا مددگار بنائے گا وہ اپنے ہی پیروں کو جنت کی سیدھی راہ سے ہنا کر دوزخ کی

آگ میں جا پڑنے کے راستے پر لادائے گا۔

وَكَذِلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْتُ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُرِيدُ (۱۶)۔

”آنزلہ“= آنزلنا القرآن، وإن لم يجد له ذكر۔

توضیح:

اور اسی طرح ہم نے قرآن اس تاریخ کھلی کھلی صاف آئیں ہیں۔

كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍ أُعِيدُوا فِيهَا..... (۲۲)۔

کلمما آرادوا آن يخرجون من نار جهنم۔
یہ مفہوم سیاق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب کافر چاہیں گے کہ اس رنج و تکلیف کی وجہ سے دوزخ کی آگ سے نکل جائیں تو
پھر اسی میں پلٹا دیئے جائیں گے۔

ذلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمُ حُرْمَتَ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ..... (۳۰)۔

”ھو“= التعظیم، مفہوم من فعل بتاویل مصدر۔

توضیح:

اللہ کے اوامر کی اتباع کرو اور جو شخص خدا کی مقرر کی ہوئی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ تعظیم پروردگار کے نزدیک خود اسی کے حق میں بہتر ہے۔

ذلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (۳۲)۔

”فَإِنَّهَا“= فیان الخصلۃ۔

توضیح:

اور جو لوگ خدا کے مقرر کئے ہوئے شعائر کی تعظیم کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل (ان کی یہ خصلت) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

• لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجْلِ مُسَمَّى ثُمَّ مَحْلُهَا إِلَى الْبَيْتِ
الْعَتِيقِ (۳۳)۔

”فِيهَا“ = فِي بھیمة الأنعام: ہدی کے جانور ”مَحْلُهَا“ = محل بھیمة الأنعام۔

توضیح:

ان ہدی کے جانوروں میں ایک مقرر وقت تک تمہارے لئے فائدے ہیں، پھر ان جانوروں کو اس قدیم گھر تک جانا اور وہاں ذبح ہونا ہے۔

• وَالْبُدْنَ جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ،
فَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَّافَ، فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا
فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَ، كَذَلِكَ سَخْرُنُهَا
لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۳۶)۔

”جَعَلْنَا“ = جعلنا البدن۔

اسی طرح اس کے بعد ”فِيهَا وَعَلَيْهَا وَجُنُوبُهَا وَمِنْهَا وَسَخْرُنُهَا“ جملہ پانچوں مومن شمیروں کا مرچع ”بُدْنَ“ ہے۔

بُدن بالضم بدنہ: (با اور وال پر زبر) قربانی کا جانور اونٹ اور گائے وغیرہ خواہ زر

ہو یا مادہ۔

توضیح:

اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ میں شامل کیا ہے تمہارے لئے قربانی کے ان جانوروں میں بھلائی ہے، پس انہیں کھڑا کر کے (اوٹ ہو تو) ان پر اللہ کا نام لو اور جب قربانی کے بعد ان کی چھین زمین پر نک جائیں تو ان قربانی کے ہوئے جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو قناعت سے بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو اپنی حاجت پیش کریں۔

ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو، نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں، نہ خون مگر اللہ کو تمہارا تقوی پہنچتا ہے، اس نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا تاکہ اللہ کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو (تفہیم)۔ تکبیر کرو یعنی دل سے اللہ کی بڑائی اور برتری مانو اور عمل سے اس کا اعلان اور اظہار کرو (حاشیہ تفہیم)۔

• ”الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ، وَلَوْلَا دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدٌ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا“.....الخ (۲۰)۔

الف۔ ”فِيهَا“ = فی الموضع المذکورۃ۔

توضیح:

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے باحق نار و انکال دیئے گئے، ہاں یہ کسی اور وجہ سے نہیں صرف یہ کہنے سے نکال دیئے گئے کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے نہ ہتا تارہتا تو صومع (گرجے) اور عبادت خانے اور مسجدیں

یہ سب جہاں خدا کا بہت ذکر ہوتا ہے گرانے جا پچے ہوتے۔
ب۔ ”فِيهَا“ = فی المساجد۔

اور اگر خدا..... مسجدیں جن میں خدا کا بہت ذکر ہوتا ہے گرانے جا پچے ہوتے۔

● اَقْلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا
اوْ اذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا، فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ
تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (۳۶)۔

”بِهَا“ = بالقلوب، ”بِهَا“ (دوسرا) بالاذان ”إِنَّهَا“ = إن القصة۔

توضیح:

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی (ملکوں کا سفر نہیں کیا) تاکہ ان کے دل
ایسے ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے اور کان ایسے ہوتے کہ ان سے سن سکتے حقیقت یہ ہے کہ
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندر ہے ہوتے ہیں۔

● وَلَيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيَوْمَنُوا بِهِ
فَتُخَبِّئَ لَهُ قُلُوبُهُمْ، وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادُ الَّذِينَ امْنَوْا إِلَى
صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ (۵۳)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = إن الوحي اسی طرح ”بِهِ وَلَهُ“ = بالوجہی وللوجہی۔

توضیح:

(آزمائش کی) غرض یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جان لیں کہ یہ وحی
تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تو وہ اس وحی پر ایمان لا سیں اور ان کے دل اس
وحی کے آگے عاجزی سے جھٹک جائیں۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إن القرآن وبالقرآن وللقرآن۔

..... جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جان لیں کہ یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے، وہ قرآن پر ایمان لا سیں اور قرآن کے لئے ان کے دل فرماں برواری سے جھٹک جائیں۔
”لَهُ“ = للهِ۔

توضیح:

..... اہل ایمان جان لیں کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے حق ہے، وہ قرآن پر ایمان لا سیں اور اللہ کے لئے ان کے قلوب بجز و نیاز سے جھٹک جائیں۔

● وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيهِمُ السَّاعَةُ
بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيهِمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيمٍ (۵۵)۔
الف۔ مِنْهُ: من القرآن۔

توضیح:

اور انکار کرنے والے تو اس قرآن میں شک کرتے ہی رہیں گے تا آنکہ ان پر قیامت کی گھڑی یکایک آپرے، یا ان پر بے برکت دن (قیامت کے دن) کا عذاب آپسونچے۔
ب۔ مِنْهُ“ = من الرسول۔

اور انکار کرنے والے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں شک کرتے ہی رہیں گے (کہ وہ سچے رسول ہیں یا نہیں) تا آنکہ ان پر انخ۔

● يَا يَاهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ، إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذَبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ، وَإِنْ
يَسْلِبُهُمُ الدُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَقْدُوْهُ مِنْهُ، ضَعْفَ الطَّالِبِ
وَالْمَطْلُوبُ (۲۷)۔

”استَمِعُوا لَهُ“ = استمعوا للمثال او ضرب المثل، ”اجْتَمَعُوا لَهُ“ =

اجتمعوا لتخليق الذباب، مضاف مخدوف "يَسْلِبُهُمْ" = يَسْلِبُ الذباب المدعون،
لا يستنقذ المدعون شيئاً، "مِنْهُ" = من الذباب۔

توضیح:

لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اس مثال کو غور سے سنو، خدا کو چھوڑ کر تم جن
معبودوں کو پکارتے ہو وہ معبود ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے بنانے کے لئے
عبدین و معبودین سب مل کر بھی کوشش کر لیں اور اگر مکھی کوئی چیز ان عابدین و معبودین
سے چھین لئے تو وہ ان سے چھینی ہوئی کوئی چیز بھی اس مکھی سے چھڑا نہیں سکتے،
طالب و مطلوب دونوں ہی گئے گزرے ہیں (جج پوج)۔

• "وَجَاهُدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ، هُوَ اجْتَبَيْكُمْ وَمَا جَعَلَ
عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ، مِلَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ، هُوَ
سَمَّكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلٍ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّوْسُولُ
شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدًا عَلَى النَّاسِ" (۷۸)۔
الف۔ "هُوَ سَمَّكُمْ" = اللہ سما کم۔

توضیح:

اور خدا کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے
اور تم پر دین کی کسی بات میں شکنگی نہیں، اللہ نے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا ہے اللہ ہی
نے اس سے پہلے (نزول قرآن سے پہلے) تمہارا نام مسلم رکھا اور اس کتاب میں بھی دہی نام
رکھا ہے تو جہاد کرو تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلہ میں شاہد۔
ب۔ "هُوَ سَمَّاكُمْ" = ابراہیم سما کم ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

.....اللہ نے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا اور ابراہیم ہی نے پہلے تمہارا نام
مسلم رکھا تھا۔

دوسری تحریق قرین صحت نہیں معلوم ہوتی۔

۳۳۔ ہو ہنوں

الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ (۱۱)۔

”فِيهَا“ = فی الفردوس ای فی الجنة۔

فردوس مذکور ہے ضمیر موٹھ باعتبار معنی ہے فردوس، جنت۔

توضیح:

یہی وہ لوگ ہیں جو جنت کے وارث ہوں گے، اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلْطَةٍ مَّنْ طِينٍ (۱۲)۔

ترجمہ: اور دیکھو یہ واقعہ ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا (یعنی زندگی کی ابتداء مٹی کے خلاصہ سے ہوتی) (ترجمان)۔

ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (۱۳)۔

”جَعَلْنَاهُ“ جَعَلْنَا انسان۔

یہاں مضاف ”ابن“ مخدوف ماننے سے معنی زیادہ واضح ہوں گے۔

توضیح:

ہم نے انسان یعنی آدم کو مٹی کے سات سے پیدا کیا، پھر ہم نے انسان یعنی آدم کو ایک مضبوط جگہ میں نطفہ بنایا کر رکھا۔

اس کے بعد کی آیت میں "انشائة" کی ضمیر منصوب کا مرجع بھی انسان ہے۔

"فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَغْنِيَّنَا وَوَحْيَنَا فَإِذَا جَاءَهُ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورُ، فَاسْلَكْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكْ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ" (۲۷)۔

"فَسَلَكْ فِيهَا" = فی السَّفِینَةِ۔

فلک کی تذکیرہ تائیث کے لئے ملاحظہ ہو سورة ہود آیت (۲۰)، فقرہ (۱۶)۔

"ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنَانِ أَخْرِيْنَ" (۳۱)۔

"مِنْ بَعْدِهِمْ" = من بعد قوم نوح۔

قوم اسم جمع ہے، اس لئے ضمیر بصیغہ جمع آئی ہے۔

پھر ہم نے قوم نوح کے بعد ایک اور جماعت پیدا کی۔

(۱) "قَرْنَانِ أَخْرِيْنَ" ایک جماعت اور، (محمود الحسن)۔

(۲) قوموں کا ایک دوسرا دور (ترجمان)۔

(۳) دوسرے دور کی قوم (تفہیم)۔

امت نوح کے بعد ہم نے کئی قومیں اٹھائیں۔

قرن (ض) (قَرْنَانِ) ایک چیز کو دوسری چیز سے باندھنا (قرآن بالکسر دو چیزوں کو اکنھا کرنا) (س) (قَرْنَانِ) (بضمتين) ایک کا دوسرے سے ملا ہوا ہونا۔

قرن اسم پو، دور، دور کی مدت دس برس تا ایک سو برس بس بتائی گئی ہے اکثر لغوی قرن کی مدت عموماً ایک سو سال بتائے ہیں، اس کی جمع قرون ہے۔

عرب لغوی اس معنی میں قرن کو امت کا مترا دف سمجھتے ہیں سورہ انعام (۶) میں ہے:

"آلُمْ يَرَوْكُمْ أَهْلَكُنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ

"لَكُمُ الْخَ" (۶)۔

تزریل میں قرن کی جمع قرون تیرہ بار آئی ہے۔

قوم کی طرح قرن بھی اسم جمع ہے "قُومًا أَخْرِيْنَ" (وحنان ۲۸) کی طرح یہاں

”قرُّنَا اخْرِيْنَ“ ہے۔

● فَارْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَالَكُمْ مِنْ إِلَهٍ
غَيْرُهُ، أَفَلَا تَتَقَوَّنَ (۳۲)۔

”فِيهِمْ“ فی قرن اخرين۔

توضیح:

قوم نوح کے بعد ہم نے جو قومیں اٹھائیں میں سے ہم نے ان کے لئے ایک رسول بھیجا، اس رسول نے ان سے کہا خدا ہی کی عبادت کرو، اس کے ساتھ اکوئی اللہ نہیں ہے کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ مرنے کے بعد وہی کرنی پڑے گی۔

● ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا أَخْرِيْنَ (۳۲)۔
”مِنْ بَعْدِهِمْ“ = من بعْدِ قرن الکافرین الظالمین المشرکین۔

توضیح:

پھر ہم نے نوح کے بعد اور اس قوم کے بعد جو عیش پرست ظالم تھی اور کئی نسلیں، قومیں اٹھائیں۔

● فَتَقْطَعُوا آمَرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُراً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ
فَرِحُونَ (۵۳)۔

”آمَرَهُمْ وَبَيْنَهُمْ“ = تقطعوا الأمم أمرهم بينهم۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیت میں ”لَهُمْ“ کا مر جمع ہے۔

سابقہ امتیں: ان میں نوح کے بعد کی وہ ساری امتیں شامل ہیں جن میں رسول آئے پھر وہ امتیں جو کتاب نازل ہونے کے بعد اپنی ہوا ہو س کی بنادر دین میں متفرق ہو گئیں تھیں۔

انہوں نے آپس میں اپنے دین کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا اور جو چیز جس فرقہ کے پاس رہی وہ اسی طرح خوش ہو رہا ہے۔

یادداشت:

انبیاء کی آیت (۹۳) (نقرہ ۱۶) سے مقابلہ کیجئے۔

- **أُولَئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَبِّقُونَ (۲۱)**۔
”وَهُمْ“ اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے۔
”لَهَا“ = الخیرات۔

توضیح:

اللہ پر ایمان لانے والے وہی لوگ ہیں جو نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکیوں میں آگے نکل جاتے (اور فائز المرام ہوتے) ہیں۔

یادداشت:

ضمیر زیر غور واحد مونث مجرور مر جمع:

- کسی نے جنت، کسی نے سعادت اور کسی نے صلاۃ بتایا ہے، مگر بقول شخص یہ سب ”متعسف و تحمیل للفظ مala yahthim“ معلوم ہوتا ہے۔
الغاظ میں ایسے معنی داخل کرنا غلط ہو گا جن سے اہل زبان واقف نہ ہوں۔
وَلَا نُكَلِّفُ نُفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدِينَا كِتَابٌ يُنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۲۲)۔

الف۔ ”وسعها“ = وسع النفس، ”وَهُمْ“ = الناس مر جع کا ذکر لفظوں میں نہیں ہے، البتہ نفس انکرہ محض سے عموم ظاہر ہے۔

اور ہم کسی جان پر ذمہ دار نہیں ڈالتے مگر اتنی ہی جنتی کہ اس میں طاقت ہے، (یعنی استعداد ہے) ہمارے پاس (ان سب کی حالت و استعداد کے لئے) نوشتہ ہے جو ٹھیک ٹھیک (حقیقت حال کے مطابق) حکم لگادیتا ہے ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ کسی جان کے ساتھ نا انصافی ہو (ترجمان)۔

ہم کسی شخص کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور لوگوں پر بہر حال ظلم نہیں کیا جائے گا (تفصیل)۔

● بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذَلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ (۲۳)۔

الف۔ ”بَلْ قُلُوبُهُمْ“ اُی فی قلوب الکفار فی ضلال قد غمرہا کما یغمر الماء ”مِنْ هَذَا“ اُی من هذا العمل۔

- ١- الذی وصف بہ المؤمنون
- ٢- او من الكتاب الذی لدینا۔
- ٣- أو من القرآن والمعنى من أطراح هذا وتركه:
- ٤- أو يشير إلى الدين بجملته۔
- ٥- أو إلى محمد ﷺ۔

ولهم أعمال من دون ذلك، اُی من دون الغمرة والضلال المعیط بهم، اُی طرح ”لهم“ = للکافرین ”ہُمْ“ = الکافرون ”لها“ = الأعمال فالمعنى: أن الکافرین: معرضون عن الحق وهم مع ذلك.

لهم سعایات فساد.

لیکن (اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل اس حقیقت کی طرف سے غفلت و سرشاری میں پڑ گئے، ان کے اور بھی اعمال (بد) ہیں جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں یہ کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ (ظہور نتائج کی گھری سامنے آجائے) (ترجمان)۔

مگر یہ لوگ اس معاملہ سے بے خبر ہیں اور ان کے اعمال بھی اس طرح سے مختلف ہیں (جن کا اور پر ذکر کیا گیا ہے) وہ اپنے یہ کرتوت کئے چلے جائیں گے (تفہیم)۔

ب۔ "قُلُوبُهُمْ":

بعض مفسروں نے "بل قلوبهم" میں "هم" کا مرجع مومنین بتایا ہے لکھا ہے: الضمير في قوله: "بل قلوبهم" يعود إلى المؤمنين الفشقيين في هذا ووصف لهم بالحيرة، كأنه قال: وهم مع ذلك الخوف والوجل كالمحيرين في أعمالهم أهئي مقبولة أو مردودة۔

اس تاویل کا تفسیری مطلب غالباً یوں ہو گا:

مومنوں نے بقدر استطاعت اللہ کے احکام کی پیروی کی لیکن اس کے ساتھ کوتاهی اور لغزشیں بھی ہوتی رہیں، اس لئے وہ اندیشہ ناک اور متھکر ہیں کہ ان کے فرمان بردارانہ اعمال مقبول ہوں گے یا وہ بھی رد کر دیئے جائیں گے (کہیں ایسا نہ ہوا ہو کہ ان اعمال میں بھی ہماری ریاست مل ہو)۔

● حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتَرَفِّهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْهَرُونَ (۶۳)۔

"مُتَرَفِّهِمْ" = مترفی الکافرین۔

إذا هم:

الف۔ "إذا الکافرون"۔

ب۔ إذا المترفين: یہ ضمیر سے قریبی اسم ضرور ہے مگر یہاں اصلًا کافروں اور آخرت سے ان کی بے پرواہی کا ذکر ہو رہا ہے ان کے عیش کوشوں کا ذکر ضمناً و تبعاً آیا ہے۔

تو توضیح:

یہاں تک کہ جب ہم کافروں کے عیش کوشوں کو عذاب میں جکڑ لیں گے تو پھر یہ کافر آہ و فعال کرنے لگیں گے۔

قَدْ كَانَتِ اِلَيْنَا تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ تَكُصُونَ،
مُسْتَكِرِينَ، بِهِ سِمِّراً تَهْجُرُونَ (٢٦، ٢٧)۔

الف۔ ”بِهِ“ = جار مجرور ایکبار سے متعلق۔

ب۔ ”بِهِ“ عائد علی المصدر الدال علیہ النکوص، وہ الأقرب من
الضمیر۔

با، برائے تعدادیہ، ۵، ج، ر، ۵، ذ، کی۔

توضیح:

تم کو میری آئیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم ائمہ پاؤں پھر جاتے تھے، اور اس
کے ساتھ ساتھ اپنی بڑائی کرتے اور قصے کہانیوں میں مشغول ہو کر بکواس کرنے لگتے تھے۔
”بِهِ“ = بالحرم ب برائے سبب۔

توضیح:

تم کو میری آئیں سنائی جاتی تھیں تو تم ائمہ پاؤں پھر جاتے تھے مسجد حرام کی وجہ
سے اپنی بڑائی جاتے تھے کہ ہم اہل حرم جیران اللہ ہیں، ہمیں کوئی کیا گز نہ پہنچا سکتا ہے، اس
طرح قصے کہانیوں میں مشغول ہو کر بے ہودہ بکواس میں لگ جاتے تھے۔

”بِهِ“ بالقرآن یتلى سے ظاہر ہے۔

ایک وقت تھا کہ میری آئیں تمہارے آگے پڑھی جاتی تھیں اور تم ائمہ پاؤں
بھاگنے لگتے تھے تمہارے اندر قرآن کی ساعت سے گھمنڈ پیدا ہو جاتا تھا تم اپنی مجلسوں کی
داستان سرائیوں میں قرآن کو مشغلہ بناتے، تم اس کے حق میں ہڈیاں بکتے تھے (ترجمان)۔
بعض مفسروں نے ”بِهِ“ سے رسول اللہ سماحتہ ”یتلى“ سے تلاوت کرنے

واللازم وملزوم ہے۔

یہ تخریج درست نہیں معلوم ہوتی، اس کی رو سے بھاگنے کی علت آئیں شانے والے کی ذات قرار پاتی ہے اور یہ فحوانے کلام کے مغائر ہے۔

ب۔ ”بِهِ“ جار مجرور ”سامراً“ سے متعلق ہے۔

”بِهِ“ بالمتلو أی القرآن۔

اس صورت میں ”مستکبرین“ پر دقف ضروری ہو گا اختیاری نہیں تم کو میری آئیں شانی جاتی تھیں تو تم انہی بڑائی ہائکتے ہوئے ائمہ پاؤں بھاگ جاتے تھے قرآن کے متعلق اوث پناگ اول جلوں باقی کرتے اور بیہودہ بکواس کیا کرتے تھے۔

حرم میں جمع ہو کر کہا کرتے یہ اللہ کا کلام نہیں ہے، یہ توجادو ہے شعر ہے کہانت ہے دغیرہ۔

● حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَاعَذَابٌ شَدِيدٌ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ (۷۷)۔

الف۔ ”فِيهِ“ الباب ضمیر سے قریبی اسم۔

توضیح:

یہاں تک کہ جب ہم نے کافروں پر سخت عذاب کا دروازہ کھوں دیا تو وہ دروازہ ہی میں اپنی نجات سے مایوس ہو گئے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی فتح باب العذاب۔

یہاں تک کہ دروازہ کے کھلتے ہی اپنی نجات سے مایوس ہو گئے۔

ج۔ ”فِيهِ“ = فی العذاب۔

..... یہ تفسیری معنی ہو سکتے ہیں ”ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ“ باب کی صفت ہے اس کو چھوڑ کر صفت کی طرف ضمیر کا مر جمع خلاف سماع بلکہ خلاف قیاس بھی ہے۔

● مَا أَتَحَدَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذَا لَذَّهَبَ كُلُّ
إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، سُبْخَنَ اللَّهُ عَمَّا
يَصِفُونَ (۹۱)۔

”بعضهم“ = بعض الألهة أي معبدین۔

توضیح:

خدا نہ تو کسی کو اپنا بیٹا بنایا ہے اور نہ خدا کے ساتھ کوئی اور معبد ہوتا تو ہر معبد اپنی اپنی مخلوق ساتھ لئے دوسرے معبد پر چڑھ دوڑتا اور ایک معبد دوسرے معبد پر غالب آ جاتا۔

● ”إِذْ فَعُ بِالْتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيَّةَ.....“ (۹۲)۔

”هي“ = الكلمة۔

ترجمہ:

الف۔ بُری بات کے جواب میں ایسی بات کہو جو نہایت اچھی ہے (فتح محمد)۔

ب۔ (اے پیغمبر) بُرائی کو بُرائی سے نہیں بلکہ ایسے طرز عمل کے ذریعہ دور کرو جو بہتر طرز عمل ہو (یعنی عفو در گزر کر کے) (ترجمان)۔

ج۔ اے محمد ﷺ بُرائی کو اسی طریقہ سے دفع کرو (جو بہترین ہو) (تفہیم)۔

ملحوظہ:

لفظ ”كلمة“ کی بجائے مرتعی وضاحت لفظ ”عظة یا نصیحة“ سے بھی ہو سکتی ہے۔

● حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمُوْتَ قَالَ رَبُّ ارْجِعُوهُنَّ، لَعَلَّيْ
أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا، إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاتِلُهَا،

وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَيْهِ يَوْمٍ يُبَعَّثُونَ (٩٩، ١٠٠)۔

”وَرَاءِهِمْ“ = وراء المنكريں اگرچہ ان کا ذکر نہیں۔

توضیح:

جب کافروں میں کسی کی موت آجائی ہے تو کہتا ہے: اے میرے پروردگار مجھے پھر دنیا میں سمجھئے تاکہ میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں گا۔
 یہ منکر خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا یہ تو محض ایک کہنے کی بات ہے جو کہہ رہا ہے
 اب ایسا ہونے والا نہیں ہر شخص کے مرنے کے بعد ایک برزخ آڑ ہے جو اس دن تک رہے
 گی کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں۔

● رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَلَمُونَ، قَالَ أَخْسِنُوا
 فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (٧، ١٠٨، ١٠٩)۔

”منہا“ = من النار، ”فِيهَا“ = فی النار۔

توضیح:

اے پروردگار ہم کو اس آگ میں سے نکال دے، اگر ہم پھر ایسے کام کریں تو ظالم ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم آگ میں ہم سے دور رہو اور ہم سے بات چیت نہ کرو۔

● إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا أَمَنَّا فَاغْفِرْنَا
 وَأَرْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ، فَاتَّخِذْتُمُوهُمْ سُخْرِيًّا
 حَتَّىٰ أَنْسَوْكُمْ ذُكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضَعَّفُكُونَ (١٠٩، ١١٠)۔

”إِنَّهُ“ = ان إنسان، ”فَرِيقٌ“ اسم جمع۔

”هُمْ“ = اتَّخِذَ الْكَافِرُونَ عَبَادَ اللَّهِ سُخْرِيًّا ”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ میرے بندوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے اب تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور توبہ سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔

اے منکرو تم میرے ان رحم طلب کرنے والے بندوں سے تمسخر کرتے رہے تا آنکہ مومنوں سے تمسخر کرنے کی وجہ سے تم میری یاد بھی بھول گئے، اور تم میرے ان رحمت چاہنے والے بندوں سے ہمیشہ ہنسی کیتے تھے۔

• وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أَخَرَ، لَا يُبْرَهَانَ لَهُ بِهِ، فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكُفَّارُونَ (۷۱)۔

”اللَّهُ، مَنْ يَدْعُ“ = بالدعى، حسابُهُ: حساب من ”رَبِّهِ“ = رب من ”إِنَّهُ“ = إن الشان۔

توضیح:

اور جو شخص خدا کے ساتھ کسی اور (من مانے) معبود کو پکارتا ہے تو اس شخص کے لئے ایسا کرنے، (خدا کے سواد و سرے کو پکارنے) کی کوئی دلیل نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ کافر کبھی فلاح نہیں پائیں گے اب پکارتے والے کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے۔

۳۲-نور

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْأَفْلَكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا
لَكُمْ بِلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ لِكُلِّ أُمْرٍ إِذْ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنْ
الْإِثْمِ، وَالَّذِي تَوَلَّ إِلَيْكُمْ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۱)۔

”تحسبة“ = الإفك أي القذف، ”كبرة“ = كبر القذف، ”منهم“ = من المقدفين۔

توضیح:

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، اے مومن! تم اس بہتان کو برانہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے، جس شخص کے گناہ کا جتنا حصہ لیا اس کے لئے اتنا ہی و بال ہے اور بہتان باندھنے والوں میں سے جس نے اس بہتان کا بڑا بوجہ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہو گا۔

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِنْ
خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْلَكٌ مُّبِينٌ (۱۲)۔

”سمعتموه“ = قول الإفك مضاد محدود۔

توضیح:

جب تم نے بہتان بازی سنی تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیا اور یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ ایک کھلی بہتان طرازی ہے۔

● إِذْ تَلَقُّونَهُ بِالسِّنَّتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسِبُونَهُ هَيْنَا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ (۱۵)۔

”تلقونه“ = تلقون قول الافک ”بِهِ“ = بما ”تحسبونه“ = تحسبونه الافک۔

توضیح:

جب تم اس بہتان بازی کا اپنی زبانوں سے بآہم ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور اپنے منھ سے ایسی بات نکالتے تھے جس کا تم کو کچھ بھی علم نہ تھا اور تم بہتان بازی کو ایک ہلکی بات سمجھتے تھے اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بھاری بات ہے۔

● وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَكَلَمَ بِهَا سُبْخَنَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (۱۶)۔

”سمعتموہ“ = سمعتموا الافک۔

توضیح:

اور جب تم نے یہ بہتان طرازی سنی تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایاں نہیں کہ اسی بات زبان پر لا سیں، سبحان اللہ ایہ تو یہ بہتان ہے۔

● يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۱۷)۔

”لِمِثْلِهِ“ = مثل هذا القول مضاد محدوف۔

توضیح:

خدا تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر مومن ہو تو پھر کبھی ایسی بات نہ کرنا۔

● ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيْطَنِ وَمَن يَتَّبِعُ
خُطُواتِ الشَّيْطَنِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ“ (۲۱)۔

الف۔ ”إِنَّهُ“ = ائمَّ متبوع الشَّيْطَانِ: ضمیر سے قریب اسم۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے نقش قدم پر مت چلو، شیطان کا پیرو
دوسروں کو بے حیائی اور بدی کا حکم دے گا۔

ب۔ ”إِنَّهُ“ = ائمَّ الشَّيْطَانِ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کی پیروی مت کرو شیطان تو اپنی پیروی کرنے
والوں کو بے حیائی اور بدی کا حکم دے گا۔

● ”اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثُلُ نُورِهِ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا
مِصْبَاحٌ، الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ، الْزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ
دُرْرٌ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَرَّكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةً وَلَا غَرْبِيَّةً
يَكَادُ زَيْتُهَا يُضَىءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْ نَارٌ، نُورٌ عَلَى
نُورٍالخ“ (۳۵)۔

الف۔ ”نُورِهِ“ = نور اللہ اس صورت میں ارض: پرواق درست نہیں معلوم
ہوتا، بعض قرآن میں ارض پر وقف نہیں کیا گیا ہے۔
اس کے نور کی: (اللہ کے نور کی)۔

اور اگر وقف کیا جائے جیسا کہ بعض قرآن میں کیا گیا ہے تو:

ب۔ نُورِہ ای نور القرآن۔

تَنْزِيلٍ مِّنْ قُرْآنٍ كُو نور سے تعبیر کیا گیا ہے۔

”أَنَزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا“ (نساء/۲۳)۔

اس کے نور کی: (قرآن کے نور کی مثال)۔

ج۔ ”نُورِہ“ = نور النبی، ”قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَّكِتْبٌ مُّبِينٌ“ (ائدہ/۱۵)۔

اس کے نور کی، (نبی کے نور کی مثال)۔

ب۔ جہنم، اسم غیر مذکور۔

توضیح:

خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل ایسی صاف و شفاف ہے گویا موٹی کا ساچھکتا ہوا تارہ ہے، اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلا لیا جاتا ہے (زمیون) کا، زمیون کا درخت ایسا ہے کہ اس کا رخ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل ایسا صاف و شفاف ہے کہ اسے آگ نہ بھی چھو لیا جائے تب بھی خود بخود جلنے کو تیار اور روشنی پر روشنی، خدا اپنے نور سے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے، خدا مثالیں بیان کرتا ہے تو لوگوں کو سمجھانے کے لئے اور خدا ہر ہر چیز سے واقف ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٌ بِقِيَعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمَانُ

مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوْقَهُ

حِسَابٍ، وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (۳۹)۔

”يَحْسَبُهُ“ = يَحْسَبُ الظمان السراب ”جاءه“ = جاء الظمان السراب۔

”لَمْ يَجِدْهُ“ = لم يوجد الظمان السراب ”عِنْدَهُ“ = عند السراب، فَوْقَهُ

”وَفِي اللَّهِ“ = الظمان ”حِسَابٍ“ حساب الظمان۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے بے آب و گیاہ کف دست میدان، سراب کہ پیاسا اُسے پانی سمجھے یہاں تک کہ پیاسا سراب کے پاس آئے تو اس کو (سراب) کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھئے تو اللہ اس پیاسے کو اس کا پورا پورا حساب چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔

●

”أَوْ كَظُلْمَتِ فِي بَحْرٍ لَّجِيَ يَغْشَهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلْمَتْ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكُنْ يَرَهَا“ الخ (۲۰)۔

”يَغْشَهُ“ = يغشى الموج البحر ”مِنْ فَوْقِهِ“ = من فوق الموج موج۔
 ”مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ“ = من فوق الموج سحاب ”أَخْرَجَ يَدَهُ“ = أخرج الناظر يده۔

فائل ”أَخْرَجَ“ کی ضمیر سے ظاہر ہے۔

”يَرَهَا“ = يَرَ اليد۔

توضیح:

یا ان کافروں کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی گہرے دریا میں اندھیرا جس پر لہریں چڑھی آ رہی ہوں اور اس کے اوپر مزید لہریں آ رہی ہوں اور ان لہروں کے اوپر باول ہو غرض ہر طرف تھہ پر تھہ ایک دوسرے پر چھایا ہوا اندھیرا ہی اندھیرا ہو، اس حالت میں اگر کوئی دیکھنے والا اپنا ہاتھ نکالے تو اس کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آئے۔
 ب۔ ”يَغْشَاهُ“ = يغشى صاحب الظلمات مضاد مخدوف۔

اس لحاظ سے مشہہ کافر ہو گا نہ کہ اعمال کافر اور یہ ظاہر کے خلاف ہے، اس لئے

بعض معربوں نے لفظاً و مخدوف فرص کئے ہیں یعنی مضاف و مضاف الیہ کا اعمال صاحب
الملمة یہ مخدوفات "آخرَج" کا فاعل متعین کرنے کے لئے ہیں۔

ہماری رائے میں اس کی حیثیت بے محل تکلف سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی والعلم
عند الخیر۔

• اللَّمَّا تَرَأَى اللَّهُ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالْكَثِيرُ صَنَقَتْ، كُلُّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحةُهُ، وَاللَّهُ
عَلِيهِمْ بِمَا يَفْعَلُونَ (۲۱)۔

الف۔ "صلاتَهُ وَتَسْبِيحةُهُ" دونوں ضمیروں کا مر جمع "كُلُّ" ہے۔

کل أحد من المخلوقات مضاف الیہ مخدوف ہے۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ تسبیح کرتے ہیں خدا کے
لئے اور پر پھیلائے ہوئے جانور بھی اور یہ سب کے سب اپنی اپنی صلوٰۃ و تسبیح سے واقف
ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں خدا اس سے واقف ہے۔

ب۔ "صلاتَهُ وَتَسْبِيحةُهُ" = صلاة الله و تسبیح الله خلق کی اضافت خالق کی
طرف۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو جو آسمان اور زمین میں ہیں وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں
سب اللہ سے دعا اور اس کی تسبیح کرنے کے طریقہ سے واقف ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ
خدا کو معلوم ہے۔

• اللَّمَّا تَرَأَى اللَّهُ يُزَجِّي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ
رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خَلْلِهِ وَيَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ
مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرُفُهُ عَنْ

مَنْ يَشَاءُ، يَكَادُ سَنَابِرُهُ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ (۲۳)۔

”بَيْنَهُ“ = بَيْنَ السَّحَابَ ”يَجْعَلُهُ“ يَجْعَلُ اللَّهُ السَّحَابَ ”مِنْ خَلْلِهِ“ مِنْ خَلْلِ السَّحَابَ سَحَابَ اسْمَ جَمْعٍ هُوَ حِسْبُ أَهْلِ جَنْدٍ، رَهْطٌ وَنَفْرٌ وَغَيْرُهَا۔

”فِيهَا“ = فِي الْجَبَالِ، بَرْقِهِ: بَرْقُ السَّحَابَ۔

وَدْقٌ: بَحْلٌ يَبَارِشُ۔

کلام عرب میں دونوں معنی کے شواہد موجود ہیں۔

الف۔ ”بِهِ“ = بِالْوَدْقِ، يَصْرِفُهُ أَى يَصْرِفُ الْوَدْقَ۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادل چلاتا ہے، پھر بادل کے لکو کو ایک دوسرے سے ملا دیتا ہے پھر ان لکو (مکڑوں کو تہہ کر دیتا ہے)، پھر تم دیکھتے ہو کہ اس بادل میں سے بھلی نکل رہی ہے (یا بارش برس رہی ہے) اللہ ہی آسمان سے اولوں کے پہاڑ نکال رہا ہے ان پہاڑوں میں سردی ہے اللہ جس پر چاہتا ہے اس کو (بھلی کو) گراویتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو بھلی سے ہٹائے رکھتا ہے اور بادل میں جو بھلی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر کے بینائی لے جاتی ہے۔

ب۔ ”بِهِ“ = بِالْبَرْدِ يَصْرِفُهُ يَصْرِفُ الْبَرْدَ۔

ان پہاڑوں میں سردی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کو اس سردی (پالے) سے بچائے رکھتا ہے، بادلوں کا چلانا، ایک دوسرے کو آپس میں ملانا، اور پھر اس میں بھلی کی چمک پیدا کرنا اور بارش برسانا، اولوں کے پہاڑ جہادینا اور اس کی سردی اور بھلی کی کڑک سے انسان اور جاندار کو حفظ رکھنا یہ فضا کی ساری گردشیں صرف اور صرف اللہ کے حکم سے ہوتی ہیں، پھر بھی انسان اتنا عقل ہے کہ اس ذات باری پر ایمان نہیں لاتا۔

۲۵- فرقان

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا إِفْلَكٌ نَّافَرَهُ وَأَعْنَاهُ عَلَيْهِ
قَوْمٌ أَخْرُونَ، فَقَدْ جَاءُ وْظُلْمًا وَرُزُورًا (۳)۔

”إِفْلَكٌ“ = إِفْتَرَاهُ الرَّسُولُ الْإِلَكُ، ”أَعْنَاهُ“ = أَعْنَاهُ الْقَوْمُ الرَّسُولُ۔
”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْإِلَكِ۔

توضیح:

اور جن لوگوں نے نبی کا انکار کیا وہ کہتے ہیں کہ قرآن ایک من گھڑت چیز ہے،
اس کو مدعی رسالت نے گھڑایا ہے اور لوگوں نے اس کے گھڑنے میں مدعی رسالت کی مدد
کی ہے، یہ کافر ایسا کہنے سے ظلم اور سخت چھوٹ پر اتر آئے ہیں۔

وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً
وَأَصِيلًا (۵)۔

”اکتبَهَا“ = اکتبِ الاساطیر، ”ھی“ = الاساطیر، ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الرَّسُولِ۔

توضیح:

اور کہتے ہیں یہ تو گذرے ہوئے لوگوں کی پرانی کہانیاں ہیں ان کہانیوں کو اس
شخص نے اکھا کر کھا ہے اور یہی کہانیاں اس کو صبح و شام لکھوائی جاتی ہیں۔

• بَلْ كَذَبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا (۱۱)۔

بلکہ یہ کافر تو قیامت ہی کو جھلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھلانے والوں کے لئے دوزخ تیار رکھی ہے (فتح محمد)۔

• إِذَا رَأَتُهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغْيِظًا وَزَفِيرًا (۱۲)۔

”رَأَتُهُمْ“ = رأت السعير الكافرين، ”سَمِعُوا لَهَا“ = الکافرون للسعير سعیر: یہ لفظ عربی میں نار کا مترادف ہے نار موئش سمائی ہے اس لحاظ سے ”جَحَنَّمُ“ کی طرح یہ بھی معنوی حیثیت سے موئش نہیں۔

سعیر: فعلی بمعنی مفعول، تپ کر سرخ شدہ شی: آگ۔

توضیح:

جب آگ منکرین قیامت کو دور ہی سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہے گی اور یہ کافر اس آگ کے جوش اور اس کے غصب کی پھنکار سن لیں گے۔

یادداشت:

سعیر موئش دیکھئے: (آل احزاب، آیت رقم ۶۵، ۶۳)۔

• ”وَإِذَا أَلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيْقًا مُّقَرَّبِينَ دَعَوْاهُنَا لِكَبُورًا“ (۱۳)۔

”مِنْهَا“ = السعیر۔

توضیح:

اور جب یہ لوگ آگ یعنی دوزخ کی کسی شک جگہ میں جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو

وہاں یہ لوگ ہلاکت کو پکاریں گے۔

• وَكُلًا ضَرَبَنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًا تَبَرَّنَا تَبَيِّرًا (۳۹)۔

”کُلًا“ الاول منصوب على الاشتعال۔

الف۔ ”لَهُ“ = لِكُلٍ۔

تقدير: وَأَنْذَرْنَا كُلًا ضَرَبَنَا لَهُ الْأَمْثَال۔

توضیح:

اور ہم نے ہر ایک کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیں اور انکار کرنے پر سب کا
تبشیح کر دیا۔

ب۔ ”لَهُ“ = للرسول۔

تقدير: كُل الأمثال ضربناها للرسول۔

ہم نے رسول کو سمجھانے کے لئے مثالیں دیں۔

یہ تمثیل بعید از قیاس بلکہ اقرب الی الخطاء ہے۔

• وَلَقَدْ صَرَفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَدْعُوكُرُوا فَابَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا
كُفُورًا (۵۰)۔

الف۔ ”صَرَفْنَاهُ“ = صرفنا الذکر والفرقان۔

توضیح:

اور ہم نے اس قرآن کو طرح طرح سے لوگوں میں بیان کیا تاکہ وہ نصیحت
حاصل کریں، مگر اکثر لوگ کفران نعمت کے سواد و سر ارویہ اختیار کرنے سے کتراتے ہیں۔
یہاں قرآن کا ذکر لفظوں میں نہیں ہے لیکن قرینہ حالی سے صاف ظاہر ہے۔

ب۔ ”صَرَفْنَاهُ“ = صرفنا الماء۔

سابقہ آیت:

”وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا (۲۸)۔
لَنْخِيٰ مِنْ بَلْدَةٍ مَيْتًا وَنُسُقِيَّةٍ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَآنَاسِيٰ
كَثِيرًا (۲۹)۔

توضیح:

اور ہم آسمان سے پاک صاف سحر اہو پانی بر ساتے ہیں تاکہ اس پانی کے ذریعہ
خشک دبے آب و مردہ بستی کو زندہ کریں اور پھر ہم وہ پانی بہت سے چوپائیوں اور آدمیوں کو جو
ہم ہی نے پیدا کئے ہیں پلاتے ہیں۔

اس طرح سابق سے ملائیے تو ”صَرْفَنَاهُ“ کی ضمیر منصب کا مرجع پانی ہو سکتا
ہے، لیکن مرجع کی یہ تخریج آیت زیر غور میں صحیح نہیں معلوم ہوتی، البتہ:
نَجْ - صَرْفَنَاهُ أَى صَرْفَنَا مَا ذَكَرْ مِنَ الْأُولَةِ الْحَيَاةِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَابِلُ غَوْرٍ
ہے۔

ہم نے اپنی رحمت کے آگے آگے ہواں کو بشارت بنا کر بھیجے اور آسمان سے پانی
بر سا کر حیات نو عطا کرتے اور جانداروں کو سیراب کرتے رہتے ہیں اس کرشمہ کو ہم بار بار
ان کے سامنے لاتے رہتے ہیں انج-

یہ مفہوم فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْكُفَّارِينَ وَجَاهِدُهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا (۵۲)۔

الف۔ ”جَاهِدُهُمْ بِهِ“ = جاہدہ الکافرین بالقرآن۔

توضیح:

اور تم اے محمد کافروں کا کہنا نہ مانو اور اس قرآن کے ذریعہ ان کافروں سے پورے

شد و مد سے انتہائی کوشش میں سرگرم رہو۔

ب۔ ”جَاهِدُهُمْ بِهِ“ کی ضمیر مجرور کا مر جع قرآن بالکل واضح ہے اسی کو اسلام یا انذار سے سمجھانا جہاد کی شرح ہے، ضمیر کی تجزیع نہیں۔

● فُلْ مَا أَسْتَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا (۵۷)۔

دیکھئے: انعام کی آیت (۹۱)، فقرہ (۲۲)، ”ہود“ کی آیت (۹۱)، فقرہ (۱۲)۔

● الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ، الرَّحْمَنُ فَسَلَّمَ بِهِ خَيْرًا (۵۹)۔

الف۔ ”بِهِ“ ب ”اسْتَلُ“ سے متعلق اور خَيْر مفعول بہ۔

لقدیر: فَسَلَّمَ عَنْهُ خَيْرًا عَالَمًا بِكُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ اللَّهُ۔

ضمیر المجرور یعود إلى ما ذكر من خلق الأرض والاستواء على العرش يعني ضمیر مجرور کا مر جع ”أمر الخلق“: پڑھنے میں عرش پر وقف ہو گا۔

توضیح:

الله نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھوٹنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر تھہرا، وہ اللہ ہی ہے جو نہایت ہی مہربان ہے پیدا کش اور اللہ کے عرش پر تھہر نے کی بات، اللہ خبردار ہی سے پوچھو (وہی ہر بات کا جانے والا ہے)۔

”بِهِ“ = بالرحمن، با بمعنى عن۔

لقدیر: فَاسْتَلَ عَنِ الرَّحْمَنِ خَيْرًا يعني رجلًا عارِفًا يخبرك۔
خَيْر سے مراد برداشت جبریل۔

رحمن کی بابت جبریل سے پوچھو یا برداشت دیگر۔

مَنْ وَجَدَ ذَالِكَ فِي كِتَابِ الْمَنْزَلَةِ۔

یعنی اللہ کے بارے میں کسی ایسے شخص سے پوچھو جو من جانب اللہ نازل شدہ کتابوں سے واقف ہو۔

خیر سے مراد محمد ﷺ بھی ہو سکتے ہیں۔

مخاطب ہر انسان سے ہے، اس لحاظ سے معنی کچھ اس طرح ہوں گے:
اے انسان اللہ اور اس کی صفتیں کے متعلق تو جو کچھ جاننا چاہتا ہے وہ ہمارے رسول محمد ﷺ سے پوچھنے۔

۳۲۔ شعراء

- فَالْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعَبَانٌ مُّبِينٌ (۳۲)۔
دیکھئے: اعراف، آیت (۱۰)، فقرہ (۱۳)۔
- وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّظَرِينَ (۳۳)۔
دیکھئے: اعراف، آیت (۱۰۸)، فقرہ (۱۳)۔
- ”قَالَ أَمْنَتْمُ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَذْنَ لَكُمْ، إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي
عَلِمْتُكُمُ السُّحْرَ.....“ (۳۹)۔
دیکھئے: سورہ طہ کی آیت (۱۷)، فقرہ (۱۷)۔
- وَبُرَزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِيْنَ (۹۱)۔
”جَحِيمٌ“ موئنت سمائی ہے۔

توضیح:

- اور دوزخ گمراہوں کے آگے نمایاں کر دی جائے گی۔
- فَكُبِّلُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُنَ (۹۲)۔
”فِيهَا“ = فِي الْجَحِيمِ۔

توضیح:

پس وہ اور اس کے ساتھ دوسرے گمراہ بھی دوزخ میں اوندوں ہے منہ ڈال دیئے جائیں گے۔

یادداشت:

جَنَّيْمِ مَوْنَثٍ كَلَّهُ دِيْكَبَنَهُ:

(ناز عات ۳۶، ۳۹، ۴۲، نکویر ۱۲، انفطار ۱۳، ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹ کا شرائے)۔

• **وَمَا أَسْنَلْتُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ، إِنَّ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ
الْعَالَمِينَ (۱۰۹)**

دیکھئے: النام آیت (۹۱)، فقرہ (۲۲) اور ”ہود“ آیت (۹۱)، فقرہ (۱۲)، یہی آیت اس سورۃ میں مزید چار مقامات پر جن کے نشان یہ ہیں: (۷، ۱۲، ۱۳۵، ۱۲۷، ۱۸۰)۔

• **فَكَذَبُواْ فَأَخَذَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيمٍ (۱۸۹)**

”کَذَبُواْ“ = کَذَبُواْ شَعِيْبًا، ”إِنَّهُ“ = إِنَّ عَذَابَ يَوْمَ الظُّلَّةِ۔

اصحاب الائکتہ کی قوم نے شعیب کی توسیبات کے عذاب نے ان کو آدبو چا اور وہ سائبان والے یادگاروں کا عذاب تھا۔
”إِنَّهُ“ = إن الشان۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک یادگاروں کا عذاب تھا۔

• **وَإِنَّهُ لَتَنزِيلٌ رَبِّ الْعَالَمِينَ، نَزَّلَ بِهِ الرُّوحُ
الْأَمِينُ (۱۹۲، ۱۹۳)**

”وَإِنَّهُ“ = إن القرآن کو فظاً نہ کرنیں ہوا، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اس قرآن کو ایک امانت دار فرشتہ لے کر اتراء ہے۔

وَإِنَّهُ لِفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ (۱۹۶)۔

”إِنَّهُ“ = إن القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن گزرے ہوئے لوگوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

تشریح:

خدا نے واحد کی بندگی انفرادی ذمہ داری حیات بعد موت، جواب دہی اور انبیاء کی پیروی یہ سب تعلیم ان ساری کتابوں میں تھی جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔
أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ عُلَمَاؤُ بَنَى إِسْرَائِيلَ (۱۹۷)۔

”لَهُمْ“ = الکافرون ”يَعْلَمُهُ عُلَمَاءُ بَنَى إِسْرَائِيلَ“ = يعلم القرآن عُلَمَاءُ بَنَى اسرائیل۔

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ (۱۹۸)۔

”نَزَّلنَاهُ“ = نَزَّل القرآن۔

فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ (۱۹۹)۔

”فَقَرَأَهُ“ = فقراء الرسول القرآن ”بِهِ“ = بالقرآن۔

كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ (۲۰۰)۔

”سَلَكْنَاهُ“ = سلکنہ القرآن۔

یادداشت:

اس سلسلہ میں سورہ حجر کی آیت (۱۲)، فقرہ (۵) بھی ملاحظہ ہو۔

● لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرُوُ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (۲۰۱)۔

”بِهِ“ = بالقرآن۔

کیا رسالت کا انکار کرنے والوں کے لئے یہ سند نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء قرآن کو جانتے ہیں۔

شرح:

قرآن جانتے ہیں یعنی اہل مکہ خود قرآنی تعلیم سے ناواقف ہی مگر بنی اسرائیل کے علماء موجود تھے جو جانتے تھے کہ قرآن میں وہی سب کچھ کہا جا رہا ہے جو پہلے کی آسمانی کتابوں میں کہا گیا تھا۔

● وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ (۱۹۸)۔

وضیح:

اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر اہل زبان پر اتارتے اور رسول ان منکرین رسالت کو پڑھ کر سناتا تو یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے، اس طرح ہم نے اس قرآن کو مجرموں کے دلوں سے گزار دیا ہے وہ جب تک دردناک عذاب دیکھنہ لیں گے قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے۔

ملحوظہ:

”إِنَّهُ“ کی ضمیر منصوب کا مر جمع بعضوں نے رسول اللہ ﷺ بتایا ہے، لیکن کلام

میں میں تناق الصمار بُشی واحد واضح ہے۔

”سلکنَاه“ کی ضمیر مخصوص کی تفصیل سورہ مجر کی آیت (۱۲) فقرہ (۵) میں گزر چکی ہے، یہاں اس ضمیر کی تشریح استہزاء کی بجائے لفظ ”کفر“ یا ”مکذب“ سے کی جاسکتی ہے۔

• وَمَا تَنَزَّلْتُ بِهِ الشَّيْطِينُ (۲۱۰).

”بِهِ“ = بالقرآن۔

اس کتاب کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں۔

۲۔ نہل

يَمْوَسِي إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۹)۔

”إِنَّهُ“ = إن الشان۔

توضیح:

اے موئی واقعہ یہ ہے کہ میں ہی خدا یے زبردست و دانا ہوں۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الرَّبَّ، انا برائے تاکید۔

اے موئی پروردگار میں ہوں اللہ زبردست اور دانا ہے۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْمُتَكَلِّمَ فِيْخَوَّاَتِ الْكَلَامِ مِنْ ظَاهِرٍ ہے۔

اے موئی تم سے جو مخاطب ہے وہ میں اللہ ہوں زبردست دانا۔

”وَالْقِعَادَكَ فَلَمَّا رَأَهَا تَهْتَزُ كَانَهَا جَانَ وَلَيْ مُذَبِّراً وَلَمْ يُعَقِّبْ“ (۱۰)۔

دیکھئے: اعراب کی آیت (۷۰)، فقرہ (۱۳)۔

”وَادْخُلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بِيُضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوَءِ“ (۱۲)۔

دیکھئے: اعراف کی آیت (۱۰۸)، فقرہ (۱۳)۔

”فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِغْنِيَ أَنْ أَشْكُرَ

نِعْمَتَكَ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالَّذِيْ وَأَنْ أَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضُهُ” (١٩)۔

”ترضه“ = ترضی العمل، تقدیر: رب اور زینتی کے لئے اپنے عمل کا محسوسہ ہے۔

توضیح:

سلیمان چیونٹی کی بات پر نہ سچے اور کہا، اسے پروردگار مجھے توفیق دیجئے کہ جو احسان آپ نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر کروں اور ایسا نیک کام کروں کہ اس کام سے آپ خوش ہو جائیں اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمائیں۔

• ”إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَنَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ (٣٠)۔
”إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَنَ“ = إِنَّ الْكِتَبَ مِنْ سُلَيْمَنَ۔
”وَإِنَّهُ“ = وَإِنَّ الْكَلَامَ المَضْمُونُ، مضمون الكتاب۔

توضیح:

یہ نامہ گرامی سلیمان کی طرف سے ہے، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ میں خدا کا نام لے کر شروع کرتا ہوں۔

• وَإِنِّي مُرْسِلٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَظَرَةٌ بِمَ يَرْجُعُ
الْمُرْسَلُونَ (٣٥)۔

”إِلَيْهِمْ“ = إِلَيْ سُلَيْمَانَ وَاصْحَابِهِ۔
ضمیر کا مر جمع لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

توضیح:

میں سلیمان اور ان کے مشیروں کو کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔

● ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَا تِنْهَمْ بِجُنُودِ لَا قَبْلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنْخُرِ جَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةٌ وَهُمْ صَغِرُونَ (۳۷)۔

”إِلَيْهِمْ“ = إِلَى اهْلِ سَبَاءِ ”بِهَا“ = بِالْجُنُودِ ”مِنْهَا“ = مِنَ الْقَرِيَّةِ، مِنْ أَرْضِ سَبَاءِ۔

توضیح:

سلیمان نے اہل سباء کے قاصد سے کہا، تم واپس ملک سباء جاؤ، ہم ان پر ایسے لشکر لے کر حملہ کریں گے کہ اس لشکر کے مقابلہ کی اہل سباء میں طاقت نہ ہو گی اور ہم اہل سباء کو ان کی سرزین سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل ہوں گے۔

● قَالَ عَفْرِيْتٌ مَنْ الْجِنْ آنَا اِتِيْكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ (۳۹)۔

”بِهِ“ = بِعْرَشِ الْمَلَكَةِ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْإِتِيَّانِ اُتی کے مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جنت میں سے ایک قوی ہیکل جن نے کہا : قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے انھیں میں ملکہ سباء کے تخت کو آپ کے پاس لا حاضر کرتا ہوں اور مجھے اس کے لانے میں قدرت حاصل ہے اور میں امانت دار بھی ہوں۔

● ”قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ آنَا اِتِيْكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

يَرَتَدَ إِلَيْكَ طَرْفُكَ، فَلَمَّا رَأَهُ مُسْتَقِرًا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ
فَضْلِ رَبِّيْ“ (٢٠)۔

”عِنْدَهُ“ = عِنْدَ سَلِيمَان ”بِهِ“ = بِالْعَرْشِ ”رَأَهُ“ = رَأَءَ سَلِيمَانَ الْعَرْشَ۔
اسِم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

ایک شخص جس کو اللہ کی کتاب میں سے کچھ علم تھا کہنے لگا میں آپ کی آنکھ جھینکنے
سے پہلے اس تخت کو آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔
جب سَلِيمَان نے تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرے پروردگار کا
فضل ہے۔

• فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهْكَدَا عَرْشَكَ، قَالَتْ كَانَةٌ، هُوَ وَ
أُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ (٣٢)۔
أُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا۔

الف۔ اگر یہ امر اُدھر سباء کا قول ہو تو:
تقدير: اُوتينا العلم بصحبة نبوة سليمان من قبل هذه الآية في العرش۔

توضیح:

جب وہ سباء کی عورت آپنی توپو چھا گیا، کیا آپ کا تخت بھی اسی طرح کا ہے تو
اس عورت نے کہا یہ تو گویا ہو بہو ہی ہے اور ہم کو اس تخت کے مشاہدہ سے پہلے ہی سَلِيمَان
کے نبی ہونے کی حیثیت کا علم ہو چکا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

ب۔ اگر یہ سَلِيمَان کا قول ہو تو:
تقدير: اُوتينا العلم بقدرة الله من قبل هذه المرأة۔

توضیح:

جب سباء کی عورت آپنی..... اور اس نے کہا یہ تو گویا ہو بھروسی ہے تو سلیمان نے کہا: ہم نے قدرت خدا کا یہ مشاہدہ پہلی بار ہی نہیں کیا (کہ سباء سے تخت پل مارے ہمارے پاس آموجود ہو گیا) اللہ نے ہمیں اس واقعہ سے پہلے ہی علم عطا فرمایا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

ج۔ اور اگر یہ قول سلیمان کے اصحاب کا ہوتا:
لَقَدْ يَرَى مَا سَلَامُهَا وَمَجِئُهَا طَانِعَةً مِنْ قَبْلِ مَجِئِهَا۔

توضیح:

جب سباء سے وہی ہے تب سلیمان کے اصحاب نے کہا ہمیں تو اللہ نے امراء سباء کے اطاعت گزارانہ آمد سے پہلے اپنے علم سے یعنی ہدایت سے نوازا تھا اور ہم مسلم ہو چکے تھے۔

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ، إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ
كُفَّارِيْنَ (۳۳)۔ ●

الف۔ ”صَدَّهَا“ = صَدَّ سلیمان علیہ السلام امراء سباء۔

توضیح:

اور جو خدا کے سوا اور کی پرستش کرتی تھی سلیمان نے اس کو اس غیر اللہ کی پرستش سے منع کیا اور اس سے پہلے تو وہ کافروں میں سے تھی۔

ب۔ صَدَ اللَّهُ إِمْرَأَةُ سَبَاءَ وَرُوَّاهُ جَوْهُ خَدَّا كَمْ سَوَالْهُ كَمْ
اس کو اس پرستش سے روک دیا، اس واقعہ سے پہلے وہ کافروں میں سے تھی۔

● قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لِنِبِيِّنَاهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولُنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَدِيقُونَ (۲۹)۔

الف۔ نبیتہ "أَهْلَهُ وَلِيِّهِ وَأَهْلِهِ" جملہ واحد غائب ضمیر وں کا مر جع صالح ہیں۔

توضیح:

کہنے لگے خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم صالح کے گھر والوں پر شخون ماریں گے، پھر صالح کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم صالح کے گھر والوں کے موقع پر ہلاکت پر گئے ہی نہیں تھے اور ہم سچ کہتے ہیں۔

ب۔ "مَهْلِكَ أَهْلِهِ" = مهلك اہل الولی۔

کہنے لگے خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم صالح کے گھر پر اور اس کے گھر والوں پر شخون ماریں گے پھر صالح کے وارث سے کہیں گے کہ ہم تو وارث کے گھر والوں کے موقع ہلاکت پر گئے ہی نہیں اور ہم سچ کہتے ہیں۔

● "أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَا أَءَى فَانْبَثَنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ، مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا" (۲۰)۔

"شجرہا" = شجر الحدائیق۔

توضیح:

آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور تمہارے لئے کس نے آسمان سے بارش بر سائی پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ سبز باغ اگائے، یہ تمہارا کام تو نہ تھا کہ تم اپنے باغوں کے درخت اگاتے۔

● "إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ....." (۷۸)۔

الف۔ ”بِحُكْمِهِ“ = بِحُكْمِ الرَّبِّ۔

توضیح:

قیامت کے روز تمہارا پروردگار ان کافروں میں اپنے حکم سے فیصلہ کر دے گا۔

ب۔ ”بِحُكْمِهِ“ = بِحُكْمِ الْقُرْآنِ۔

تمہارا پروردگار ان کافروں میں قرآن کے مطابق فیصلہ کر دے گا یعنی قرآن میں جو جو حکم جس طرح بیان کئے گئے ہیں اس کے مطابق۔

قصص - ۲۸

وَقَالَتْ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنِ لَى وَلَكَ، لَا تَقْتُلُوهُ،
عَسَى أَنْ يَنْفَعُنَا أَوْ نَتَحْذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (۹)۔
الف۔ ”وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ“ فرعون والفرعون هذا ابتداء كلام من الله۔

اگر یہ نیا جملہ ہو تو:

توضیح:

فرعون کی بیوی نے کہایہ میرے اور تمہارے لئے آنکھوں کی سختی کے، اس کو
مت قتل کرو، کیا تعجب کہ یہ ہمارے لئے مفید ہو یا، تم اسے بیٹا ہی بنالیں اور فرعون کی بیوی
وغیرہ انجام سے بے خبر تھے۔

ب۔ اگر یہ قول فرعون کی بیوی کا ہو تو:

”هُمْ“ = بنو إسرائیل، تقدیر: لا يشعرون بنو إسرائیل ”إِنَّ الظَّطْنَةَ“
الظطناً موسى۔

فرعون کی بیوی نے کہا..... اور بنو اسرائیل اس بات سے ناواقف رہیں گے کہ ہم
نے اس پچھے (موسیٰ) کو دریا سے اٹھایا ہے۔

وَأَضَبَحَ فُؤَادُ أُمَّ مُوسَى فِرْغَاغَا، إِنْ كَادَتْ لَتُبَدِّيْ بِهِ لَوْلَاَ
أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۱۰)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بِمُوسَى۔

توضیح:

اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہو گیا، اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کر دیتے تو قریب تھا کہ وہ موسیٰ کی شناخت کر اویتی (اس کے دل کو مضبوط کرنے کی غرض یہ تھی) کہ موسیٰ کی والدہ مومنوں میں رہے۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالوْحِي، تقدیر: إنْ كَانَتْ لِتَبْدِي بِالوْحِي الَّذِي أَوْجَيْنَاهُ
اللَّهُمَّ أَنْ نَرْدَهُ عَلَيْهَا۔

اور موسیٰ کی ماں..... قریب تھا کہ موسیٰ کی والدہ یہ بات ظاہر کر دیتی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ دریا میں ڈالا ہوا بچہ بھی میرے پاس لوٹا دیا جائے گا۔
یہ تاویل بعید از صواب معلوم ہوتی ہے۔

● وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيْه فَبَصَرَتْ بِهِ عَنْ جَنْبِ وَهُمْ
لَا يَشْعُرُونَ (۱۱)۔

”وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ“ = ال فرعون لا يشعرون۔
ضمیر کا مرتع لفظوں میں مذکور نہیں سیاق و ساق سے ظاہر ہے۔
”إِنَّهُ عَذُولٌ مُضِلٌّ مُبِينٌ“ -

توضیح:

موسیٰ کی والدہ نے موسیٰ کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے انجان طور سے جا۔
چنانچہ موسیٰ کی بہن دیکھتی رہی اور آل فرعون کو پتہ نہیں چلا کہ بچہ سے (موسیٰ سے) اس کا
کوئی تعلق ہے۔

● وَحَرَّمَنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلِ فَقَالَتْ هَلْ أَدْلُكُمْ عَلَىَّ

أَهْلُ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَصِحُونَ (۱۲)۔

الف۔ ”وَهُمْ لَهُ نَصِحُونَ“ = ہم ای ہل بیت ”لہ“ = موسیٰ۔

توضیح:

اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر لتاوں کے دودھ حرام کر دیئے تھے تو موسیٰ کی بہن نے فرعون اور اس کی بیوی سے کہا میں تمہیں ایسے گھروالے بتاتی ہوں کہ تمہارے اس بچہ کو پالیں اور گھروالے اس بچہ کی خیر خواہی سے پرورش کریں۔

ب۔ ”وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ“ = ہم: فرعون اور اس کی بیوی کے مشیر۔
”لہ“ = لفرعون۔

اور ہم نے موسیٰ کو بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ بتاتی ہوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ فرعون اور اس کی بیوی کے مشیر فرعون کی خیر خواہی کرتے ہوئے بچہ کی بابت مشورہ کر رہے تھے۔
اس توجیہ میں سراسر تکلف ہے ایسی توجیہوں کے بارے میں یہ کلیہ یاد رہنا مناسب ہے کہ:-

”مَتَى أَمْكَنَ حَمْلُ الْكَلَامِ عَلَى ظَاهِرَةٍ مِّنْ غَيْرِ حَذْفٍ وَفَصْلٍ كَانَ أَحْسَنَ۔
مَطْلَبٌ يَرِدُ كَيْفَيَةُ حَذْفٍ كَيْفَيَةُ فَصْلٍ كَيْفَيَةُ تَوْبِيرِ اس
حَذْفٍ يَا فَصْلٍ فَرْضُ كَيْفَيَةٍ كَيْفَيَةُ ضَرُورَتِ نَهْيٍ۔
بطور تأکید یہاں کلام میں کا اصول وہر ان مناسب ہے۔

تناسق الضمائر لشیٰ واحد اوضاع۔

• ”وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَى جِنْ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَلَنِ هُدًى مِّنْ شِيَعِيهِ وَهُدًى مِّنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيَعِيهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَى

فَقَضَىٰ عَلَيْهِ قَالَ هَذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَنِ ”.....الخ(۱۵)۔

یہاں جملن میں ایک کوبٹی اور دوسرے کوئی اسرائیل میں سے ایک فرض کیا گیا ہے۔ ”شیعہ“ اول و دوم اور ”عدوہ“ اول و دوم میں ضمیر واحد غالب کا مر جم موسیٰ۔

”وَكَزَةً“= وَكَزَ مُوسَى القبطي۔

”قَضَىٰ عَلَيْهِ“= قضیٰ موسیٰ علی القبطی۔

توضیح:

موسیٰ آئیے وقت شہر میں داخل ہوئے کہ شہر کے باشندے بے خبر سور ہے تھے تو موسیٰ نے دیکھا وہاں دو شخص لڑ رہے تھے ایک تو موسیٰ کی قوم کا ہے اور دوسرا موسیٰ کے دشمنوں میں سے تجویں شخص موسیٰ کی قوم میں سے تھا (اسرائیلی) اس نے دوسرے (مصری قبطی) کے مقابلہ میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تمام دطلب کی تو موسیٰ نے اس قبطی کے گھونسماں اور اس کا کام تمام کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے یہ کام شیطان کے انگو سے ہوا۔ بے شک شیطان انسان کا دشمن اور اس کو حکلم کھلا بہ کافے والا ہے۔

ب۔ ”قَضَىٰ عَلَيْهِ“= قضیٰ الوکز علی المصری۔

موسیٰ نے قبطی کے گھونسار سید کیا تو اس گھونسے نے قبطی کا کام تمام کر دیا۔ اس توجیہ کا تلفظ ظاہر کرنا ضروری معلوم نہیں ہوتا۔

”قَضَىٰ“ کی ضمیر مستتر کو اللہ کی طرف راجع کرنا بھی کچھ اسی نوعیت کا ہے۔

فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي أَسْتَنْصَرَهُ

بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ، قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ (۱۸)۔

”استنصره و يستصرخه“ کی ضمیر واحد نہ کر منصوب کا مر جم موسیٰ۔

وضوح:

موسیٰ صبح سوریے ڈرتے ڈرتے شہر میں داخل ہوئے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے ناگہاں وہی شخص جس نے گذشتہ بوز موسیٰ سے مدماگی تھی پھر موسیٰ کو پکارتا ہے۔ موسیٰ نے اس پکارنے والے سے کہا تو تو کھلی گمراہی میں ہے۔

• فَلَمَّا آتَى أَرَادَ آنِ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوُّ لَهُمَا قَالَ يَمُوسَى أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ (۱۹)۔

الف۔ ”آنِ ارادَ آنِ يَبْطِشَ“ = فَلَمَّا آتَى ارَادَ مُوسَى آنِ يَبْطِشَ۔

پھر موسیٰ نے ارادہ کیا کہ اس آدمی پر حملہ کرے جو دونوں کا دشمن تھا (یعنی مصری قبطی) تو قبطی نے کہا کیا تو آج مجھے اسی طرح قتل کرنے چلا ہے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے بس تم زمین میں اپنی دھاک جانا چاہتے ہو اور صلح کروانا نہیں چاہتے۔

ب۔ اَرَادَ آنِ يَبْطِشَ الإِسْرَائِيلِيَّ بِالْقِبْطِيِّ فَنَهَا مُوسَى فِي خَافِ الإِسْرَائِيلِيِّ مِنْهُ فَقَالَ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي الْخ۔

پھر جب اسرائیلی نے ارادہ کیا کہ اس آدمی (مصری قبطی) پر حملہ کرے جو دونوں کا (موسیٰ اور خود اس اسرائیلی کا) دشمن تھا تو موسیٰ نے اس اسرائیل کو سختی سے منع کیا اس پر اسرائیلی نے کہا کیا تم مجھے بھی اسی طرح قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح کل تم نے ایک آدمی کو قتل کر دا۔

• الَّذِينَ أَتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ (۵۲)۔

الف۔ ”قَبْلِهِ“ = قبل القرآن ”بِهِ“ بالقرآن۔

توضیح:

جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے قبل کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لے آئے ہیں۔

ب۔ ”قبلہ“ قبل محمد ﷺ اسی طرح ”بہ“ کی ضمیر مجرور کا مرجع ہے۔

جن لوگوں کو ہم نے محمد ﷺ سے قبل کتاب دی تھی وہ محمد ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔

• وَإِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ (۵۳).

”علیہم“ = علیٰ أهل الکتب العالية المنزلة من اللہ۔

الف۔ ”بہ“ = بالقرآن ”إِنَّهُ“ = إن القرآن ”قبلہ“ = قبل نزول القرآن بعدف مضاف۔

توضیح:

اور جب اہل کتاب قوموں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے چیلک وہ قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور ہم تو اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے ہی مسلم تھے۔

ب۔ ”بہ“ = بحمد ”بَا“ سببیہ ”قبلہ“ = قبل محمد۔

اور جب اہل کتاب قوموں کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں ہم محمد کی وجہ سے ایمان لے آئے بے شک قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور ویسے ہم تو محمد کی بعثت سے پہلے بھی مسلم تھے۔

• ”وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرْبَى حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمَّهَاتِ

رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ أَيْثَنَا (۵۹)۔

”أَمْهَا“ = أُمُّ القرى ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى أَهْلِ الْقَرَى مضاف محفوظ۔

توضیح:

اور تمہارا پروردگار بستیوں کو بلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان بستیوں کے صدر مقام میں کوئی پیغمبر نہ مسجدے جو وہاں کے باشندوں کو ہماری آیتیں سنائے۔

● وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ
وَرَأُوا الْعَذَابَ لَوْا نَهْمُ كَانُوا يَهْتَدُونَ (۶۲)۔

الف۔ ”دَعْوَهُمْ“ = دعا المشركون شركاء هم ”لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ“ لَمْ يَسْتَجِيبُ الشُّرَكَاءِ وَمُشْرِكِيهِمْ ”رَأُوا“ = الداعيون والمدعون ”أَنْهُمْ“ = الداعيون والمدعون۔

توضیح:

اور یوم قیامت مشرکوں سے کہا جائے گا تم اپنے اپنے شریکوں کو بیاؤ، تو مشرک اپنے شریک کاروں کو پکاریں گے اور وہ اپنے پکارنے والوں کو جواب نہ دے سکیں گے اور پکارنے والے اور پکارے جانے والے دونوں ہی عذاب کو دیکھ لیں گے دونوں گروہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ ہدایت یا ب ہوتے۔

ب۔ ”رَأُوا“ = الداعون ”أَنْهُمْ“ = أَنَ الدَّاعِينَ۔

اس صورت میں پکارے جانے والوں سے بے جان اشیاء مراد لینا شاید نامناسب نہ رہے۔

مطلوب یہ کہ جب مشرکوں سے کہا جائے گا کہ بلا کاب اپنے اپنے معبدوں کو تو وہ کچھ بھی جواب نہیں دے سکیں گے، اور پکارتے والے عذاب دیکھ لیں گے تو یہ پکارنے

والے مشرک تناکریں گے کاش وہ بُدایت یا ب ہوتے۔

وَمِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ
وَلِتَبْغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۷۳)۔

الف۔ ”تسکنوا فيه“ = فی اللیل ”فضله“ = فضل الله۔

توضیح:

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم رات میں آرام کرو اور دن میں اللہ کا فضل رزق تلاش کرو۔

ب۔ ”لتَسْكُنُوا فِيهِ“ = فی اللیل وَالنَّهَارِ أَى فی الزمان۔
”فضله“ = فضل النہار۔

اور اللہ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے دن اور رات بنائے تاکہ تم ان میں آرام کرو اور دن میں کام کر کے دن کی برکت تلاش کرو۔

پہلا قول: اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي أَوْلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ
أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ
جَمْعَهُ وَلَا يُسْكَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ (۷۸)۔

الف۔ ”أُوتِيتُهُ“ او تیت ”ما“ موصولہ ”قبلہ“ = قبل قارون۔

”منہ“ = من قارون ”ذُنُوبِہِمُ“ = ذنوب القرون ای ذنوب من هلك من القرون۔

توضیح:

تقدیر: لا يُسْكَلُ غيرهم ممن! جرم ولا ممن لم يجرم عمماً أهلكه الله بل

كُلَّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ وَلَا تَرُدُّوا زَوْجَةً وَزَرَا أُخْرَى۔

قارون نے کہا: جو کچھ مجھے ملا وہ میری داش کے زور سے ملا ہے کیا قارون نہیں جانتا کہ خدا نے اسی سے (قارون سے) پہلے بہت سی امتیوں کو ہلاک کر دیا۔ ایسے لوگوں کو جو اس قارون سے قوت میں بہت بڑھے ہوئے تھے، اور ان کا جھٹا بھی بہت زیادہ تھا اور یہ سب تباہ ہو چکے ہیں۔

جو امتیں تباہ ہو چکی ہیں ان کے گناہوں کا دوسرا گناہ گاروں سے کوئی سوال نہ ہو گا جس کسی نے جیسا کیا وہ ویسا ہی بھکتی گا۔ ایک کے گناہ کی جواب دی دوسرے کے ذمہ ہرگز نہیں ہو گی۔

ب۔ “ذُنُوبُهُمْ” = ذنوب الناس أى ذنوب المجرمين۔

گناہ گاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں ہو گی، گناہ گاری ان کے چہروں ہی سے ظاہر ہو گی۔ ان گی بد اعمالیوں کے بارے میں نہ تقیش کی ضرورت، نہ ان بد بختوں کوچوں و چراکی گنجائش، ان کو سزا بھکتی پڑے گی۔

● وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَلْكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنِ امْنَ وَعَمَلَ صَالِحًا، وَلَا يُلْقَهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ (۸۰)۔

الف۔ “لَا يُلْقَهَا” = الإثابة أى ثواب بمعنی آثابة۔

یہ از روئے عربیت بالکل درست ہے۔

توضیح:

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہوں نے دولت مندی کی آرزو کرنے والوں سے کہا تھا: افسوس تمہیں معلوم ہوتا چاہئے کہ ایمان لانے والوں اور نیکو گاروں کے لئے دنیا اور آخرت میں اللہ کی دین اس قارون کی دولت سے کہیں بہتر ہے، اور وہ کسی اور کو نہیں صرف صبر کرنے والوں کو ملتے گی۔

ب۔ ”يُلْقَهَا“ کی ضمیر مخصوص موئنث کسی نے کلمہ کی طرف یہ کہہ کر پھیری ہے
کہ یہ ”العلماء“ سے ماخوذ ہے۔
بعض مغرب اس کو اعمال صالحہ کی طرف لے گئے ہیں اور بعضوں نے اس سے
حکمت یا معرفت مرادی ہے۔

يلقى الكلمة: يلقى أعماله الصالحة، يلقى الحكمة، يلقى المعرفة۔
راثم الحروف كـوپـهـلا قول اقرب الى الصواب معلوم ہوتا ہے: وَالْعِلْمُ عِنْدَ الْخَبِيرِ۔
”تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ غُلُواً فِي
الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا“ (٨٣)۔
”نَجْعَلُهَا“ = نَجْعَل الدار الآخرة۔
دار موئث سمائی ہے۔

توضیح:

وہ جو قیام گاہ آخرت ہے ہم نے وہ جائے قیام ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھی ہے
جو ملک میں ظلم اور بگاڑ کارادہ نہیں رکھتے۔

سورہ فاطر میں ہے:
”إِنَّ رَبَّنَا لِغَفْرَرْ شَكُورٌ، نِّيَّالَذِي أَخْلَنَا دَارَ الْمُقاَمَةِ مِنْ فَضْلِهِ، لَا يَمْسَنَا
فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمْسَنَا فِيهَا لُغُوبٌ“ (٣٥، ٣٢)۔

بے شک ہمارا پروردگار بخشانیدہ و قدر دان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے
ہمیشہ رہنے والی قیام گاہ میں اتارا۔ اس قیام گاہ میں ہم کو کوئی رنج نہیں پہنچے گا اور اس جگہ
ہمیں نہ کان بھی نہیں ہوگی۔

یادداشت:

الدَّارُ الْآخِرَةُ: صفت موصوف جن مقاموں پر آیا ہے ان کے حوالے مندرجہ ذیل ہیں:

- ☆ (بقرہ / ۹۳) = قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةٌ، الْخ.
- ☆ (انعام / ۳۲) "وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ"۔
- ☆ (اعراف / ۱۶۹) "وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ"۔
- ☆ (قصص / ۱۷) "وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ"۔
- ☆ (قصص / ۸۲) "تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ" (۸۳)۔
- ☆ (عنکبوت / ۶۳) "وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهُيَ الْحَيَاةُ"۔
- ☆ (احزاب / ۲۹) "وَإِنْ كُنْتَ تُرِدُّنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ"۔

٣٩ - عنکبوت

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْبَحَ السَّفِينَةَ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ (١٥)۔

”أنجينا“ = أنجينا نوحًا، جعلناها = جعلنا السفينة۔

توضیح:

اور ہم نے نوح کو اور کشتی نشینوں کو نجات دی اور کشتی کو اہل علم کے لئے ثانی

بنادیا۔

”فَامْلَأْنَاهُ لَهُ لُوطُّ، وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّ الْخَ“ (٢٦)۔

الف۔ ”له“ = لا براہیم، ”قال إِنِّي مُهَاجِرٌ“ = قال لوط إِنِّي مهاجر۔

توضیح:

پھر ابراہیم پر لوٹ ایمان لے آئے اور (لوٹ نے) کہا میں اپنے پروردگار کی طرف
ہجرت کرنے والا ہوں۔

ب۔ ”قَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ“ = قال ابراہیم إِنِّي مُهَاجِر۔

پھر ابراہیم پر لوٹ ایمان لائے اور ابراہیم نے کہا میں اخ۔

إِنَّا مُنْزَلُونَ عَلَى أَهْلِ هَذِهِ الْقُرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا
كَانُوا يَفْسُدُونَ، وَلَقَدْ تَرَكَنَا مِنْهَا آيَةً بَيْنَهُمْ لِقَوْمٍ

يَعْقِلُونَ (٣٥، ٣٣)۔

”مِنْهَا“ = مِنَ الْفَرِيَةِ۔

توضیح:

ہم اس بستی کے رہنے والوں پر اس سبب خے کہ یہ بدکرداری کرتے رہے ہیں عذاب نازل کرنے والے ہیں اور ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لئے اس بستی سے ایک کھل نشانی چھوڑ دی ہے۔

ضمیر موٹھ منصوب کا مرتع ”عقوبة یا فعلة“ بتاتا قرین صواب نہیں معلوم ہوتا۔

• ”فَكُلُّا أَخْدُنَا بِذَنْبِهِ“ (٣٠)۔

دیکھئے: سورہ فرقان آیت (٣٩)۔

• وَمَا كُنْتَ تَتَلَوَّا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَبٍ وَّلَا تَخْطُطَهُ بِيَمِينِكَ إِذَا
الْأَرْتَابَ الْمُبْطِلُونَ (٣٨)۔

”قبله“ = قبل انزال الكتب، مرتع فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

اسی طرح ”تخططه“ سے ”تخطط الكتب“ نمایاں ہے۔

توضیح:

اے محمد تم ہماری کتاب نازل ہونے سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے، اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے اگر ایسا ہوتا تو شاید باطل پرست شک میں پڑسکتے تھے۔

• ”بَلْ هُوَ إِنْتَ بَيْنَ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ“ (٢٩)۔

”ہو“ = الكتاب، اس سے پہلے کی آیت: ”أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَبَ“ الخ سے ظاہر ہے مراد قرآن۔

توضیح:

یہ قرآن روشن آئیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں محفوظ ہے۔

”وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ“ (۵۰)۔

”عَلَيْهِ“ = علیٰ محمد۔

ویکھئے: یونس کی آیت (۲۰)، نقرہ (۲)۔

اللَّهُ يَسْتُطُ الرَّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ، إِنَّ اللَّهَ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۶۲)۔

”الله“ = للعبد ”منْ عباده“ = منْ بَعْضِ عِبَادِ اللَّهِ مضاف مخدوف۔

توضیح:

خدا ہی اپنے بندوں میں سے جس بندے کے لئے چاہتا ہے اس کی روزی فراخ
کر دیتا ہے اور جس بندہ کے لئے چاہتا ہے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے۔

۳۔ روم

أَوْلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ فُورَةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ
وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ، فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمُهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفَسَهُمْ
يَظْلِمُونَ (۹)۔

”قَبْلِهِمْ“ = قبل مخاطبی محمد ﷺ، اسی طرح مجرور ”منہم“۔

”جَاءَهُمْ، رُسُلُهُمْ، يَظْلِمُهُمْ، أَنفَسَهُمْ“ = جمع مذكر ضمیروں کا مر جمع محمد ﷺ کے مخاطبوں سے پہلے کی قویں ہیں۔

توضیح:

کیا محمد ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والے لوگ زمین میں ادھر ادھر چلے پھرے نہیں کہ انہیں ان قوموں کا انجام نظر آتا جو ان منکرین رسالت محمد ﷺ سے پہلے گزر چکی ہیں وہ قویں ان منکرین سے زیادہ طاقتور تھیں اور انہوں نے زمین کو بہت کچھ کھودا تھا اور اس کو اتنا آیا د کیا تھا جتنا کہ ان منکروں نے آباد نہیں کیا، ان گزری ہوئی قوموں کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر وہ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

اللَّهُ يَبْدُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (١١)۔

”يُعِيدُهُ“ = يعيد الخلق، ”إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“ = إلى الله ترجعون۔

توضیح:

خدا ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، خدا ہی خلقت کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اللہ ہی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

وَمِنْ أَنْشَأَ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لَّتَسْكُنُوا
إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً، إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (٢١)۔

”إِلَيْهَا“ = دیکھئے: اعراف آیت (۱۹۸)، آخری فقرہ۔

”وَهُوَ الَّذِي يَبْدُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهُونُ عَلَيْهِ“ (۲۷)۔

”هُوَ الَّذِي“ = اللہ ہی کی ”یُعِيدُهُ“ = ”یُعِيدُ الْخَلْقَ“ ”هُوَ أَهُونَ“ = العود آہون۔

الف۔ ”عَلَيْهِ“ عَلَى اللہ۔

توضیح:

اور وہ اللہ ہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اسی خلق کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ عود (دوبارگی) اللہ پر آسان ہے۔

ب۔ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى الْخَلْق۔

اور وہ..... اور یہ دوبارہ ہمیشگی کی زندگی کی طرف لوٹا گلوق پر آسان ہے۔

أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ
يُشْرِكُونَ (۳۵)۔

”هُوَ“ = السُّلْطَان۔

توضیح:

کیا ہم نے ان پر کوئی سلطان، (دلیل و جلت) نازل کی ہے جو ان مشرکوں کو خدا کے ساتھ شریک کرنا بتاتی ہے۔

• ”فَاقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيْمِ مِنْ قَبْلٍ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرْدَلَةً
مِنَ اللَّهِ يَوْمٌ مِّنْ يَوْمٍ يَصْدُعُونَ“ (۲۳)۔
”لَهُ“ = لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

توضیح:

تو اس روز (قیامت کے وقت) سے پہلے جو خدا کی طرف سے آکر رہے گا اور وہ وقت رک نہیں سکے گا تم دین کے سیدھے رستہ پر رخ کئے جرأت مندانہ چلے چلو اس روز سب لوگ منتشر ہو جائیں گے۔

• اللَّهُ الَّذِي يُرِسِّلُ الرَّيْحَ فَتُشَيرُ سَحَابًا فِي سُطُّهُ فِي السَّمَاءِ
كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كَسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ
خِلْلَهُ، فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادَةِ إِذَا هُمْ
يَسْتَبِشُرُونَ (۲۸)۔

”یُسْطُ“ = یُسْطُ اللَّهُ السَّحَابُ، ”یَجْعَلُهُ“ = یَجْعَلُ اللَّهُ السَّحَابُ،
”مِنْ خِلَلِهِ“ = مِنْ خِلَلِ السَّحَابِ، ”أَصَابَ بِهِ“ = أَصَابَ اللَّهَ بِالْوَدْقِ۔

توضیح:

خدا ہی تو ہے جو ہواں کو چلاتا ہے اور ہواں میں بادل کو ابھارتا ہیں پھر خدا جس طرح چاہتا ہے بادل کو آسمان میں پھیلاتا ہے اور پھر بادل کے لکوں کو تہہ بجهہ کرتا ہے،

پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل کے درمیان سے مینہ نکلنے لگتا ہے پھر جب اللہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے وہ مینہ بر سادیتا ہے تو بندے خوش ہو جاتے ہیں۔

یادداشت:

دیکھئے سورہ نور کی آیت (۲۳)، فقرہ (۱۱)۔

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ (۲۹)۔

”منْ قَبْلِهِ“ = مِنْ قَبْلِ تَنْزِيلِ الْغَيْثِ۔

یہ غالباً ”منْ قَبْلِ أَنْ الْخَ“ کی تاکید ہے۔

توضیح:

اگرچہ لوگ بارش برسنے سے پہلے اس کے برسنے سے نامید ہو رہے تھے۔

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِبِّحَا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًا لَظَلَوْا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ (۵)۔

”رَأَوْهُ“ = رَأَوْ النَّبَاتَ۔

یہ اسم سیاق کلام سے ظاہر ہے لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ الْاصْفَرَاءِ یہ لفظ مصفراء سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اگر ہم ایسی ہوائیں بھیجیں کہ وہ اس ہوا کی وجہ سے کھیتی کو دیکھیں کہ وہ زرد ہو گئی ہے تو کھیتی کی زردی دیکھنے کے بعد وہ ناشکری کرنے لگ جاتے ہیں۔

یادداشت:

معربین قرآن نے غالباً تھیک بتایا ہے کہ ”راؤہ“ کی ضمیر منصوب کا مر جع ”رتع“ یا ”سحاب“ یا اثر احتمالی ہے اسی طرح ”منْ بَعْدِهِ“ کی ضمیر مجرور کا مر جع ارسال یا ”منْ بَعْدِ
كُونِهِمْ رَاجِينَ“ احتمالی تحریج ہے۔

لقد يَرِيَكُفُّرُونَ مِنْ بَعْدِهِ كُونِهِمْ رَاجِينَ۔

مطلوب غالباً یہ کہ:

بادلوں کو دیکھ کر بارش کی توقع کرنا مگر جب ہو بادلوں کو اڑالے گئی بارش نہیں
ہوئی زردی مائل غبار چھا گیا تو بارش سے مایوس ہو کر اللہ کی ناشکری کرنا۔
پہلا قول قرین اصول معلوم ہوتا ہے۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَ الْحَبِيرِ۔

۱۳۔ لقمان

”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهُو الْحَدِيثُ لِيُضْلِلَ عَنِ السَّبِيلِ
اللَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَخَذَهَا هُرُواً.....(۲)۔

الف۔ ”يَتَخَذَهَا“ = يَتَخَذُ السَّبِيلَ۔

دیکھئے: آل عمران آیت (۹۹)، فقرہ (۱۶)۔

تو ضعیح:

اگر لوگوں میں بعض ایسا ہے جو بے جانے بے سمجھے بے ہودہ داستانیں خریدتا ہے، تاکہ
لوگوں کو بے جانے بوجھے خدا کے راستے سے گراہ کرے اور خدا کے راستے کا استہزا کرے۔

ب۔ ”يَتَخَذَهَا“ = يَتَخَذُ الْأَحَادِيثَ حدیث بمعنی احادیث۔

سبیل سے آیت کے معنی واضح ہیں، اس لئے مذکور الصدر تاویل کی ضرورت نہیں معلوم

ہوتی۔

ج۔ ”يَتَخَذَهَا“ = يَتَخَذُ الْآیاتَ۔

اس کو ضمیر کی تحریج کی، بجائے تفسیر کہنا زیادہ مناسب ہے۔

”خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوُنَهَا.....الخ“ (۱۰)۔

دیکھئے: سورہ رعد و سری آیت پہلا فقرہ۔

”يَسْأَلُ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ جَرْذِلِ فَتَكُنْ فِي صَحْرَةٍ

أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ.....“ (۱۶)۔

الف۔ ”إِنَّهَا“ = الفعلہ= اسی طرح اسم کانِ انْ تَكُ = انْ تَكُ الفعلہ۔

توضیح:

لقمان نے کہا: بیٹا! اگر کوئی عمل خواہ اطاعت میں ہو یا معصیت میں اور وہ وزن میں رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور وہ خواہ کسی پھر کے نیچے ہو یا آسمانوں میں چھپا یا ہوا ہو یا زمین میں ہو تب بھی خدا اس عمل کو قیامت کے دن جزا و سزا کے لئے لا حاضر کرے گا۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إن القصة أو إن الحقيقة۔

اسم ”کان“ اس صورت میں بھی ” فعلہ یا مسللة“ جیسا کوئی اسم موئث ہی ہو گا۔ لقمان نے کہا بیٹا حقیقت یہ ہے کہ کوئی بات کوئی چیز بھی خواہ وہ وزن میں رائی کے دانے کے برابر ہی انجام۔

ملحوظہ:

فعل ناقص کافیت موئث باعتبار معنی درست ہے ”کانہ قال إن تلك حجۃ من خرددل“۔

وکیھے: انبیاء کی آیت (۲۷)، فقرہ (۹)۔

• ”وَكُوْ أَنَّهَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَفْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمْدُدُهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفَدَتْ كَلِمَتُ اللَّهِ“ (۲۷)۔

”يَمْدُدُهُ“ = يمد البحر ما في الأرض الخ۔

”بَعْدِهِ“ = بعد نفاذ ما في البحر مرتعنخ نخواۓ کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں از قسم درخت جو کچھ ہے وہ سب کے سب قلم ہوں اور سمندر کا تمام پانی بطور سیاہی اس کے ساتھ ہو پھر مزید سات سمندر اس کو اسی سیاہی مہیا کریں تب بھی خدا کی باتیں لکھنے میں ختم نہ ہوں۔

٣٣ - سجدہ

يُدَبِّرُ الْأَمْرُ مِنَ السَّمَااءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةً مَمَّا تَعَدُّونَ (٥)۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“ = إلى الله، ”مِقْدَارُهُ“ = مقدار اليوم۔
مقدار بمعنى عرض مدت، دوڑ زماں۔

توضیح:

الله آسمان سے زمین کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر وہ کام اللہ کی طرف سے عروج
کرتا ہے۔ ایک دن میں، اس دن کی مقدار تمہارے حساب سے ہزار برس کے برابر ہوگی۔
ب۔ ”إِلَيْهِ“ = إلى السماء، ”مِقْدَارُهُ“ = مقدار التدبیر۔

تقدير: کان مقدار ذلك التدبیر الف سنة من سنة الدنيا. یا. مِقْدَارُهُ
مقدار العروج۔

وہ آسمان سے زمین تک کے ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ تدبیر آسمان کی طرف
ایک دن میں اوپر جاتی ہے، اس تدبیر کی مقدار (یا اوپر جانے کی مقدار) تمہارے شمار کے
مطابق ہزار برس ہوگی۔

رقم الحروف کی نظر میں یہ آیت از قسم تشبیبات معلوم ہوتی ہے و العلم عند اللہ
”یدبیر“ کی ضمیر مستتر کا مرتع کسی نے اسم جلالہ اور کسی نے فرشتہ بتایا ہے اور

”یعرج“ کی ضمیر مستتر اور ”الیه“ کی ضمیر مجرور کے متعلق ایک قول ”الصحاب“ اور دوسرا ”قول المکان“ بھی نقل کیا گیا ہے۔

میں نے تفسیریں دیکھیں اور ان میں دونوں قول درج ہیں۔

• ﷺ لَ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَا خَلْقُ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ (۷)۔

دیکھئے طا آیت (۵۰)، فقرہ (۳)۔

• فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أَخْفَى لَهُمْ مِنْ قُرْةَ أَعْيُنٍ، جَزَاءً بِمَا

كَانُوا يَعْمَلُونَ (۷۱)۔

”لَهُمْ“ = جمیع الانفس، النکرة فی سیاق المنفی یعنی الجميع۔

توضیح:

آنکھوں کی جو مختدک انسانوں کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے اس کو کوئی تنفس نہیں جاتا، جو در حقیقت ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

• وَلَقَدْ أتَيْنَا مُوسَى الْكِتَبَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ

وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ (۲۳)۔

الف۔ ”لِقَائِهِ“ = لِقاءِ الکتب، مصدر کی اضافت مفعول کی طرف۔

تقدیر: لقاء موسی الكتاب، ”جعلناه“ = جعلنا الکتب۔

توضیح:

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم موسیٰ پر کتاب نازل ہونے میں شک نہ کرو اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

ب۔ ”لِقَائِهِ“ = لِقاءِ موسیٰ، مصدر کی اضافت فاعل کی طرف مفعول بہ محدود۔

تقریر:

(۱) فَلَا تَكُنْ فِي مُرْيَةٍ مِّنْ لِقَاءِ مُوسَى الْكِتَابِ۔

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو تم اس بات میں شک نہ کرو کہ اس نے کتاب لی اور ہم نے انھے۔

(۲) تقریر: فَلَا تَكُنْ فِي مُرْيَةٍ مِّنْ لِقَاءِ مُوسَى أَيَّاكَ۔

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، تم اس بات میں شک نہ کرو کہ موسیٰ تم سے ملیں گے۔

(۳) تقریر: مِنْ لِقَائِكَ مُوسَى۔

ج۔ "لِقَائِه" = لقاء مُوسَى رَبِّه، مصدر فاعل کی طرف مضاف اور مفعول مخدوف موسیٰ اپنے رب سے ملیں گے۔
و۔ لِقَائِه = لقاء مالا فی موسیٰ۔

تقریر: فَلَا تَكُنْ فِي مُرْيَةٍ مِّنْ لِقَاءِ مالا فی موسیٰ مِنْ إِنْكَارِ مِنْ قَوْمِهِ۔
آپ کی قوم آپ سے دیے ہی مخالفانہ بر تاؤ کرے گی جیسی کہ موسیٰ کی قوم موسیٰ سے کرچکی تھی۔

• "أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كُمْ أَهْلَكَنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسِكِنِهِمْ" (۲۶)۔

دیکھئے: طا آیت (۱۲۸)، فقرہ (۱)۔

• أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا قَاتِلٌ مِّنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ، أَفَلَا يَتَبَصَّرُونَ (۲۷)۔

"بِهِ" = بالماء، مِنْهُ = مِنَ الزرْعِ هُمْ = لوگ۔

تو پسخ:

کیا لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بخراز میں کی طرف پانی روائی کر دیتے ہیں پھر اس پانی سے کھیتی آگتے ہیں، اس پانی نے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور خود یہ لوگ بھی کھاتے ہیں، پھر اس پر غور کیوں نہیں کرتے۔

سُم سُم - احزاب

• وَلَوْ دُخِلْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَأَتُوْهَا
وَمَا تَلَبِّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا (۱۲)۔

الف۔ ”أَقْطَارِهَا“ = أقطار البيوت، ”أَتُوْهَا“ = اتوا الفتنة، ”بِهَا“ = بالفتنة۔

توضیح:

اور اگر فوجیں گھروں کے چاروں طرف سے ان پر آداخلل ہوں پھر ان سے آزمائش (جنگ) کے لئے کہا جائے تو وہ اس جنگ میں آتو جائیں گے مگر زیادہ دریجم کر مقابلہ نہیں کریں گے، بلکہ دشمن کے مقابلہ میں برائے نام ہی نہشیریں گے۔

ب۔ ”أَقْطَارِهَا“ = اقطار بیشوب۔ ”بِهَا“ = بالفتنة۔

اور اگر فوجیں مدینۃ الرسول کے اطراف سے ان پر آداخلل ہوں، پھر ان سے مقابلہ کے لئے کہا جائے تو وہ مقابلہ تو کریں گے مگر ثابت قدم نہیں رہیں گے، مقابلہ پر برائے نام ہی نہشیریں گے۔

• مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ
مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ، وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (۲۳)۔

”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْمُصْدَقِينَ اول و دوم دلوں۔

توضیح:

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ کا کیا تھا اس کو اپنے قول و فعل سے بچ کر دکھایا، ان لوگوں میں سے بعض تو ایسے ہیں جو میدان جنگ میں جان دے کر اپنی نذر پوری کر کے فارغ ہو گئے اور انہیں میں ایسے بھی ہیں، جو نذر پوری کرنے کا انتظار کر رہے ہیں انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس سے ذرا بھی نہیں پھرے۔
(اپنے قول و قرار میں کوئی تبدیلی نہیں کی)۔

وَأَنْزَلَ اللَّهُمَّ ظَاهِرُهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَبِ مِنْ صَيَّاصِهِمْ
وَقَدْفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّغْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ
فَرِيقًا (۲۶)۔

”ظَاهِرُهُمْ“ = ظاہرو اذین من اهل الکتب الأحزاب۔
احزاب سے مراد قریش اور ان کے وہ دوسرے ہیں جنہوں نے مدینۃ النبی پر حملہ کیا۔

توضیح:

اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی اللہ نے انہیں ان کے قلعوں سے اتر دیا اور ان کے اہل کتاب منافقوں کے دلوں میں دہشت ڈال دی کہ آج تم ان کے ایک گروہ کو قتل اور دوسرا کو قیدی بنارہے ہو۔

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكَ
عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتَخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ
مُبْدِيهِ وَتَخْشِي النَّاسَ، وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشُهُ، فَلَمَّا قَضَى
زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرَا زَوْجُنَّكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
حَرَجَ فِي أَزْوَاجٍ أَدْعِيَاتِهِمْ إِذَا قَضُوا مِنْهُنَّ وَطَرَا وَكَانَ

أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا (٣٧)۔

”عَلَيْهِ“ = زید دونوں جگہ۔

”زَوْجَكَ“ = امراء تک۔

زوج کا لفظ تذکیر و تائیث کا فرق کئے بغیر جوڑہ میں سے کسی ایک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مثلاً شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کے لئے تنزیل میں دو جگہ آیا ہے: ”يَا آدُمْ أَسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجَكَ الْخَ“ بقرہ (۳۵) اور اعراف آیت (۱۹) ”مِنْهَا“ = من الزوج = من الزوجة = سیدہ زینب۔
زَوْجَنَا کہا: زوجنا کے زینب۔

توضیح:

اور جب تم اس شخص سے (یعنی زید سے) جس پر خدا نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا، یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دو، اور خدا سے ڈر و اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ رکھتے تھے جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے حالانکہ خدا ہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈر اجائے۔

پھر زید نے اپنی بیوی سے کوئی سروکار نہیں رکھا اس کو طلاق دے دی تو ہم نے اس عورت کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ مومنوں کے لئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں جب وہ ان سے اپنی حاجت مطلق نہ رکھیں یعنی طلاق دے دیں کچھ بیٹگی نہ رہے اور خدا کا حکم واقع ہو کر رہنے والا ہے۔

”تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا (۲۲)۔

الف۔ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنَ اللَّهَ۔

جس روز مونین اللہ سے ملیں گے اس وقت ان کے لئے تَحِيَّة و سلام ہوگا، یعنی ان پر سلام بھیجا جائے گا۔

ب۔ ”يَلْقَوْنَهُ“ = يَلْقَوْنَهُ ملک الموت۔

جس روز مومنین اللہ سے ملیں گے اس وقت انہیں
یہ بعید از قیاس ہے، کیوں کہ اس صورت میں کنایتہ عن غیر مذکور ہو گا یعنی مذکور کا
گرد و پیش کہیں نہ کہیں ہونا ضروری ہے، اور یہاں سیاق و سیاق سے اس کا قرینہ بھی نہیں پایا
جاتا۔

• إِنَّ اللَّهَ لَعْنَ الْكُفَّارِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا، خَلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (٦٢، ٦٥)۔
”فِيهَا“= فی السعیر ای فی جَهَنَّمْ۔
دیکھئے: فرقان آیت (۶۲) فقرہ (۶۵)۔

۳۳۔ سبیا

• **يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا**“(۲)۔

”يَخْرُجُ مِنْهَا“ = مِنَ الْأَرْضِ ”يَعْرُجُ فِيهَا“ = يَعْرُجُ فِي السَّمَاءِ ضمیر سے قریب ترین اسم۔

توضیح:

الله جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو آسمان میں چڑھتا ہے۔

• **أَفَتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ حِنْنَةً**“(۸)۔

”بِهِ“ = بالنبی، سابق آیت ”نَدُلُّكُمْ عَلَى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

یاتواس نے خدا پر چھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے جنون دیواگی ہے۔

• **وَلِسُلَيْمَنَ الرَّبِيعَ غُلُوْهَا شَهْرُ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ**“(۱۲)۔

”غُلُوْهَا“ = دیکھنے: آل عمران آیت (۷۱)، فقرہ (۱۸)۔

• **وَمَنِ الْجِنُّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ، وَمَنْ يَرْغُبُ مِنْهُمْ**

عَنْ أَمْرِنَا نُذْقُهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ (۱۲)۔
”مِنْهُمْ“ = مِنَ الْجِنِّ جِنْ کا واحد جنی (بالکسر)۔

توضیح:

اور جنوں میں بعض وہ تھے جو سلیمان کے پروزناگار کے حکم سے سلیمان کے آگے کام کرتے تھے، ان جنوں میں سے جو ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھادیں گے۔

• ”فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَأْدَلُهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ، إِلَادَآبَةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتَهُ“ (۱۳)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى سلیمان ”هُمْ“ = الجن ”مَوْتِهِ“ = موت سلیمان، ”مِنْسَاتَهُ“ = مِنْسَاتَةٌ سلیمان۔

توضیح:

پھر جب ہم نے سلیمان کے لئے موت کا حکم صادر کیا تو کسی چیز سے سلیمان کا مرنا معلوم نہیں ہوا معلوم ہوا تو گھن کے کیڑے سے معلوم ہوا جو سلیمان کی لاٹھی کھاتا رہا تھا۔

• ”لَقَدْ كَانَ لِسَبَّا فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةً“ (۱۵)۔
”مَسْكِنِهِمْ“ = مسکن اہل سباء۔

توضیح:

اہل سباء کے لئے ان کے مقام بودوباش میں ایک نشانی تھی۔ اسی طرح اس کے بعد کی آیتوں میں اکیسویں آیت تک جملہ جمع مذکور غائب ضمیریں یعنی ان سب کا مر جمع اہل سباء۔

•
وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ
الْمُؤْمِنِينَ (۲۰)۔

”عَلَيْهِمْ“ = علی الکافرین والمشرکین خواستے کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں
اہل سیام را ہیں، البتہ دوسری آئتوں سے جوڑیے تو حکم عام معلوم ہوتا ہے۔

”اتَّبَعُوهُ“ = اتَّبع المشرکون ایبلیس۔

اور شیطان نے کافروں اور مشرکوں کے متعلق اپنا خیال بچ کر دکھایا کہ انہوں نے
اس (شیطان) کی پیروی کی لیکن مومنوں کے گروہ نے اس کی پیروی نہیں کی۔

ملحوظہ:

سورہ ججر کی آیت (۳۹) ”وَلَا يُغُوثُنَّهُمْ أَجْمَعِينَ“ میں ہے:
شیطان نے کہہ پروردگار جیسا تو نے مجھے راستے سے الگ کیا ہے میں بھی زمین میں
لوگوں کے لئے گناہوں کو آراستہ کر کے دکھاؤں گا اور سب کو بہکاؤں گا۔

اور سورہ حس کی آیت (۳۲) میں یوں ہے:
شیطان نے کہہ پروردگار مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب انسانوں کو بہکاتا
رہوں گا لیکن تیرے مخلص بندوں کو نہیں بہکاؤں گا۔

•
فُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ، لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِنْ شُرُكٍ
وَمَا لَهُمْ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ (۲۲)۔

”لَهُمْ وَمِنْهُمْ“ = الیہہ المشرکین ”فیها“ = فی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ”لَهُ“ =
للہ۔

توضیح:

کہہ دو کہ تم جن کو خدا کے سوا معبود کار ساز خیال کرتے ہو ان کو بیلاؤ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ آسمانوں اور زمین میں ان کی کوئی کثرت ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

• وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذْنَ اللَّهُ حَتَّىٰ إِذَا فُرَّعَ
عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا، قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ
الْكَبِيرُ (۲۳)۔

”عِنْدَهُ“ = عند الله، ”الله“ لمن ”قُلُوبِهِمْ“ = قلوب الناس۔
”قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ“ = قالوا الناس، ”قَالُوا الْحَقُّ“ = قال الذين أذن
لَهُمُ الشفاعة۔

توضیح:

اور خدا کے یہاں روز قیامت کسی کے لئے کسی کی سفارش فائدہ نہیں دے گی مگر اس کو فائدہ دے گی جس کے بارے میں خدا سفارش کی اجازت دے گا۔
جب روزِ رستیز لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی تو لوگ شفاعت کی اجازت پانے والوں سے پوچھیں گے، تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا، وہ کہیں گے اللہ نے تھیک بات ہی کہی ہے اللہ ہی بزرگ و برتر ہے۔

توضیح:

مومن و مشرک سب ہی پر واضح ہو جائے گا کہ جو کچھ رسولوں نے فرمایا تھا وہ بالکل درست تھا۔

• قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ الْحَقُّ تُبَهِ شَرَكَاءَ كَلَّا، يَلْ هُوَ اللَّهُ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٢٧)۔
”بِهِ“ = بالله

توضیح:

آپ کہئے! از راجھ کو وہ ہستیاں تو دکھاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے، کوئی نہیں بلکہ خدا ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

• قُلْ لَكُمْ مَيْعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا
تَسْتَقْدِمُونَ (٣٠)۔
”عَنْهُ“ = عن میعادِ یوم۔

توضیح:

کہہ دو کہ تمہارے لئے ایک وقت کی میعاد مقرر ہے اس میعاد سے نہ ایک گھری پیچھے رہو گے اور نہ آگے بڑھو گے۔

• قُلْ إِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ
لَهُ، وَمَا آنفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ، وَهُوَ خَيْرٌ
الرِّزْقِينَ (٣٩)۔

”عِبَادِهِ“ = عباد اللہ، ”يُخْلِفُهُ“ = يُخْلِفُ اللہ مَا آنفَقْتُمْ۔

”ہو“ = اللہ، ”يُخْلِفُهُ“ = يُخْلِفُ اللہ مَا آنفَقْتُمْ۔

توضیح:

آپ کہئے میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے

اور جس کو چاہتا ہے نپا تلا دیتا ہے اور تم جو جو خرچ کرو گے سوال اللہ اس کی جگہ تم کو اس میں اور زیادہ کر کے دیتا ہے۔

• وَقَالُوا آهَنَا بِهِ، وَإِنِّي لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ يَعِيدُ (۵۲)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالقرآن، اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فنواۓ کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب کافروں مشرک پکڑے جائیں گے تو کہیں گے ہم اب قرآن پر ایمان لائے حال انکیہ دور نکلی ہوئی چیز کہاں ہاتھ آسکتی ہے۔

دنیا سے نکل کر بہت دور آخرت میں چینچ چکے ہیں۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالله۔

ہم اللہ پر ایمان لائے۔

ج۔ ”بِهِ“ بالبعث۔

ہم مرنے کے بعد دوبارہ حساب دہی کی زندگی پر ایمان لے آئے۔

ملحوظہ:

قول اول میں جامعیت ہے اور ضمیر کی یہ تخریج غالباً اقرب الاصواب ہے، اسی طرح اس کے بعد کی آیت:

• وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلٍ وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ يَعِيدُ (۵۳)۔

”بِهِ“ = بالقرآن۔

یہاں وہ اختلافات بھی ہیں جو اس آیت سے پہلے کی آیت میں بیان ہونے۔

٣٥- فاطر

مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكٌ لَهَا، وَمَا يُمْسِكُ
فَلَا مُرْسِلٌ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٢)۔

”لَهَا“ = للرَّحْمَة = لَهُ = لِمَا يُمْسِكُ، بَعْدِهِ = بعد الإمساك۔ یہ مک باب
افعال مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

خدا انہیں کوئی رحمت عطا کرنا چاہے تو کوئی اس رحمت کو روکنے (بند کرنے) والا
نہیں اور جو کچھ بند کروے (روک دے) تو اس بندش کو کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ غالب
حکمت والا ہے۔

أَفَمَنْ زَيَّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ
يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذَهَّبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ
حَسَرَاتٍ، إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ (٨)۔

”رَأَاهُ“ = راء عمله = راء العمل؛ ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الْمُضَلِّينَ۔
خواجے کلام و قرینہ لفظیہ دونوں سے مراجع ظاہر ہیں۔

توضیح:

بھلا جس شخص کو اس کا برا کام خوش نما کر کے دکھایا جائے اور وہ شخص بھی اپنے کام کو اچھا سمجھنے لگے تو کیا خود فرمی میں بتلا ایسا شخص نیکو کار جیسا ہو سکتا ہے؟ بے شک خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، ہبذاۓ محمد تمہاری جان ان گمراہوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ کھلے، یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے سارے کرتوں سے باخبر ہے۔

• **وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرَّيْحَ فَشِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَهُ إِلَى بَلَدِ مَيْتٍ**

فَأَحِينَاهُ بِالْأَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا، كَذَلِكَ النُّشُورُ(۹)۔

ویکھئے: اعراف کی آیت (۹۷)، نقرہ (۷)۔

• **مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ**

الْطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ(۱۰)۔

الف۔ ”إِلَيْهِ“ = ”إِلَى اللَّهِ“ = يَرْفَعُ الْكَلِمُ، کلم اگرچہ جمع ہے تاہم بمعنی کلام بھی کثیر الاستعمال ہے، مثلاً اقسام الکلام مثلاً کہنا فضیح ہے۔

کلموں کی تین قسمیں ہیں نہ کہ ایک ہی کلام کی تین قسمیں ہیں۔

یَرْفَعُ کی ضمیر مستتر کا اسم ”العمل الصالح“ ہے۔

مطلوب یہ کہ: العمل الصالح يرفع الْكَلِم الطَّيِّب۔

توضیح:

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو عزت تو سب خدا ہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلے اللہ کی طرف جاتے ہیں اور ابھی عمل ان پاکیزہ کلموں کو بلند کرتے ہیں۔

ب۔ العمل الصالح معطوف على الکلام الطَّيِّب يصعدون إلى اللَّه۔

”يَرْفَعُهُ“ = يَرْفَعُ اللَّهَ ذَالِكَ۔

اس صورت میں ”همما“، تثنیہ کی بجائے واحد نہ کر منصوب قائم مقام اسم اشارہ ”ذالک“ ہوئی۔

مطلوب یہ کہ: العمل الصالح يرفع الكلم الطيب۔

توضیح:

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو سب خداہی کے لئے ہے، پاکیزہ کلمے اللہ کی طرف جاتے ہیں اور اسی چھٹے عمل ان پاکیزہ کلموں کو بلند کرتے ہیں۔

ب۔ العمل الصالح معطوف على الكلام الطيب يصعدون الى الله۔
”يرفعه“ يرفع الله ذالك۔

اس صورت میں ”همما“، تثنیہ کے بجائے واحد نہ کر منصوب قائم مقام اسم اشارہ ”ذالک“ ہوئی۔

مطلوب یہ کہ: پاکیزہ باتیں اور نیک کام اللہ تک پہنچتے ہیں اور اللہ ان کو قبول فرماتا ہے قول و فعل کا انتہائی درجہ ان کو اللہ کا قبول فرمانا ہے۔

اعتباہ:

دوسری تحریج تکلف سے خالی تو نہیں تاہم باعتبار معنی بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔

ج۔ العمل الصالح يرفعه = يرفع العمل الصالح صاحبه، بحذف مضارف۔

مطلوب یہ کہ: عمل صالح عامل صالح کو بلند مرتبہ بخفاہے۔

وَمَا يُعَمِّرُ مِنْ مَعْمَرٍ وَلَا يُنَقْصُ مِنْ عُمُرٍ إِلَّا فِي كِتْبٍ،
إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۱۱)۔

الف۔ ”عُمرٍ“ = عمر المعمور۔

توضیح:

کسی بڑی عمر والے کو زیادہ عمر دی جاتی ہے اور نہ اس بڑی عمر والے کی عمر کم کی جاتی ہے لیکن عمر کی خواہ کمی ہو یا زیادتی دونوں ہی کتاب میں لکھی ہوتی ہے، یہ سب کچھ اللہ کے لئے نہایت آسان ہے۔

ب۔ ”مِنْ عُمْرٍه“ = مِنْ عمرِ غَيْرِ الْمَعْمَرِ، لَاَنَّ ذِكْرَ الْمَعْمَرِ يَدْلُلُ عَلَى عَيْرِ الْمَعْمَرِ تَقَابِلَهُمَا، ان لَا يَنْقُصُ الْأُخْرُ مِنْ عُمْرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ فَالْكَنَاءُ فِي عُمْرِهِ تَرْجِعُ إِلَى الْأُخْرِ غَيْرِ أُولَى۔

دو شخص ہیں ایک کو اللہ مثلاً سو سال کی عمر دیتا ہے اور دوسرا پیدا ہوتے ہیں مر جاتا ہے، مطلب یہ کہ:

کسی لمبی عمر والے کو لمبی عمر دی جاتی ہے اور کسی چھوٹی عمر والے کو چھوٹی عمر دی جاتی ہے خواہ کسی کی عمر کی طوالت ہو یا کسی کی عمر کی قصارت دونوں ہی کتاب میں لکھی ہوتی ہیں، اللہ کا کسی کی عمر کو دراز کرنا یا کسی کی عمر میں کوتا ہی کرنا دونوں ہی آسان ہیں۔

• وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرُانِ هَذَا عَذْلَتُ فُرَاتٍ سَائِعٌ شَرَابَهُ وَ هَذَا مِلْحٌ أَجَاجٌ، وَمِنْ كُلِّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَ قَسْتَخِرِ جُونَ حِلْيَةً تَلْبِسُونَهَا، وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاحِدٌ لِتَبَغُّوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعِلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۱۲)۔

”شَرَابَهُ“ = شراب البحر الفرات البحر الحلو۔

”تَلْبِسُونَهَا“ = تَلْبِسُونَ الحلية، ”فِيهِ“ = مِنْ كُلِّ البحیر او مِنْ كل بحار فَضْلِهِ = فضل الله۔

آیت میں بحران تثنیہ ہے ضمیر واحد باعتبار لفظ گل کی طرف راجع ہے۔

توضیح:

اور دونوں سمندر مل کر یکساں نہیں ہو جاتے ایک میٹھا پیاس بچانے والا ہے اس کا پانی خوشگوار اور دوسرا سمندر کھارا کروائے ہے تم سب سمندروں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو تم یہ زیور پہنچتے ہو اور تم سمندروں میں کشتوں کو دیکھتے ہو کہ اس کو پھاڑتی ہوئی چلی آتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل سے جو چاہو تلاش کرو اور اللہ کی شکر گزاری کرو۔

• ”وَمِنَ النَّاسِ وَالْدَوَابُ وَالْأَنْعَامُ مُخْتَلِفٌ الْوَانُهُ“ (۲۸)۔

”مُخْتَلِفٌ الْوَانُهُ“ = الوان الخلق، اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے فوایے کلام سے ظاہر ہے ”من“ ہضمیہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

بعضوں نے ”ما“ محفوظ مانتا ہے، یعنی ”ومن الناس..... ما هُوَ مُخْتَلِفٌ الْوَانُهُ“، لیکن کسی کلام میں حذف مانے بغیر معنی میں کوئی اشکال نہ ہو تو حذف کا نہ مانتا اولی ہے۔

توضیح:

انسانوں اور جانوروں اور چوبیوں جیسی مخلوق کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں۔

• الَّذِي أَحَلَنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ، لَا يَمْسُنا فِيهَا نَصَبٌ
وَلَا يَمْسُنا فِيهَا لُغُوبٌ (۳۵)۔

”فِيهَا“ = فی دار المقامۃ

دیکھئے: قصص کی آیت (۸۳)، فقرہ (۱۵)۔

• إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَا
إِنْ أَمْسَكُهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا
غَفُورًا (۲۱)۔

الف۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = مِنْ بَعْدِ الامساک، مِنْ برائے غایت۔

اسم لفظوں میں مذکور نہیں ہے، فعل یمسک کے مصدر سے ظاہر ہے۔

توضیح:

خدا ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے رکھتا ہے کہ وہ دونوں اپنے مقام سے سرک تہ جائیں اور اگر اللہ ان دونوں کو تھامے رکھنا ترک کر دے تو اس کے بعد خدا کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے کہ ان دونوں کو تھامے رکھے۔

ب۔ ”مِنْ بَعْدِهِ“ = من بعد الزوال، مصدر فعل ”تزولاً“ سے ظاہر ہے۔

خدا ہی..... تھامے رکھتا ہے اگر وہ دونوں اپنے مقام سے سرک جائیں تو خدا کے سوا کوئی اور ایسا نہیں ہے کہ ان دونوں کو اپنے مقام سے سرک جانے سے روک رکھے۔

● اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيُنْظِرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً، وَمَا كَانَ اللَّهُ
لِيُعِجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ
عَلِيمًا قَدِيرًا (۲۲)۔

ویکھئے: روم کی آیت (۹)، فقرہ (۱)۔

● ”وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهِيرَهَا
مِنْ ذَآبَةٍ“ (۲۵)۔

”عَلَى ظَهِيرَهَا“ = علی ظہر الأرض۔

توضیح:

اگر خدا لوگوں کے اعمال کے سبب پکڑنے لگتا تو روئے زمین پر کسی بھی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا۔

۴۳۔ سیمین

• اَنَا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَدُونَ (۸)۔

الف۔ ”هِيَ“ = اغلال بروزن انبار و سردار، غل بالضم کی جمع ہنسلی یا ہتھڑی۔
یہاں غل سے مراد غالباً ایسا شکنجہ ہے جس میں طوق اور ہتھڑی کو ایک دوسرے سے ملا کر مجرم کی گردن تھے سے کس دی جاتی ہے، اس طرح کس دیئے جانے کی وجہ مجرم چل سکتا ہے مگر گردن یا منہ نیچے نہیں کر سکتا۔

تو ضیح:

ہم نے کافروں کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں حال یہ ہے کہ طوق ان کی تھوڑیوں تک پھنس گئے ہیں اب یہ کافر الاڑے ہوئے ہیں ان کے سراکنی رہے ہیں وہ جکڑے ہوئے ہیں۔

ب۔ ”هِيَ“ = الأيدي، یہ کی جمع، هِيَ عَائِدٌ إِلَى الْأَيْدِي وَإِنْ لَمْ يَتَقدِّمْ لَهَا ذَكْرٌ لِوَضُوحِ مَكَانِهَا مِنَ الْمَعْنَى وَذَلِكَ أَنَّ الْغُلَ إِنَّمَا يَكُونُ فِي الْعُنْقِ مَعَ الْأَيْدِيْنَ وَفِي الْكَلَامِ حَذْفٌ۔

تقدیر: اَنَا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ وَفِي أَيْدِيهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ لَا نَعْلَمْ إِذَا كَانَ فِي الْعُنْقِ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ إِلَيْهِ وَلَا سِيمَا۔

ہم نے ان کافروں کی گردنوں میں شکنے اس طرح ڈال دیئے ہیں کہ ان میں پھنسے ہوئے ہاتھ ان کی تھوڑیوں سے اڑ گئے، اب یہ لوگ الارٹے ہوئے ہیں (اس طرح کہ آگے یا پچے جھک نہیں سکتے)۔

”ایسہ“ کا ذکر لفظوں میں اس لئے نہیں ہے کہ لفظ قبح اور سیاق دونوں سے عرب سامع بے تکلف سمجھ لیتا ہے کہ ”ہی“ سے مراد ہاتھ ہیں۔

●
الَّمْ يَرَوَا كُمْ أَهْلَكَنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ (۳۱)۔

”قُرُون“ = (ق، اور، پر پیش) جمع ہے، واحد قرن قاف پر زبر اور پر سکون پیڑھی۔

الف۔ ”قَبْلَهُم“ = قبل الّذِينَ لم یروا الخ، رسالت و آخرت کا انکار کرنے والے کافر۔

”أَنَّهُمْ“ = ان القرون، ”إِلَيْهِمْ“ = إلى الكافرين۔

توضیح:

کیا ہمارے رسول کا انکار کرنے والے غور نہیں کرتے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی نسلیں ہلاک کر دیں جو ان منکرین کی طرف نہیں لوٹیں گے۔

ب۔ ”أَنَّهُمْ“ = ان الہالکین۔

کیا رسالت کا انکار کرنے والے اتنا نہیں سوچتے کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی نسلیں ہلاک کر دیں وہ ہلاک ہونے والے ان کافروں کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتے، کیونکہ دونوں کا تعلق بالکل کٹ چکا ہے۔

●
وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمُيَةُ أَحْيَيْنَا وَآخْرَ جَنَّا مِنْهَا حَبَّا فِمْنُهُ يَا كُلُونَ (۳۲)۔

”وَآيَةٌ لَهُمْ“ = و آیة لِلّذِينَ كَفَرُوا ”أَحْيَيْنَاها“ = أحیینا الأرض۔

”مِنْهَا“ = مِنَ الْأَرْضِ، ”مِنْهُ“ = مِنَ الْحَبِّ، ”هُمْ“ = اللَّهُ كَا انْكَارَ كَرْنَے والے،
کیوں کہ جھت اللہ کا انکار کرنے والوں پر قَاتِمَ کی جا رہی ہے۔

توضیح:

اللہ کا انکار کرنے والوں کے لئے مردہ زمین نشانی ہے، جس کو ہم نے زندہ کیا اور
پھر اس سے اناج نکالا اور وہ اس اناج سے کھاتے ہیں۔

• وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنْتَ بِمَنْ تَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَرْنَا فِيهَا مِنْ
الْعَيْونِ (۳۲)۔

”فِيهَا“، دونوں جگہ = فِي الْأَرْضِ۔

• لِيَاكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلْتُهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ (۳۵)۔

الف۔ ”ثَمَرِه“ = ثَمَرِ الْمَاءِ = مِنْ ثَمَرِ عَيْوَنِ الْمَاءِ مضاف محوذف مانا جائے گا۔

توضیح:

ہم نے زمین میں نخلستان اور تاکستان لگائے، ان میں نہریں جاری کیں تاکہ لوگ
نہروں کے پانی سے نشوونما پائے ہوئے پھل کھائیں۔

ب۔ ”ثَمَرِه“ = ثَمَرُ النَّخْلِ۔

..... تاکہ لوگ درخت خرماء کے پھل کھائیں۔

ج۔ ”ثَمَرِه“ = ثَمَرُ التَّفْجِيرِ، فوج رکے باب تفعیل کا مصدر نہریں نکالنا،.....
تاکہ لوگ ہمارے نکالے ہوئے چشموں سے فائدہ اٹھائیں۔

یادداشت:

ضمیر سے قریب ترین فعل فوج رہی ہے اور ثرہ سے مرادی معنی سود

بھی آتے ہیں، جیسے ”شمرة التجارة“ = الربيع یعنی فائدہ، تجارت کا پھل ہے۔
 د۔ ”شمرة“ = شمرة الشی، عام وغیر متعین، تقدیر: ہوگی: لیا کلوا من مثل
 ما ذکرنا“ مضاد محفوظ۔

.....تاکہ لوگ کھوجو انگور نیز وہ سب پھل کھائیں جو ہم نے پیدا کئے ہیں۔

”وَمَا عَمِلْتُهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ“۔

الف۔ ما موصول تقدیر: لیا کلوا الذی عملته آیدیہم۔

تاکہ کھائیں وہ چیزیں جوان کے اپنے ہاتھوں نے تیار کی ہیں، یعنی وہ خدا کیسے جو
 انسان قدرتی پیداوار سے خود تیار کرتا ہے تو پھر کیا یہ شکر نہیں کرتے۔

ب۔ ”ما“ نافیہ۔

اور یہ اشیاء خور دنو ش ان کے ہاتھوں نے تو نہیں بنائے ہیں تو پھر کیا یہ شکر نہیں
 کرتے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا أَيْلُ سَابِقُ
 النَّهَارِ، وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبِحُونَ (۳۰)۔

شمس کی تانیث دیکھئے: بقرہ کی آیت (۲۹۸)، فقرہ (۲۵)۔

وَإِذَا لَهُمْ أَنَا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلُكِ الْمَشْحُونِ،
 وَخَاقَنَا لَهُمْ مَنْ مِثْلُهِ مَا يَرَكُبُونَ (۳۲، ۳۱)۔

”مِثْلُهِ“ = مثل الفلك۔

فلک، تذکرہ تانیث کے لئے۔

دیکھئے: ہود کی آیت (۳۰) فقرہ (۱۰)۔

وَمَا عَلِمْنَاهُ الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ
 مُبِينٌ (۶۹)۔

الف۔ ”عَلِمْنَاهُ“ = عَلِمْنَا الرَّسُولَ۔

لَهُ = للرسول، إِنْ هُوَ = إن القرآن۔

إِنْ = نافية۔

یہاں اسم مذکور نہیں ہے، سیاق سے اسم یعنی "الرسول" ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ہم نے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور رسول کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ ہماری طرف سے لوگوں کو شعر سنایا کریں وہ جو کچھ سناتے ہیں وہ صرف نصیحت دلانے (مرتب و مربوط) اور صاف پڑھا جانے والا کلام ہے۔
ب۔ "لَهُ" = للقرآن۔

..... وہ شعر نہیں ہے اور قرآن کے لئے شعر سکھانا پڑھانا مناسب نہیں وہ تو صرف نصیحت دلانے اور مرتب و مربوط و صاف و واضح کلام ہے نہ کہ کچھ اور۔

● لَا يَسْتَطِعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّخْضَرُونَ (۷۵)۔

الف۔ "لَا يَسْتَطِعُونَ نَصْرَهُمْ" = لَا يَسْتَطِعُونَ الالِهَةُ نَصَرَ عَابِدِيهِم
وَالْعَابِدُونَ لِاللَّهِ تَعَالَى جُنْدٌ مُّخْضَرُونَ۔

توضیح:

پوچھے جانے والے (معبوو) اپنے پیجاریوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے بلکہ پیجاری روز قیامت ائمہ ان پوچھے جانے والوں کے خلاف گواہی دینے حاضر ہوں گے۔

ب۔ لَا يَسْتَطِعُونَ نَصْرَهُمْ = لَا يَسْتَطِعُونَ الْعَابِدُونَ نَصَرَ مَعْبُودَاتِهِم
وَمَعْبُودَاتِهِمْ لِعَابِدِهِمْ جُنْدٌ مُّخْضَرُونَ۔

پیجاری اپنے دیوتاؤں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے بلکہ روز رستگیری دیوتا خود اپنے پیجاریوں کے خلاف گواہی دینے حاضر ہوں گے۔

اس سیاق میں سورۃ الانبیاء کی (۹۸) ویں آیت دیکھئے: إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ إِلَّا خَرَقٌ
اور تمہارے وہ معبوو جنہیں تم پوجتے تھے دوزخ کا ایندھن ہیں وہیں تم کو جانا ہے (صحیح
البخاری کتاب الفیر، سورۃ طہیں)۔

• أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقُدْرَةٍ عَلَىٰ أَنْ
يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بِلِيٰ وَهُوَ الْخَلَقُ الْعَلِيمُ (۸۱)۔
الف۔ ”مِثْلَهُمْ“ = مثلاً السموات والأرض۔

توضیح:

کیا اللہ جس نے زمین اور آسمان پیدا کئے کیا وہ اس طرح کے اور آسمان و زمین
نہیں پیدا کر سکتا؟ کیوں نہیں وہی تو پیدا کرنے والا اور جانتے والا ہے۔
ب۔ ”مِثْلَهُمْ“ = مثل الناس المنکرین بالبعث۔

کیا اللہ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے اس پر قادر نہیں کہ وہ ان لوگوں کے جیسے
جو حیات بعد موت کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو پیدا کرے کیوں نہیں اس لئے۔

۳۔ صفت

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ (۱۱)۔

”فَاسْتَفْتِهِمْ“ = فَاسْتَفْتَ النَّاسَ لوگوں سے پوچھو۔

”خَلَقْنَاهُمْ“ = خَلَقْنَا النَّاسَ ہم ہی نے انسانوں کو پیدا کیا۔

یہاں ضمیر کا مرتعن لفظوں میں مذکور نہیں ہے، سیاق سے ظاہر ہے کہ اس کا مرتعن انسان ہے، اگر اس کے بعد کی آیتوں پر غور کریں اور ضمیر کا مرتعن خاص طور پر اللہ اور اس رسول کا انکار کرنے والے مراد ہیں تو بھی صحیح ہو گا۔

تو ضیح:

اب ان سے پوچھوان کی پیدائش زیادہ کٹھن ہے یا ان چیزوں کو جو ہم نے پیدا کر کر کھی ہیں، انسانوں کو تو ہم نے لیسدا رگارے سے پیدا کیا۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاسٍ مِنْ مَعِينٍ (۲۵)۔

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنَزَّفُونَ (۲۷)۔

”فِيهَا“ = فِي الکاس کاں، جام شراب، یہاں ظرف کا ذکر ہے اس سے مراد مظروف ہے عربی میں شراب، خمر موٹھ سائی ہے۔

”عَنْهَا“ = عَنِ الْخَمْرِ۔

توضیح:

شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان گردش کرائے جائیں گے چمکتی ہوئی شراب جو پینے والوں کے لئے لذت ہوگی، ان کے جسم کو اس سے کوئی ضرر ہو گا اور نہ اس سے ان کی عقل جاتی رہے گی۔

● **قَالَ فَأَيْلُ مِنْهُمْ إِنَّى سَأَنْ لِيْ قَرِينٌ (۱۵)۔**
”مِنْهُمْ“ = قَالَ فَأَيْلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

توضیح:

جنتیوں میں سے ایک شخص کہے گا: دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا جو کہا کرتا تھا کہ.....

● **قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَلِّعُونَ (۵۳)۔**
الف۔ ”قال“ = قال الله هل الخ۔

توضیح:

الله نے فرمایا تم سب لوگ دیکھنا چاہتے ہو؟
ب۔ ”قال = قَائِلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ“ = اہل جنت میں سے جو باہم ایک دوسرے کے حالات پوچھ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا:

کیا تم سب لوگ دیکھنا چاہتے ہو؟
فَاطَّلَعَ فَرَأَهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ (۵۵)۔

”فَاطَّلَعَ“ = فاطلع السائل علیٰ قَرِينِه فَرَأَهُ قَرِينِه فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ۔

توضیح:

جو شخص اپنے دنیا کے ساتھی کی بابت پوچھ رہا تھا دیکھنے کے لئے جھکا تو اس نے اپنے ساتھی کو دوزخ کے نجع میں دیکھ لیا۔
● قَالَ تَالِلَهِ إِنْ كِذِبَ لَتُرْدِينِ (۵۶)۔

توضیح:

جو شخص اپنے دنیا کے ساتھی کی بابت پوچھ رہا تھا اس نے کہا خدا کی قسم تو تو مجھے تباہ ہی کر دالتے والا تھا۔
● طَلَعُهَا كَانَهُ رُءُوسُ الشَّيْطِينِ (۲۵)۔
”طلعها“= طلوع شجرة الزقوم، ”كأنه“= كأن الطلع۔

توضیح:

اس کے شگونے ایسے ہیں جیسے شیطان کے سر۔
● فَإِنَّهُمْ لَا يَكُونُونَ مِنْهَا فَمَا لِلُّؤْنَ مِنْهَا الْبُطُونَ (۶۶)۔
”منها“= (دونوں جگہ) مِنْ شَجَرَةِ الزَّقُومِ۔

توضیح:

سو اہل دوزخ ز قوم کے جھاؤ سے کھائیں گے اور اس سے اپنے پیٹ بھریں گے۔
● ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبَا مِنْ حَمِيمٍ (۶۷)۔
”عليها“= عَلَى مَا كَلَّهُ شَجَرَةِ الزَّقُومِ مَضَافٌ مَحْذُوفٌ۔

توضیح:

پھر ز قوم کے جہاڑ کی غذا (خوراک) پر ان جہنمیوں کو پینے کے لئے گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔

• **ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَا إِلَيِ الْجَحِيمِ (۲۸)۔**

”ہُم“ = أَهْلِ جَهَنَّمَ أَيْ أَهْلِ النَّارِ = الكافرین = المجرمین۔

ترجمانی:

پھر ان کی واپسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی (تفہیم)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی جب بھوک پیاس سے بے تاب ہونے لگیں گے تو انہیں ز قوم کے درخت اور کھولتے پائی کی طرف ہاتھ دیا جائے گا، کھاپی کر پیٹ بھر لیں گے تو پھر دوزخ میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔ (حاشیہ تفہیم کی تلخیص)۔

• **إِنَّهُمْ أَلْفَوْا أَبَاءَهُمْ ضَالِّينَ (۲۹)۔**

”إنَّهُمْ“ = إِنَّ الْكَافرِينَ، ”أَبَاءَهُمْ“ = أَبَاءَ الْكَافرِينَ۔

ملحوظہ:

یہاں سے تقریر کار خ بطن غالب محمد ﷺ کے مخاطب ہیں۔

توضیح:

یہ کافر جو محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر رہے ہیں انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ

پیاس لئے:

• **فَهُمْ عَلَىٰ اثْرِهِمْ يُهْرَعُونَ (۳۰)۔**

”ہُمْ“=(دونوں جگہ)، اہل کفر، مراد غالباً عام اہل عرب، خصوصاً قریش کے سردار ہیں۔

توضیح:

یہ لوگ اپنے باپ دادا ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

• وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ (۱۷)۔

”قبْلَهُمْ“= قبل منکری القرآن۔

توضیح:

قرآن کے ان منکروں سے پہلے بہت سی قومیں بھی (اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی وجہ سے) اگر اہ ہو چکی ہیں۔

• وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ (۲۷)۔

”فِيهِمْ“= فی الأولین۔

توضیح:

حالانکہ ان منکریں قرآن سے پہلے کی قوموں میں ہم نے آخرت کے انجام بد سے متبرہ کرنے والے کئی بنی سیجیے تھے۔

• إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۸۱)۔

”إِنَّهُ“= إِنْ نُوحًا مِنْ النَّاسِ نوح در حقیقت ہمارے مومن بندوں میں تھا۔

• وَإِنَّ مِنْ شِيَعَتِهِ لَا يُرْهِيْمَ (۸۳)۔

الف۔ ”مِنْ شِيَعَتِهِ“= مِنْ شِيَعَةِ نوح = اور نوح ہی کے طریقہ پر چلنے والے ابراہیم تھے۔

ب۔ ”مِنْ شِيعَتِهِ“ = مِنْ شِيعَةِ مُحَمَّدٍ۔

اور نوح بھی اسی طریقہ پر چلنے والے تھے جس پر محمد ﷺ چلتے ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَى إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ إِنِّي
أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا بَتِ افْعُلْ مَاتُورْ
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (۱۰۲)۔

”فَلَمَّا بَلَغَ“ = فَلَمَّا بَلَغَ ابنُ إِبْرَاهِيمَ مَعَ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ السَّعْيَ الْخ۔

توضیح:

جب ابراہیم کا لڑکا اپنے والد کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو ایک روز ابراہیم نے اپنے لڑکے سے کہا: اے میرے بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں تم کو اللہ کے حکم سے ذبح کر رہا ہوں، سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیارائے ہے، تو وہ بولے ابا جان جو آپ کا حکم ملا ہے، آپ اس کو بلا نتال بجالائے آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

● فَلَمَّا أَسْلَمَ وَتَلَهُ لِلْجَبِينَ (۱۰۳)۔

”فَلَمَّا أَسْلَمَ“ = فَلَمَّا أَسْلَمَ إِبْرَاهِيمَ وَابْنَهُ وَتَلَهُ إِبْرَاهِيمَ ابْنَهُ۔

توضیح:

اور جب ابراہیم اور ان کے لڑکے نے سر تسلیم ختم کر دیا اور ابراہیم نے اپنے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا۔

● ”وَقَدِينَهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ“ (۱۰۴)۔

”فَقَدِينَهُ“ = فَقَدِينَا ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ۔

ہم نے ایک بڑی قربانی فدیہ میں دے کر ابراہیم کے لڑکے کو چھڑایا۔

وَتَرَكَنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ (۱۰۸)۔

الف۔ ”وَتَرَكَنَا عَلَيْهِ“ = تَرَكَنَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْآخِرِينَ (أَوْ إِبْرَاهِيمَ كَيْ تَعْرِيفَ بَعْدَ كَيْ پَيْرِ حَيْوَانِ مِنْ جَهْوَرِ دِي)۔

ب۔ ”وَتَرَكَنَا عَلَيْهِ“ = وَتَرَكَنَا عَلَى ابْنِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْآخِرِينَ۔
أَوْ إِبْرَاهِيمَ كَيْ لُوكَيْ كَيْ تَعْرِيفَ بَعْدَ كَيْ نَسْلُونَ مِنْ جَهْوَرِ دِي)۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ (۱۱۱)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ إِبْرَاهِيمَ۔

أَوْ إِبْرَاهِيمَ هَمَارَے موْمَنْ بَنْدُولَ مِنْ تَخْتَهُ۔

وَبَشِّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ لَبِيَّا مَنْ الصَّلِحِينَ (۱۱۲)۔

توضیح:

أَوْ هُمْ نَإِبْرَاهِيمَ كَوْ اسْحَاقَ كَيْ بَشَارَتْ دِي كَهْ وَهُنَّيْ أَوْ نَيْكُوكَارُونَ مِنْ سَهْ هُوْ كَـ۔

وَتَرَكَنَا عَلَيْهِ وَعَلَى إِسْحَاقَ، وَمِنْ ذُرَيْتِهِمَا مُحَمَّدُ وَظَالِمٌ

لَنْفِسِهِ مُبِيِّنٌ (۱۱۳)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى إِبْرَاهِيمَ ”ذُرَيْتِهِمَا“ = ذُرَيْةُ إِبْرَاهِيمَ وَ اسْحَاقَ۔

توضیح:

أَوْ هُمْ نَإِبْرَاهِيمَ اور اسْحَاقَ كَوْ بَرَكَتْ دِي اور ابَانِ دُونُونَ كَيْ ذَرَيْتَ مِنْ كُوئِيْ مُحَمَّن

ہے اُخْ.

وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَلَيْبِينَ (۱۱۴)۔

وَنَصَرْنَاهُمْ = وَنَصَرْنَا مُوسَى وَهَارُونَ وَمَنْ اتَّبَعَهُمَا۔

توضیح:

ہم نے موکی دہاروں نیز جس نے ان کی پیروی کی ان سب کی مدد کی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے۔

● وَإِنْكُمْ لَتَمُرُونَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِينَ، وَبِالْيَلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۳۸، ۱۳۷)۔

ان دو آیتوں سے پہلے کی آیتوں میں فرمایا ہے:

لوٹ بھی پیغمبروں میں سے تھے ہم نے لوٹ اور لوٹ کے گھرانے کے سب افراد کو پھالیا، البتہ ایک بڑھایا جو پیچھے رہ گئی تھی وہ عذاب سے نہیں بچی پھر ہم نے ”لَئِمَّا ذَهَرْنَا الْآخَرِينَ“ (۱۳۶) پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔

”تَمَرُونَ عَلَيْهِمْ“ = تمرون علی مدمرين۔

مضاف مخدوف یعنی = علی اثار المدمرين۔

مطلوب غالب یا ہے:

اے اہل قریش تم تو بغرض تجارت صبح شام آتے جاتے لوٹ کے منکروں کی بستیوں کے کھنڈروں پر سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہی ہو کہ ان کا کیسا انجام ہوا، تم کیوں ان سے سبق حاصل نہیں کرتے؟ ذرا سوچو تو سہی۔

● فَاسْتَفْتِهِمُ الرَّبِّكَ الْبَنَاثُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ (۱۳۹)۔

”فَاسْتَفْتِهِمُ“ = فاستفت المشرکین۔

● وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةَ نَسَبًا، وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةَ إِنَّهُمْ لَمُخْضَرُونَ (۱۵۸)۔

”وَجَعَلُوا بَيْنَهُ“ = وَجَعَلَ المُشْرِكُوْنَ بَيْنَ اللَّهِ الْخَ-

توضیح:

مشرکوں نے اللہ اور جن کے درمیان نسب کا رشتہ بنالیا ہے۔

فَإِنْكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ، مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ (۱۶۲، ۱۶۱)۔

الف۔ ”علیہ“ = علی اللہ۔

تم اور تم جن کو پوچھتے ہو اللہ سے کسی کو نہیں پھیر سکتے، روگردانی نہیں کر سکتے۔

ب۔ ”علیہ“ = علی ما۔

تم اور تمہاری یہ عبادت کسی کو آزمائش میں نہیں ڈال سکتی۔

وَمَا مِنْ أَلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ (۱۶۳)۔

”لہ“ = لاحد = تقدیر: وَمَا مِنْ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ، یا، وَمَا مِنْ أَلَّا مَنْ

لہ مقام مَعْلُومٌ۔

وَمَا مِنْ أَلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ۔

”احد“ سے غالباً ملائکہ مراد ہیں۔

مطلوب یہ معلوم ہوتا ہے:

فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہونا تو ناممکن ہے، ہم کو اتنی بھی قدرت نہیں کہ جس کا جو

درجہ مقرر ہے اس سے بال برابر بھی ہٹ سکیں۔

فَكَفَرُوا بِهِ فَسُوفَ يَعْلَمُونَ (۱۷۰)۔

الف۔ ”کفرُوا بِهِ“ = کفرُوا بالذکر والذکر = القرآن۔

توضیح:

جب قرآن نازل ہوا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

ب۔ ”کفرُوا بِهِ“ = کفرُوا بالرسول۔

جب ہم نے رسول بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

٣٨-ص

”ءَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الدُّكْرُ مِنْ بَيْنَ أَيْمَانِهِ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِي“ الخ(٨)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى محمد سَيِّدِ الْمُحْمَدِينَ صاف ظاہر ہے گو لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

توضیح:

کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر نصیحت کی کتاب اتری ہے؟ بلکہ یہ لوگ خود ہی میری وحی کی بابت شک میں بتلا ہو گئے ہیں۔

وَوَهَبْنَا لِذَوِّ الْكُلُوبِ سُلَيْمَانَ، نَعَمُ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ (٣٠) إِذْ عَرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشَيِّ الصِّفَنَتُ الْجِيَادُ (٣١) فَقَالَ إِنِّي أَحِبِّتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيِّ حَتَّى تَوَارَثَ بِالْحِجَابِ، رُدُّوهَا عَلَى فَطَفِيقٍ مَسْحَا بِالشَّوْقِ وَالْأَغْنَاقِ (٣٢، ٣٣)۔

”إِنَّهُ“ = إن سلیمان ”عَلَيْهِ“ = عَلَى سلیمان۔

الف۔ ”تَوَارَثَ“ = توارث الصِّفَنَت۔

ب۔ ”تَوَارَثَ“ = توارث الشَّمْس۔

”رُدُّوهَا“ = رُدُّوا النَّعِيل۔

توضیح:

اور ہم نے داؤ کو سلیمان عطا کیا وہ بہت خوب بندہ تھا، سلیمان خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

جب سلیمانؐ کے سامنے شام کو خاصے کے گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگا میں نے اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہو کر مال کی محبت اختیار کی یہاں تک کہ گھوڑے پر دے کے پیچھے کر دیئے گئے۔

تواریخ کا فاعل شمس ہوتا:

تا آنکہ سورج چھپ گیا، آفتاب غروب ہو گیا۔
سلیمانؐ نے کہا ان گھوڑوں کو میرے یہاں واپس لاو، پھر ان کی نانگوں اور گردنوں پہاڑھ پھیرنے لگے۔

وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لِرِزْقٍ فَوَحْسَنْ مَا بِـ (۳۰)۔

”لَهُ“= لسلیمان اسکم چار آئتوں پہلے آیا ہے۔

ترجمہ: اور بے شک سلیمان کے لئے ہمارے ہاں قرب اور عمدہ مقام ہے (شیخ محمد)۔

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مَنَا وَذِكْرَى لِأُولَى
الْأَلْبَابِ (۳۳)۔

دیکھئے: سورہ انبیاء آیت رقم (۸۲)۔

إِنَّ هَذَا لِرِزْقًا مَالَهُ مِنْ نَفَادٍ (۵۲)۔

”لَهُ“= للرزق = لرزقنا۔

توضیح:

یہ ہمارا رزق ہے یہ رزق کبھی ختم نہیں ہو گا۔

هَذَا فَلِيَدُوْقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَاقٌ (۵۷)۔

الف۔ ”لِيَدُوْقُوهُ“ = لِيَدُوقوا رزقا وَهُوَ حَمِيمٌ وَغَسَاقٌ، يا۔ منه حميم وغساق۔

توضیح:

یہ ہے جہنمیوں کے لئے ہمارا رزق۔

ب۔ ”لِيَدُوْقُوهُ“ = لِيَدُوقوا العذاب۔

هَذَا عَذَابٌ ذُوقُوهُ خبر مخدوف۔

یہ عذاب ہے، اس کو چکھو، هَذَا حَمِيمٌ وَغَسَاقٌ۔

وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ (۵۸)۔

الف۔ ”شَكْلِهِ“ = شکل العذاب۔

تخریج باعتبار معنی ہے۔

تقديری: و آخر من کل شکل ما ذکرنا۔

اور اسی طرح کے بہت سے عذاب ہوں گے۔

ب۔ ”شَكْلِهِ“ = شکل حمیم۔

اور حمیم کی طرح کا اور دوسرا (گرم، بدمزہ اور بدبودھ) پانی۔

أَنْتُمْ قَدْمَتُمُوهُ لَنَا، فَبِئْسَ الْقَرَارُ (۶۰)۔

”قدْمَتُمُوهُ“ = قدْمَتُمُوا العذاب فتوائے کلام سے مرجع ظاہر ہے۔

تم ہی نے تو یہ عذاب ہمارے سر لایا۔

انتباہ:

آیت (۵۹) سے (۶۳) تک پانچ آیتوں میں خدا کے سامنے دوزخیوں کے باہمی جھگڑے کا ذکر ہے، ان میں جو حاضر غائب ضمیریں آئی ہیں ان کے مراجع واضح ہیں۔

فُلْ هُوَ نَبَا عَظِيمٌ، أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ (۲۸، ۶۷)۔

الف۔ ”هو“ = الإنذار ”عنه“ = عن الإنذار ضمير ساق سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

کہہ دو کہ یوم حساب کا ذراوا بڑی اہم خبر ہے، اس خبر پر تم توجہ نہیں کر رہے ہو۔
مطلوب یہ کہ:

اس بے توجیہی کا براہمی النجام ہو گا۔

ب۔ ”هو“ = القرآن، ”عنه“ = عن القرآن۔

یہ قرآن ایک عظیم الشان خبر ہے تم اس سے روگردانی کر رہے ہو۔

قَالَ فَأَخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (۲۷)۔

”منہا“ = مِنَ الْجَنَّةِ۔

ویکھئے: اعراف آیت (۱۳، ۱۴)، فقرہ (۳)۔

نیز ” مجر“ کی آیت (۳۹، ۳۰) فقرہ (۱۳)۔

فُلْ مَا أَسْأَلْتُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (۸۶)۔

”علیہ“ = علی التبلیغ، علی الإنذار۔

ویکھئے: ”ہود“ کی (۹۱، ۲۹) اور فقرہ (۱۲، ۸)۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَلَّمِينَ، وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاءً بَعْدَ حِينٍ (۸۸، ۸۷)۔

”هو“ = القرآن، ”نباء“ = نباء الذکر = نباء الإنذار۔

توضیح:

یہ قرآن بے کار قول نہیں ہے، یہ سارے جہانیوں کے لئے نصیحت ہے اور تم کو
ایک وقت اس کی حقیقت یقیناً معلوم ہو جائے گی۔

۳۹-زمر

”وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفُرُ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ“ (۷)۔

”يَرْضَهُ“ = يَرْضِ الشَّكْر مرجع ”انْتَشَكُرُوا“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اللہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری سے راضی نہیں ہوتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ تمہاری شکر گزاری پر خوش ہوتا ہے۔

• وَإِذَا هَمَّ الْإِنْسَانُ ضُرًّا دَعَ رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ
نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ
أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا، إِنَّكَ مِنْ
أَصْحَابِ النَّارِ (۸)۔

”رَبَّهُ“ = ربُّ الإنسان، ”إِلَيْهِ“ = إلى ربِّهِ، ”لَهُ“ = للإنسان۔

”مِنْهُ“ = منَ الرَّبِّ، ”إِلَيْهِ“ = إلى ما يَدْعُونَ ”سَبِيلِهِ“ = سَبِيلِ اللَّهِ۔

توضیح:

اور جب انسان کو کوئی مصیبت آ جکڑتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کو پیکارتا اور اس کی طرف دل سے رجوع ہوتا ہے پھر جب اس کا پروردگار اس کو اپنی نعمت سے نوازدیتا ہے تو وہ

اس کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو خدا کا ہمسر مہیرا نے لگتا ہے تاکہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے ہنادے (اور انہیں گمراہ کر دے) اے پیغمبر آپ ایسے کافر نعمت سے کہہ دیجئے کہ ناشکری کرتے ہوئے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لے یقیناً تو دوزخ میں جانے والا ہے۔

• **الْمُتَّرَأُ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعٌ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا الْوَانُهُ ثُمَّ يَهْبِطُ فَقَرَأُ مُصْفَرًا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَاماً** (۲۱)۔

”سلکہ“ = سلک الماء ”بہ“ = بالماء ”الوانہ“ = الوان الزرع، ”تراء“ = تری الزرع ”یجعله“ = يجعل الله الزرع حطاماً۔

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اس بارش کو زمین میں چشمہ پنا کر جاری کرتا پھر اس پانی سے کھیتی آگاتا ہے، اس کھیتی کے رنگ طرح طرح کے ہوتے ہیں پھر وہ کھیتی سوکھ جاتی ہے، تم اس کھیتی کو دیکھتے ہو کہ زرد ہو گئی ہے پھر اللہ اس کو پھورا پھورا کر دیتا ہے۔

• **اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَثَانِي تَقْشِيرٌ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ، ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادِ** (۲۳)۔

”منہ“ = من أحسن الحديث = من القرآن اور اسی طرح ”بہ“ = باحسن الحديث = بالقرآن۔

توضیح:

خدا نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائیں ہیں (یعنی) کتاب جس کی آسمیں باہم ملتی جلتی ہیں، اور دہراتی جاتی ہیں، جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اس قرآن کے سننے پڑھنے سے ان کے رو نگئے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کے دل اور بدن نرم ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہی خدا کی ہدایت ہے، وہ اس کتاب قرآن کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے زندگی کا صحیح راستہ دکھاتا ہے، اور جس کو خدا اگراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

• **وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصَّدْقِ وَصَدَقَ بِهِ اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۳۳)** •

الف۔ ”بِهِ“ = بالرسول، صدق المؤمنون بالرسول۔

توضیح:

اور جو شخص کچی بات لے کر آیا اور جس نے کچی بات لانے والے کی تصدیق کی وہی لوگ متین ہیں۔

ب۔ ”بِهِ“ = بِاللّٰهِ، اس آیت سے پہلے کی آیت کے لفظ ”مَنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ“ سے مخوذ ہے۔

مطلوب یہ کہ: جو شخص کچی بات لے کر آیا اور جس نے کچی بات والے یعنی اللہ کی تصدیق کی انہیں۔

یہ ضمیر کی تحریج سیاق سے بے جوڑ بے تعلق معلوم ہوتی ہے۔
اور ”الَّذِيْ“ سے مراد جیر نسل اور ”صَدَق“ کا فاعل محمد ﷺ کا کہنا بھی بالکل ہی بے ربط ہے۔

• **وَلَئِنْ سَأَلْتُهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ**

قُلْ أَفَرَءَ يُتْسِمُ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ
هَلْ هُنَّ كَشِفُتُ ضُرَّهُ أَوْ أَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ
مُمْسِكُتُ رَحْمَتِهِ، قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ” (۳۸)۔

توضیح:

”هُنَّ“ دونوں جگہ ”تدعون من دون الله“ کلات والعزی والمنات
وغیرہا۔

اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہہ دیں گے کہ خدا نے،
ویکھو تو سہی تم جن دیویوں کو پکارتے ہو اگر خدا مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا وہ دیویاں مجھ
سے وہ تکلیف دور کر سکتی ہیں یا اگر خدا مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ دیویاں خدا کی مہربانی کو
روک سکتی ہیں؟ آپ کہئے مجھے تو خدا کافی ہے۔

● وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ
لَا فَتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ الخ (۲۷)۔

”مِثْلَهُ مَعَهُ“ = دیکھئے: مائیڈہ کی آیت (۳۶)، فقرہ (۶) اور رعد کی آیت (۱۸)
فقرہ (۸)۔

● فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَلَنَّهُ نِعْمَةً مَنَّا قَالَ إِنَّمَا
أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ، بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلِكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۳۹)۔

”أُوتِيتُهُ“ = اوتیت ”ما“ موصولہ۔

”هِيَ“ = النعمہ، ”أَكْثَرَهُمْ“ = أكثر الناس۔

توضیح:

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس کو اپنی
طرف سے نعمت بخشنے ہیں تو کہتا ہے جو کچھ مجھے دیا گیا ہے وہ مجھے میرے علم و فن کی وجہ سے

ملا ہے (اس کا ایسا سمجھنا غلط ہے) ایسا نہیں ہے بلکہ جو نعمت دی گئی تھی وہ ایک آزمائش تھی کہ دیکھیں وہ ہمارا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں لیکن اکثر لوگ یہ بات نہیں جانتے۔

یادداشت:

جب قارون سے کہا گیا تھا کہ اللہ نے تجھے ہے اچھا سلوک کیا ہے تو تو بھی دوسروں سے بھلائی کرتواں نے بھی یہی کہا تھا: إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي (قصص، ۸۷)۔ حسنات و سینیات کی طرح خیر و شر بھی آزمائش کا سبب ہوتے ہیں جس طرح خدا خوش حال و تو نگری سے آزماتا ہے اسی طرح بے توانائی اور ناداری سے بھی آزماتا ہے نعمت و زوال نعمت دونوں ہی آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

دیکھئے: اعراف آیت (۱۶۸) اور انبياء آیت (۳۵)۔

فَذُقُّ الَّهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا كَانُوا أَغْنِيَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۵۰)۔

”قالَهَا“ = قال المقالة سابق آیت ”قال“ سے ظاہر ہے۔

”قَبْلِهِمْ“ = قَبْلٍ منکری نعمۃ اللہ۔

تو ضمیح:

جو لوگ ایسے کافر نعمتوں سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی ایسی ہی بات کہارتے تھے (کہ جو کچھ ملا وہ ہماری دانش و بیانش سے ملا) تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ روز قیامت ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔

٣٠ - غافر (مومن)

وَهَمَتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادُوا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخْذَتْهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابُ (٥)۔

”لِيُدْحِضُوا بِهِ“ = بالجدال أو بالباطل
وَيَكْتَبُونَ: كهف آیت (٥٢) نقرہ (١٥)۔

ذَلِكُمْ يَأْنَهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرُتُمْ وَإِنْ يُشْرِكُ بِهِ
تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ (١٢)۔

”يَأْنَهُ“ = إن الشان۔

اللہ کی کافروں سے بے زاری اس لئے ہے کہ:
واقعہ یہ تھا کہ جب تہا خدا ہی کو پکارا جاتا تھا تو تم اللہ کا انکار کر دیتے تھے اخ.

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيُنَظِّرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ فُورَةً وَأَثَارًا
فِي الْأَرْضِ فَأَخْذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ
مِنْ وَاقٍ (٢١)۔

”قَبْلِهِمْ“ = قبل المدعونیں إلى الإسلام او راسی طرح منہم۔

”ہُمْ“ = الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِ المدعونیں اسی طرح آخَذَهُمْ وَذُنُوبِهِمْ وَلَهُمْ

کی جمع نہ کر غائب ضمیرین۔

إِنَّهُمْ، تَأْتِيهِمْ، رُسُلُهُمْ أَوْ أَخْذُهُمْ۔

دیکھئے: روم کی آیت (۹) فقرہ (۱)۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيْ إِيمَانِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَنٍ أَتَهُمْ إِنْ فِيْ
صُدُورِهِمْ إِلَّا كَبُرُّ مَا هُمْ بِالْغَيْرِيْهِ؟.....الخ (۵۲)۔

الف۔ بِالْغَيْرِيْهِ = بالغى الدفع یعنی دفع الآيات المفهوم من المجادلة

سے ماخوذ ہے۔

توضیح:

جو لوگ کسی عقلی، نعلی یا الہامی سند کے بغیر خدا کی آیات میں جھگڑتے ہیں وہ ان آیتوں کے خلاف اپنی مدافعت نہیں کر سکتے، ان کے دلوں میں اپنی بڑائی ہے اس پندار باطل کی وجہ سے وہ اللہ و رسول کے آگے جھکنا نہیں اچاہتے۔

ب۔ "ما" = نافیٰ "بِالْغَيْرِيْهِ" = بالغى أكبر۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بغیر کسی دلیل کے جوان کے پاس آئی ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں اور کچھ نہیں، کبر ہے اور وہ اس کبر کو نہیں پہنچ سکتے۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَثَارًا فِي
الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۸۲)۔

دیکھئے: روم آیت (۹) فقرہ (۱)۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ
وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهِزُونَ (۸۳)۔

جائے تھم، رُسُلُهُمْ، عِنْدَهُمْ اور بِهِمْ ان سب میں جمع غائب ضمیر وں کا مرجع

ہلاک شدہ تو میں۔

اسی طرح اس کے بعد والی آیت کی ضمیروں کے مراجع بھی ہلاک شدہ قومیں ہیں
اسی طرح: "يَنْفَعُهُمْ أَيْمَانُهُمْ" اس کے بعد والی آیت کی ضمیروں کے مراجع بھی ہلاک
شدہ قومیں ہیں۔

تو پڑھ:

جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی آپتیں لے کر آئے تو وہ اسی علم میں مگن
رہے جو ان کے پاس تھا اور پھر اسی چیز کے پھیر میں آگئے جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے جب
انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو پکارنے لگے ہم اللہ واحد پر ایمان لے آئے اور ہم ان سب
چیزوں کا انکار کرتے ہیں جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔
مگر ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان ان کے لئے کچھ سودمند نہیں ہو سکتا۔

۳۱۔ فصلت (ختم سجدہ)

فَقَضَهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ
أَمْرَهَا۔ الخ (۱۲)۔

”هنّ“ = سماوات۔

سماء جب چھت کے معنی میں ہو تو نہ کہا مونٹ دونوں طور پر استعمال ہوتا ہے
یہاں بطور تائیث ہے مذکور ہوتا تو سبعة سماوات ہوتا۔

مطلوب یہ ہے کہ:

اللہ نے دو دن کے اندر سات آسمان بنادیئے اور ہر آسمان میں اس کا قانون و حی
کر دیا۔

فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثُوٰ لَهُمْ، وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنْ
الْمُعْتَبِينَ (۲۳)۔

لَهُمْ = لِأَعْذَاءِ اللَّهِ، ”مَا هُمْ“ = مَا اعتداء اللَّهِ۔

تو فتح:

اب اگر یہ کافر صبر کریں یا نہ کریں ان کا نہ کانا تو دوزخ ہی ہے اور اگر یہ کافر اب
توبہ کرنا چاہیں تو انہیں اس کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح اس آیت کے بعد والی آیت کی جملہ جمع مذکور غائب ضمیر وں کا مرجع

منکریں خدا ہی ہے۔

•
وَلَا تَسْتُوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ، إِذْ فَعَلَ بِالْتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكُوْنَ وَبَيْنَهُ عَدَاؤَهُ كَانَهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (۳۲)۔

”ہی“ = الكلمة۔

دیکھئے: مومنون آیت (۹۶) فقرہ (۱۳)۔

•
وَمَا يُلْقَهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَهَا إِلَّا ذُو حَظٍ
عَظِيمٍ (۳۵)۔

دیکھئے: قصص کی آیت (۸۰) فقرہ (۱۳)۔

•
وَمِنْ أَيْثِنِهِ الْيَلَلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقُوكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ إِيمَانًا تَعْبُدُونَ (۷۳)۔

”خَلَقُوكُمْ“ = خلق الليل والنہار والشمس والقمر۔

توضیح:

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ خدا ہی کو سجدہ کرو جس نے دن و رات اور چاند سورج پیدا کئے، اگر تم خدا کی عبادت کرتے ہو۔

•
وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ،
أَعْجَمِيًّا وَعَرَبِيًّا قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً، وَ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي أذْانِهِمْ وَقُرْآنٌ هُوَ عَلَيْهِمْ غَمٌّ؛ اولیٰکَ
يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ (۲۲)۔

”جَعَلْنَاهُ“ = جعلنا الذکر، آیت (۲۱) سے ظاہر ہے۔

ہو (دونوں جگہ) الذکر = القرآن۔

توضیح:

اگر ہم اس قرآن کو غیر زبان عرب میں نازل کرتے تو اے رسول تمہارے یہ اولین مخاطب اہل عرب کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں، کیا خوب قرآن تو عجمی اور مخاطب عربی، کہہ دو کہ جو ایمان لاتے ہیں ان کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفاف ہے، اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں گرفتاری ہے یعنی بہر اپن اور ان کے حق میں یہ ذکر یعنی قرآن موجب ناجائزی ہے، گرفتاری کے سبب ان کو گویا دور سے آواز دی جاتی ہے۔

ملحوظہ:

بعض معربوں نے کہا ہے: ہو سکتا ہے کہ "ہو" کی ضمیر کا مرتع "وقراء" ہو یہ ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

مطلوب شاید یہ ہو:

کافرنے سنتے نہیں دیکھتے بھی نہیں، توجہ نہیں تو سو جھ بوجھ نہیں۔

وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَبَ فَانْخَتَلَّفَ فِيهِ، وَلَوْلَا كَلِمَةً سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ
مُرِيبٌ (۲۵)۔

دیکھئے: ہود، آیت (۱۰) فقرہ (۱۶)۔

وَيَوْمَ يَنَادِيهِمْ أَيْنَ شَرَكَائِيْ قَالُوا أَذْنَكَ مَا مِنْ شَهِيدٍ،
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَذْعُونَ مِنْ قَبْلٍ وَظَنُوا مَالَهُمْ مِنْ
مَحِيصٍ (۳۸، ۳۷)۔

”يَنَادِيهُمْ“ = يناد الله المشركين، ”عَنْهُمْ“ = عن المشركين.
 ”لَهُمْ“ = للمرشكين.

توضیح:

اور جس دن اللہ مشرکوں کو پکارے گا اور کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میری بجائے پکارا کرتے تھے تو یہ مشرک کہیں گے ہم تجھ سے عرض کرچکے ہیں کہ آج ہم میں سے کوئی ان کی گواہی دینے والا نہیں ہے۔

اور جن جن کو یہ مشرکین خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گے اور یہ مشرکین یقین کر لیں گے کہ ان کے لئے پناہ لینے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

• ۶ ۷
 قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرُتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ
 مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعْدِهِ (۵۲)۔

”بِهِ“ = بالقرآن اس نحو کے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

کہو کہ بھلا دیکھو تو اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو پھر تم اس قرآن سے انکار کرو تو اس سے بڑھ کر اور کون گراہ ہے جو حق کی پر لے درجہ کی مخالفت میں ہو۔

• ۸ ۹
 سَرِّيهُمْ أَيْثَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ
 الْحَقُّ أَوْ لَمْ يَكُفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۵۳)۔

الف۔ ”أَنَّهُ الْحَقُّ“ = ان القرآن حق، ”أَنَّهُ الْخ“ = ان ربک۔

توضیح:

ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں

دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن حق ہے۔

کیا تم کو یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروگار ہر چیز پر شاہد ہے۔

ب۔ "اَنَّهُ" = اَنَّ الرَّسُولُ، بحذف حرف جر یعنی اَنَّ الرَّسُولُ عَلَى الْحَقَّ۔

مطلوب یہ کہ:

عقریب..... کافروں پر ظاہر ہو جائے گا کہ محمد ﷺ حق پر تھے (اور اے نبی تم کافروں کے انکار سے دل گیر کیوں ہو) کیا تم کو یہ انتہا۔

۳۳۔ شورمی

جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ أَرْوَاجًا وَ مِنَ الْأَنْعَامِ أَرْوَاجًا
يَذْرُوْكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (۱۱)۔
الف۔ ”فِيهِ“ = فِي الْخَلْقِ يَه لِفْظُ ”جَعَلَ“ سے ظاہر ہے مصدر بمعنی مفعول۔

توضیح:

الله نے تمہارے ہی جنس سے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے،
وہ تم کو مخلوق میں پھیلا تابڑھاتا رہتا ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فِي الزَّوْجِ، ج، فِيهِ = فِي الْبَطْنِ۔

د۔ ”فِيهِ“ = فِي الرَّحْمِ۔

ھ۔ تم کو اور چوپایوں کو جوڑوں میں بڑھاتا ہے، بہت سے جوڑے بناتا ہے۔

و۔ تم کو اور چوپایوں کو پیٹ میں بڑھاتا ہے۔

ز۔ تم کو اور چوپایوں کو رحم میں پھیلا تاہے۔

آخری تخریج تو صحیح نہیں کہ رحم موٹھ سماںی ہے۔

دوسری تخریج کا احتمال ہے، اور تیسرا تخریج بعید از صواب۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَضَعَتِ يَدُّهُ نُوْحًا وَ الَّذِي أَوْ حَيَنَاهُ
إِلَيْكُ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى وَ عِيسَى أَنْ أَقِيمُوا

الَّذِينَ وَلَا تَفَرَّقُوا فِيهِ، كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ
إِلَيْهِ، اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ
يُنِيبُ (۱۲)۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فی الدین، ”تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ“ = إلى الدين ”يَجْتَبِي، إِلَيْهِ“ =
يَجْتَبِي إلى الدين، ”يَهْدِي إِلَيْهِ“ = يهدی الدين۔

توضیح:

اللہ نے تمہارے دین کا وہی راستہ مقرر کیا ہے جس کے اختیار کرنے کا نوح کو حکم
دیا تھا، اور جس کی اے محمد ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور
عیسیٰ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور دین میں فرقہ بندی نہ کرنا۔ جس چیز کی طرف
تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے۔

اللہ جس کو چاہتا ہے دین کے لئے چن لیتا ہے اور جو اللہ سے رجوع ہوا سے دین
کے راستے (راہ حق) پر ڈال دیتا ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فی الدین، ”تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ“ = تَدعُونَ إِلَى الدِّينِ۔

”يَجْتَبِي إِلَيْهِ وَيَهْدِي إِلَيْهِ“ = يَجْتَبِي إِلَى اللَّهِ وَيَهْدِي إِلَى اللَّهِ۔

..... دشوار گزرتی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کرتا ہے اور جو
اس سے رجوع ہوا سے اپنی طرف راستہ دھار دیتا ہے۔

• وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمْ الْعِلْمُ بَغِيًّا بَيْنَهُمْ،
وَلَوْلَا كَلِمَةُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَيْهِ أَجَلٌ مُسَمٌّ لَفِي
بَيْنَهُمْ، وَإِنَّ الَّذِينَ أُولَئِنَّا لِكِتَابًا مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍ
مِنْهُ مُرِيبٌ (۱۲)۔

الف۔ جَاءَهُمْ = بَيْنَهُمْ، مِنْ بَعْدِهِمْ = أُمُّ الْأَنْبِيَاءُ والرجوع امۃ موسیٰ =

بَنِي إِسْرَائِيلَ = مِنْهُ = مِنَ الْكِتَابِ وَالْمَرَادُ الْإِنْجِيلُ۔

تو پڑھ:

اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو اللہ کی جانب سے پیغمبر کے ذریعہ علم حق (دین حق)، آپنے کے بعد آپس کی ضد سے ہوئے ہیں۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان اختلاف کرنے والوں میں فیصلہ کر دیا جاتا۔

دین حق میں تفرقے پیدا کر کے الگ الگ ہو جانے والوں (بنو اسرائیل یہودیوں) کے بعد جو لوگ کتاب الہی کے دارث ہوئے وہ شہہ کی الجھن میں پھنسنے ہوئے ہیں (کہ یا انجیل میں محمد ﷺ کے بارے میں جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ آپ ﷺ پر صادق آتی ہے یا نہیں)۔

ب۔ ”منہ“ = مِنَ الْقُرْآنَ۔

”منہ“ سے مِنْ محمد ﷺ کبیں تب بھی ضمیر زیر غور کی تخریج میں کوئی تکلف نہیں ہوگا، کیونکہ قرآن اور محمد ﷺ علاحدہ ہونے کے باوصاف لازم و ملزم ہیں۔

اس لحاظ سے ”الذین“ سے مراد عام اہل عرب اور خصوصاً قریش ہوں گے کہ عیسیٰ کے بعد بنی عربی محمد ﷺ ہی ہیں۔

البته ”منہ“ سے ”مِنَ الذِّينَ“ مراد لینا بعید از صواب بلکہ از روئے عربیت صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

ملحوظہ:

إِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي النَّحْءِ مِنْ قَبْلِ مَشْرُكِي الْعَرَبِ۔

اس صورت میں ”الذین“ سے مراد عام اہل کتاب ہوں گے خواہ وہ کوئی ہوں

کہیں کے ہوں۔

”من“ براۓ ابتداء عایت قبل کا مترادف گویا ”من“ از لغات اضداد کلام عرب میں ”من“ بمعنی قبل کے استعمال کی سند مل جاتی ہے اگرچہ ایسا استعمال عام نہیں۔

مطلوب یہ کہ:

محمد ﷺ کے مخاطب قرآن کی طرف سے شہہ کی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں، ان لوگوں سے پہلے وہ لوگ بھی جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبروں کی کتاب کی طرف سے شہہ کی الجھن میں پھنسے ہوئے تھے جس طرح قرآن کے مخاطب اس کے بارے میں شک و شہہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد کی آیت ہے ”فَلِذَا إِلَكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أَمْرْتَ وَلَا تَشْعِيْ
أَهْوَاءَ هُمْ“ چونکہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے اور آپ کی مخالفت ہو رہی ہے اس لئے اے محمد تم اسی دین کی طرف دعوت دو جس طرح حکم دیا گیا ہے اخ.

”من“ بمعنی قبل والی توجیہ نہ ہو تو ”من بعدهم“ اپنے اصلی معنی ہی میں یعنی من بعد اهل الكتاب کی ضمیر مجرور کی تحریک غلط نہیں معلوم ہوتی، والعلم عند اللہ۔

”تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ هِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ“ (۲۲)۔

”ہو“ = جزاء کسبہم = مضاف محدود۔

تو ضمیح:

تم دیکھو گے کہ ظالم اپنے اعمال کے وباں سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ وباں ان پر پڑھ کر ہی رہے گا۔

”قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوْدَةَ فِي الْقُرْبَى“ (۲۳)۔

”علیہ“ = علی التبلیغ۔

وَكَيْفَيْهِ: ہود آیت (۲۹)۔

وَمِنْ أَيْثِنَهُ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ
دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ فَدِيرٌ (۲۹)۔

من برائے بیان جنس "فِيهَا" = فی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔
سماوات جمع ہے سماء کی مگر یہاں بطور واحد آیا ہے۔

اور اللہ ہی کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور ان جانوروں کا
جو اس نے ان دونوں میں پھیلارکھے ہیں اور وہ جب چاہے سب کو اکٹھا کرنے پر قادر ہے۔

۳۲-ز خرف

إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۳)۔

وَيَحْسَنَ: سورہ یوسف کی آیت (۲) فقرہ (۱)۔

وَإِنَّهُ فِي أُمّ الْكِتَبِ لَدَيْنَا لَعَلَّيْ حَكِيمٌ (۲)۔

”الله“ = إن القرآن أُم الكتب وہ کتاب جس میں سب نبیوں پر اتاری ہوئی کتابیں یا صحیفے مندرج ہیں۔

توضیح:

اور یہ قرآن ”أُم الكتب“ میں ثابت ہے۔

وَجَعَلُوا الْمَلِئَكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبْدُ الرَّحْمَنِ إِنَّا، أَشَهَدُوا

خَلْقَهُمْ سَتُكَتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْتَلَوْنَ (۱۹)۔

”جَعَلُوا الخ“ = جَعَلَ المشرکون الملائکہ اناثاً۔

”خَلْقَهُمْ“ = خَلَقَ الملائکہ شَهَادَاتُهُمْ = شهادة المشرکین۔

توضیح:

مشرکوں نے فرشتوں کو کہ وہ بھی خداۓ رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دے لیا، کہا یہ ان فرشتوں کی پیدائش کے شاہد ہیں (کیا یہ مشرکین فرشتوں کی پیدائش کے

وقت حاضر تھے؟) ان مشرکوں کی گواہی (یہ بیہودہ بات) لکھ لی جائے گی اور انہیں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔

• وَقَالُوا لَوْشَاءُ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ، مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ، إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُضُونَ (۲۰)۔

”مَا عَبَدْنَاهُمْ“ = مَا عَبَدْنَا الْمَلِكَةَ، ”إِنْ هُمْ“ = إِنَّ الْمُشْرِكَوْنَ۔

توضیح:

یہ شرک کہتے ہیں کہ اگر خداۓ رحمٰن چاہتا کہ ہم ان فرشتوں کی عبادت نہ کریں تو ہم کبھی ان فرشتوں کو نہیں پوچھتے، یہ مشرکین حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں مغضِ ائکل مار رہے ہیں۔

• أَمْ أَتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمِسُكُونَ (۲۱)۔

”مِنْ قَبْلِهِ“ = مِنْ قَبْلِ الْكِتَاب = والمراد مِنْ قَبْلِ نَزْوَلِ الْقُرْآنَ = بحذف مضاف۔

توضیح:

یا ہم نے ان مشرکوں کو قرآن نازل ہونے سے قبل کوئی کتاب دی تھی کہ اس پہلے والی کتاب سے یہ اپنی فرشتہ پرستی کی سند پکڑتے ہیں۔

• وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمٌ لَأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنِّي بَرَآءٌ مَمَّا تَعْبُدُونَ، إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِيْنِ، وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِيْبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۲۶، ۲۷، ۲۸)۔

”جَعَلَهَا“ = جَعَلَ إِبْرَاهِيمَ الْكَلِمَةَ بَاقِيَةً۔

توضیح:

یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میراں سے کوئی تعلق نہیں میرا تعلق اسی سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری راہ نمائی کرے گا، اوزا ابراہیمؑ یہی کلمہ اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

توضیح:

”کِلْمَة“ = کلمہ توحید۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرِيمَ مَثَلًا إِذَا قُوْمَكَ مِنْهُ يَصْدُونَ،
وَقَالُوا إِنَّ الْهَمَّا خَيْرٌ أَمْ هُوَ، فَاضْرِبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ
قَوْمٌ حَصِمُونَ (۵۷، ۵۸)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = من مثال عیسیٰ بحذف مضاف ”ہو“ = عیسیٰ۔

”ضَرَبُوهُ“ = ضربوا مثال عیسیٰ مضاف بمحذف۔

توضیح:

جب مریمؑ کے بیٹی کی مثال دی گئی تو تمہاری قوم اس مثال پر چلا اٹھی اور قوم کے لوگ کہنے لگے بھلا ہمارے معیود بہتر ہیں یا عیسیٰ ابن مریم؟
یہ لوگ عیسیٰ بن مریمؑ کی مثال محض جھگڑے کے لئے بیان کر رہے ہیں دراصل یہ لوگ ہیں جی ملنے باز۔

ملحوظہ:

آیت کا مطلب غایبایہ ہے: عیسیٰ کے بے باپ پیدا ہونے کو اہل مکہ نے جنت

گرداً اور بولے کہ جب مخلوق سے این اللہ ہے تو بنات اللہ کیا در ہے حالانکہ ہمارے معبدوں عیسیٰ سے بہتر ہیں کہ ان کی توا دار تھیں اور وہ دونوں حوانج بشری سے مبراء نہیں تھے اور ہمارے معبدوں تو کسی کے محتاج نہیں (ستفان فتح محمد)۔

ب۔ بعض معربوں نے ”ہو“ ضمیر مرفوٰع منفصل کا مر جع محمد ﷺ بتایا ہے۔
یہ تخریج غالباً قرین صواب نہیں ہے۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلْسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ، هَذَا صِرَاطٌ
مُسْتَقِيمٌ (۶۱)۔

الف۔ ”الله“ = القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن کہ آخری دھی ہے قیامت کی نشانی ہے اس کے بعد کوئی اور دھی نہیں آئے گی، اس کے بعد قیامت ہی ہے۔

اے نبی کہہ دیجئے کہ لوگو! قیامت کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو
یہی رستہ سیدھا ہے۔

ب۔ ”الله“ = إِنَّ عِيسَى۔

اور این مریم عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے تو کہہ دو کہ اے لوگو! قیامت کے بارے میں
شک نہ کرو، اور میری پیروی کرو یہی رستہ سیدھا ہے۔

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَلِدُوْنَ، لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ
وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُوْنَ (۷۵، ۷۶)۔

”عنہم“ = عَنِ الْمُجْرِمِينَ۔

”فِيهِ“ = فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ۔

توضیح:

محر میں ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں بٹلار ہیں گے ان مجرموں کے عذاب میں کسی نہیں ہو گی، اور وہ اس عذاب میں بے آس و بے سہارا پڑے رہیں گے۔

وَقِيلهِ يَرَبَّ إِنَّ هُوَ لَآءُ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ (۸۸)۔

”قِيله“ = قِيل الرسول۔

توضیح:

اور بسا اوقات پیغمبر کہا کرتے ہیں اے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب پیغمبر کے مخاطب بار بار تنبیہوں پر بھی کان نہیں دھرتے اور پیغمبر بر بنائے رحمت و رافت چاہتا ہے کہ یہ ایمان لے آئیں اور ہلاکت ابدی سے نجی جائیں۔

۲۳- وَخَان

”وَلَقَدْ فَتَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ“ (۱۷)۔

”قَبْلَهُمْ“ = نبی محمد ﷺ کے مخاطبوں سے پہلے۔

”جَاءَهُمْ“ = جاء الی قوم فرعون۔

اے محمد تمہارے ان مخاطبوں سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کی آزمائش کی اور ان کے پاس ایک عالی تدریپ نیبر آئے۔

”وَاتْرُكِ الْبَحْرَ هُوَا، إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَفُونَ“ (۲۳)۔

”إِنَّهُمْ“ = ان فرعون وجنده = فرعون اور اس کا لشکر۔

اے موئی! دریا خشک ہو رہا ہو گا پار ہو جاؤ، تمہارے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر ڈبو دیا جائے گا۔

”أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمٌ تَبْعَثُ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ“ (۱۸)۔

”هُمْ“ = نبی محمد ﷺ کے مخاطبین: ”قَبْلَهُمْ“ = قبل قوم تبع۔

الف۔ ”أَهْلَكْنَاهُمْ وَإِنَّهُمْ“ = قوم تبع الذین کانوا قبل تبع۔

توضیح:

کیا قریش اور ان کے ساتھی اپنے ہیں یا تبع کی قوم اور تبع سے پہلے کی قومیں ہم نے

تبع کی قوم اور اس سے پہلے کی سب ہی نافرمان قوموں کو بلاک کر دیا۔

ب۔ ”أَهْلَكْنَاهُمْ وَإِنَّهُمْ“ = أهلکنا القوم الذين کان قبل تبع۔

..... ہم نے تبع سے پہلے والی نافرمان قوموں کو بھی بلاک کر دیا۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ (۲۰)۔

”مِيقَاتُهُمْ“ = میقات الناس۔

توضیح:

اس میں کچھ شک نہیں کہ فیصلہ کارن سب انسانوں کے اٹھنے کا وقت ہے۔

خُذُوهُ فَاغْتَلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ، ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ (۷، ۳۸)۔

”خُذُوهُ“ = خذوا الأثیم، آیت (۳۸) میں طعام الأثیم سے ظاہر ہے۔

توضیح:

حکم دیا جائے گا: اس گناہ گار کو گرفتار کرلو، اس کو کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ

لے جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتا ہو اپنی انڈیل دو کہ عذاب پر عذاب ہو۔

فَإِنَّمَا يَسِّرُنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (۵۸)۔

”یَسِّرُنَاهُ“ = یسرنا القرآن اسم صراحتاً نہ کوئی نہیں۔

”لَعَلَّهُمْ“ = لعل مخاطبی القرآن۔

توضیح:

ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کر دیا تاکہ اس قرآن کے مخاطبین

نصیحت حاصل کریں۔

٣٥ - جاثیہ

وَسَخَرُوكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً مِنْهُ،
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرٌ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (١٣)۔
”منه“ = من الله۔

توضیح:

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے اپنے حکم سے ان سب
کو تمہارے کام میں لگایا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنفِسِيهِ، وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ إِلَى
رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ (١٥)۔

دیکھئے: انعام کی ب آیت (١٠٣) فقرہ (٢٥)۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَا هُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ
مَا يَحْكُمُونَ (٢١)۔

أَمْ حَسِبَ الْكُفَّارُ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالْمُؤْمِنِينَ فِي حَالٍ أَسْتَوْاءً مَحْيَا هُمْ
مَمَاتُهُمْ لَيْسُوا كَذَلِكَ بَلْ هُمْ فَتَوْفَوْنَ فِي الْحَامِلِينَ۔

حاصل معنی:

جس طرح بینا و نابینا مساوی نہیں ہو سکتے اور نہ فاسق و مومن برادر ہو سکتے ہیں، اسی طرح برائیاں کمائے ہوئے اور ایماندار نیک کردار مساوی نہیں ہو سکتے۔
باعتبار زبان و بیان: ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ کی ضمیر مجردر کے مراجع کی تجزیع کے مبنی چار احتمال ہیں۔

الف۔ ”مَحْيَاهُمْ، مَحْيَا الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السُّيُّونَ، مَمَاتُهُمْ“ = ممات الذین آمَنُوا وَعَمِلُوا الصِّلَحَتِ۔

تو پڑھ:

اہل ایمان کا یہ ایقان ہے کہ اگر دنیوی زندگی میں ان کو فلاکت و بدحالی کا سامنا ہو تو اس کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہئے بلکہ ایمان اور نیک عمل کو دنیوی زندگی میں بھی نہ چھوڑنا چاہئے، اس کی جزا موت کے بعد کی زندگی میں ان کو جنت کی صورت میں ملے گی، جہاں راحت اور آسودگی کے سواء کچھ نہیں، بُرے کام کرنے والے سمجھتے ہیں کہ دنیا میں تو ان کی زندگی کمر مت اور عزت کے ساتھ گذر گئی اور آخرت میں بھی ان کی زندگی ویسی ہی ہو گی جیسی کہ ایمان والے اپنے لئے بیان کرتے ہیں، یہاں ان کے اس زعم باطل کی تردید کی جا رہی ہے کہا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے گناہ کئے کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو اہل ایمان اور نیکوکاروں کے برادر کر دیں گے کہ ان کی زندگی ایمان والوں کی موت کے بعد کی زندگی کے مساوی ہو جائے ایسا ہرگز نہ ہو گا، یہ لوگ کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

ب۔ ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ = مَحْيَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصِّلَحَتِ وَمَمَاتُهُمْ۔
جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں، کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کی طرح کر دیں گے کہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کی زندگی اور موت ان کے مساوی ہو جائے۔
ج۔ ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ = مَحْيَا الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السُّيُّونَ وَمَمَاتُهُمْ۔
جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں، ہم ان کی موت اور زندگی کو اہل ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کے برادر کر دیں گے۔

د۔ ”مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ“ = مَحْيَا الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السُّيُّونَ وَمَمَاتُهُمْ وَمَحْيَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصِّلَحَتِ وَمَمَاتُهُمْ۔

جن لوگوں نے گناہ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی زندگی اور موت کو ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی زندگی اور موت کے برابر کر دیں گے۔

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزِيَ كُلُّ
نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (۲۲)۔
”ہُمْ“ = النفوس المدلول علىها بكل نفس۔

تو ضحی:

اور خدا نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا تاکہ ہر شخص اپنے اعمال کا بدلہ پائے اور ان نفوس پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَقَالُوا مَاهِيَّ إِلَّا حَيَاْنَا الدُّنْيَا تَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يَهْلِكُنَا
إِلَّا الدَّهْرُ، الخ (۲۳)۔

”ہی“ = الحياة، تقدير: ما الحياة شيءٌ ولكنها حياتنا في الدنيا ويهلكنا شيءٌ ولكن يهلكنا الدهر۔

تو ضحی:

اور منکرین آخرت کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دینا ہی کی ہے، اسی میں مرتے ہیں اور جیتے ہیں مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے اور ہمیں تو کوئی اور ہلاک نہیں کرتا زمانہ ہلاک کرتا ہے۔

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَسْكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقاءَ يَوْمِكُمْ هُذَا
وَمَا وَكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نُصْرَىْنَ (۳۴)۔

ترجمہ: اور کہا جائے گا جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو جھٹکار کھاتھا اسی طرح آج ہم تمہیں جھٹکاریں گے اور تمہارا نہ کانا دوزخ ہے اور کوئی تمہارا مدگار نہیں (فتح محمد)۔

ذَلِكُمْ بِأَنَّكُمْ أَتَخَذُتُمْ إِيمَانَ اللَّهِ هُنُّوا وَعَرَفْتُمُ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا، فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ
يُسْتَعْبَرُونَ (٣٥).

”منها“= من النار، یہ اہم اس آیت سے پہلے کی آیت میں موجود ہے، نار سے
مراد دوڑنے ہے۔

تو پڑھ:

یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنار کھا تھا، اور دنیا کی زندگی نے تم کو
دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور آج یہ لوگ آگ سے نکالے جائیں گے نہ ان کی توبہ قبول ہوگی۔

۳۲-احقاف

• وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ (۵)۔

یہاں ”من“ پہلے بطور واحد، لا استجيب، پھر بطور جمع ”هم“ آیا ہے۔

”لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ“ = لا يستجيب المدعى للداعى، ”هم“ = المدعون۔

الف۔ ”دُعَاءُهُمْ“ = دعاء الداعين مضاد الى الفاعل۔

توضیح:

آخر اس شخص سے زیادہ گمراہ اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکار لے جو قیامت تک اس کو (پکارتے والے کو) کوئی جواب نہیں دے سکتا بلکہ مدعا تو داعیوں کی دعا سے بھی بے خبر ہیں۔

ب۔ ”دُعَاءُهُمْ“ = دعاء المدعويين مضاد الى المفعول۔

..... بلکہ مدعا تو اس دعاء سے بھی بے خبر ہیں جو ان سے کی جاتی تھی۔

انتباہ:

دوسری توجیہ میں تکلف ہے لیکن باعتبار معنی پہلی توجیہ سے مختلف نہیں۔

• وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا يَعْبَادُونَهُمْ

کُفَّارٍ (۶)۔

”لَهُمْ“ = لِلْدَّاعِينَ، أَيُ الْمُشْرِكُونَ۔

الف۔ ”عِبَادَتِهِمْ“ = عِبَادَةُ الدَّاعِينَ الْمُشْرِكِينَ مُضَافٌ إِلَى الْفَاعِلِ۔

توضیح:

اور جب تمام انسان جمع کئے جائیں گے اس وقت مدعاوین اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور ان کی پرستش کے منکر ہوں گے۔

ب۔ ”عِبَادَتِهِمْ“ = عِبَادَةُ الْمَدْعُوِينَ، مُضَافٌ إِلَى الْمُفْعُولِ۔

..... پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور پکارنے والے جوان کی پرستش کرتے تھے اس کا انکار کریں گے (کہ یہ ان مشرکوں کی کسی حرکت سے واقف ہی نہیں ہوں گے)۔

یادداشت:

یہ تخریج بھی اس آیت سے پہلے والی آیت کی دوسری تخریج جیسی ہے۔

وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ أَيْثَنَا بَيَّنَتْ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا

جَاءَهُمْ، هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ (۷)۔

”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الْكَافِرِينَ۔

ترجمہ: اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جن لوگوں نے قرآن کے میں جانب اللہ ہونے کا انکار کیا وہ کہتے ہیں جب کہ ان کے پاس حق آچکا ہے تو کھلا جاوے ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ، قُلْ إِنْ افْتَرَيْتَهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ

شَيْئًا، هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ كَفَى بِهِ شَهِيدًا بَيْنِ

وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۸)۔

”افْتَرَاهُ“ = افتر محمد القرآن، ”کفی بہ“، ”کفی باللہ“۔

الف۔ ”فِيهِ“ = فِي مَا ”ما“ موصولة۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے قرآن خود بنالیا ہے؟ کہہ دو اگر میں نے قرآن بنایا ہے تو تم خدا کے سامنے میرے پھاؤ کے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے، وہ اس بات سے خوب واقف ہے جس میں تم مشغول ہو، میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔

ب۔ ”فِيهِ“ = فِي القرآن ”ما“ مصدریہ۔

تقدیر: اللہ أعلم بِاَفاضتُكُمْ فِي الْقُرْآن۔

..... قرآن کے بارے میں تمہاری باتیں بنانے سے اور ان میں مشغول رہنے سے اللہ

اچھی طرح واقف ہے۔

• قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهَدَ شَاهِدٌ
مَنْ بَنَى إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَأَمْنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ، إِنَّ اللَّهَ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّلِيمِينَ (۱۰)۔

إنَّ الْقُرْآنَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔

”بِهِ“ = بالقرآن ”مِثْلِهِ“ = مثل القرآن۔

توضیح:

اے محمد تم ان سے کہو کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اس حقیقت سے انکار کیا اور بنوازراً تسلیل کا ایک گواہ اسی کی طرح ایک کتاب کے میں جانب اللہ ہونے کی گواہی دے چکا اور اب اس قرآن کے بھی میں جانب ہونے پر ایمان لے آیا اس کے باوجود تم نے سرکشی کی تو پھر تمہارے ظالم ہونے میں کیا شبہ ہے، بے شک خدا ظالموں کو بدایت نہیں دیتا۔

انتباہ:

”بِهِ“ کی ضمیر سے رسول اور ”مثلہ“ کی ضمیر سے قرآن مراد یعنی سے معنی میں کوئی خوبی نہیں پیدا ہو رہی ہے، اس طرح کی بے وجہ تقلیک غیر مستحسن سمجھی گئی ہے۔

● وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْكَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُونَا

إِلَيْهِ، وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا أَفْلَكَ قَدِيمٌ (۱۱)۔

إِلَيْهِ = إلى القرآن، بِهِ = بالقرآن۔

یہاں بھی پہلی ضمیر مجرور کا مرتعن قرآن اور دوسری کار رسول بتانا کلام مبین کے مغائر ہے، البتہ بطور شرح یہاں قرآن کو دین، دین اسلام سے تعبیر کرنے میں محاورہ عرب سے تجاوز سمجھنا درست نہیں ہو گا۔

توضیح:

جن لوگوں نے قرآن کو اللہ کا کلام مانتے سے انکار کر دیا وہ اس پر ایمان لائیوالوں کے متعلق کہتے ہیں اگر اس قرآن پر ایمان لانا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ ادنیٰ درجہ کے لوگ اس کو ماننے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے، ہم جیسے دانا فرزانہ قرآن پر ایمان لانا اچھا نہیں سمجھتے، اس لئے اس سے دور ہیں۔

اسی طرح اس کے بعد کی آیت:

● وَمِنْ قَبْلِهِ كَتُبْ مُوسَى إِمَامًا وَرَحْمَةً، وَهَذَا كَتُبْ
مُصَدَّقٌ لَسَانًا عَرَبِيًّا لَيْنِدَرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَى
لِلْمُحْسِنِينَ (۱۲)۔

”قَبْلِهِ“ = قبل القرآن، قبل نزول القرآن مضاف مخدوف۔

توضیح:

اور قرآن نازل ہونے سے پہلے موسیٰ کی کتاب لوگوں کے لئے راہ نمائی تھی اور اب یہ کتاب عربی زبان میں ہے موسیٰ کی کتاب کی تصدیق کرنے والی تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوکاروں کو خوش خبری سنائے۔

• وَإِذْ كُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ
النُّذْرُ مِنْ بَيْنِ يَدِيهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهُ، إِنِّي
أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (۲۱)۔
”بَيْنِ يَدِيهِ وَمِنْ خَلْفِهِ“۔

بمعنی یہی اُخی عاد و من خلف اُخی عاد۔

توضیح:

اور قوم عاد کے بھائی ہوڑ کو یاد کرو جب کہ اس نے اپنی قوم کو سرز میں احقاف میں بدایت کی اور ہود سے پہلے اور ہود کے بعد بھی بدایت کرنے والے گزرے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

• فَلَمَّا رَأَوْهُ عِارِضاً مُّسْتَقْبِلَ أَوْ دِيَتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ
مُّمْطَرُونَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ
أَلِيمٌ (۲۲)۔

الف۔ ”رَأَوْهُ“ = رَأَى مَا وعد اخو عاد قومہ۔

توضیح:

اس سے پہلے کی آیتوں میں ہے: ”إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ“ مجھے

تمہارے بارے میں بُرے دن کے عذاب کا ذرگتائے ہے، تو قوم عاد نے کہا: "فَأَتَيْنَا بِمَا تَعْدُنَا" اگر تم سچے ہو تو ہمیں جس چیز سے ڈراتے ہو وہ لے آؤ، اس طرح "رَأْوَهُ" کے لحاظ سے آیت کا مفہوم ہو گا:

پھر جب قوم عاد نے اس عذاب کو اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جس سے ان کے پیغمبر نے انہیں ڈرایا تھا تو کہنے لگئے یہ تو گھٹا چھار ہی ہے یہ ہم پر بر سے گی۔ یہ سیراب کرنے والا بادل نہیں ہے، یہ وہ چیز ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے سخت آندھی جس میں درد دینے والا عذاب ہے۔

ب۔ "رَأْوَهُ" = رَأْوَ أَصْحَابَ الشَّقَالِ الْمَرْكُومَ۔

یہ تحریک ان آئیوں سے ظاہر ہے، جہاں قوم عاد کی تباہی کا ذکر ہے۔
مطلوب یہ کہ:

پھر جب قوم عاد نے گھر ابادل وادیوں کی طرف آتا دیکھا تو کہا یہ بادل بر سے گا اور ہماری وادیوں کو سیراب کرے گا۔

• وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ، فَلَمَّا
خَضَرُوا هُنَّا أَنْصَطُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَوَا إِلَى قُوْمِهِمْ
مُنْذِرِينَ (۲۹)۔

الف۔ "خَضَرُوا" = حضروا محدثاً عند تلاوة القرآن۔
یہ تحریک قرینة حالیہ سے ظاہر ہے۔

تو ضیح:

اور ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف لے آئے تاکہ قرآن سنیں تو جب وہ بوقت تلاوت محمد ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے آپس میں کہا خاموش رہو (اور توجہ سے سنو)۔

ب۔ "حَضَرُوهُ" = حضروا القرآن، حَضَرُوا القرآن واستماعه۔

مطلوب ہے کہ:

..... تو وہ قرآن سننے آئے اور قرآن کی تلاوت ہوئی تو کہا لیج۔

قَالُوا يَقُولُونَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا
لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ (۳۰)۔

"بَيْنَ يَدَيْهِ" = بین یدی القرآن۔

توضیح:

کہنے لگے، اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی، اور یہ کتاب جو ہم نے سنی وہ موسیٰ ہی کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے تھی۔

يَقُولُونَا أَجِبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَأَمُنُوا بِهِ يَغْفِرُ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ
وَيُجْزِيَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْآيِمِ (۳۱)۔

الف۔ "بِهِ" = بالله۔

اے قوم خدا کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اللہ پر ایمان لاو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں سخت عذاب سے بچادے گا۔

ب۔ "بِهِ" = بداعی الله ضمیر سے قریب ترین اسم ہے۔

اے قوم خدا کی طرف بلانے والے کی بات قبول کرو اور اس داعی پر ایمان لاو، خدا تمہارے گناہ بخش دے گا لیج۔

٢٧ - محمد

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِهِمْ، دَمَرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكُفَّارِ أَمْثَالُهَا (١٠)۔

”قَبْلِهِمْ“ = قبل مخاطبی الرسول ”عَلَيْهِمْ“ = عَلَى الَّذِينَ كَانُوا قبلاً
مخاطبی الرسول ”أَمْثَالُهَا“ = أمثال العاقبة۔
تَقْدِيرٌ لِلْكُفَّارِ من العرب أمثال عاقبة تکذیب الأمم السابقة إن لم
يُؤْمِنوا۔

توضیح:

کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان
کا انجام کیسا ہوا؟ خدا نے ان پر تباہی ڈال دی اور اس طرح کا انجام ان کافروں کا ہو گا اگر وہ
قرآن پر ایمان نہ لائیں۔

• وَكَائِنُ مَنْ قَرِيهٌ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرِيَتَكَ الَّتِي أَخْرَجْتَكَ
أَهْلَكْنَهُمْ فَلَا نَاصِرٌ لَهُمْ (١٣)۔

”أَهْلَكْنَهُمْ“ = أَهْلَكْنَا أهل القرى الظالمة۔

تو ضحی:

اور بہت ساری بستیاں جو تمہاری اس بستی یعنی مکہ سے جہاں کے باشندوں نے
تمہیں اپنے یہاں سے نکال دیا ذر قوت میں کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے ان بستیوں کا ستیانہ س
کر دیا۔

فتح - ۲۸

إِنَّا أَرْسَلْنَا شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا، لِتُوَمِّنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَتُعَزِّزُوهُ وَتُؤْفَرُوهُ، وَتُسَبِّحُوهُ بِكَرَّةٍ وَأَصْيَالًا (۸، ۹)۔
الف۔ "تُعَزِّزُوهُ، تُؤْفَرُوهُ، وَتُسَبِّحُوهُ" تینوں منصوب ضمیر دل کا مرچع "الله" ہے۔

توضیح:

اور ہم نے اے محمد تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا سمجھا ہے تاکہ اے لوگوں تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاو، اور اللہ کی مدد کرو اس کو بزرگ سمجھو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔

ب۔ "تُؤْفَرُوهُ" پر وقف تام کیا جائے تو!
تُعَزِّزُوهُ، وَتُؤْفَرُوهُ کی ضمیر منصوب کا مرچع "رسول" ہو گا۔

توضیح:

اور ہم نے سمجھا ہے تاکہ تم خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاو اور رسول کی مدد کرو اور اس کو بزرگ سمجھو۔

اور دوسری تحریق میں ضمائر کی تلفیک ہے، جس کی یہاں کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔
وَآخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحْاطَ اللَّهُ بِهَا، وَكَانَ اللَّهُ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا (۲۱)۔

"عَلَيْهَا وَبِهَا" = المغانم۔

تقدير: عَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ الْمَغَانِمُ، أَخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا الْخ۔

توضیح:

خدا نے تمہیں غنیمتیں جلد دیں اور ان کے علاوہ دوسرا غنیمتیں بھی تھیں جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اور وہ غنیمتیں خدا ہی کی قدرت میں تھیں۔

● **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (۲۸)۔**
الف۔ ”**يُظْهِرَهُ**“ = یظهر دین الحق۔

قدری **لِيُظْهِرَ** دین الحق علی الدين کله یعنی علی الأديان الأخرى۔

”**الَّذِينَ**“ = اسم بمعنى مصدر۔

توضیح:

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو بہادیرت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اللہ دین حق کو پوری جنس دین پر غالب کر دے۔

ب۔ ”**لِيُظْهِرَهُ**“ = **لِيُظْهِرَ** رسوله علی الدين کله۔

..... دین حق کے ساتھ تاکہ اللہ اپنے رسول کو دوسرے ہر قسم کے دین پر غالب کر دے۔

● ”**ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَأَهُ فَازْرَأَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوْىٰ عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (۲۹)**۔

”**مَثَلُهُمْ**“ = مثل الذين کانوا مع الرسول، **شَطَأَهُ** = شطا، **الزَّرَاعَ** = ازرع، **سُوقِهِ** = سوق الشطاء۔

توضیح:

محمد ﷺ کے اصحاب:

ان کے یہی اوصاف توارہ میں (مرقوم) اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوتی نکالی پھر اس کو مفبوط کیا پھر موٹی ہوتی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جائے (فتح محمد)۔

اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کو نیل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی، کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تاکہ کفار ان کے پھملنے پھولنے پر جلیں (تفہیم)۔

۳۹- حجرات

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ
أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهُتُمُوهُ ، وَاتَّقُوا اللَّهَ ، إِنَّ اللَّهَ تَوَابُ
رَّحِيمٌ (۱۲)۔

الف۔ "كَرِهُتُمُوهُ" = کرہتموا الأكل۔

تو پڑھ:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی
کی شیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا
گوشت کھائے؟ ایسے کھانے سے تم ضرور نفرت کرو گے۔

ب۔ "كَرِهُتُمُوهُ" = کرہتموا اللحم۔

..... گوشت کھائے ایسے گوشت سے تو تم ضرور ہی نفرت کرو گے۔

ج۔ "كَرِهُتُمُوهُ" = کرہتموا الاغتیاب۔

..... گوشت کھائے؟ اسی طرح کسی کے پیٹھ پیچے اس کی نہایی کرنے سے نفرت
کرو گے۔

٥٠-ق

وَالنَّحْلَ بِسْقَتِ لَهَا طَلْعُ نَضِيدٍ (۱۰)۔

دیکھئے: انعام کی آیت (۹۹) فقرہ (۲۳)۔

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ، وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلَدَةً مَيْتًا، كَذَلِكَ الْخُرُوجُ (۱۱)۔

”بِهِ“ = بالماء۔

توضیح:

اور پانی سے ہم نے مردہ شہر زندہ کر دیا، اور اسی طرح مردوں کا روز قیامت زمین سے جی اٹھنا ہے۔

”وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسِّعُ بِهِ نَفْسُهُ“ الخ (۱۶)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بما ”ما“ موصولہ۔

توضیح:

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا، اور اس کا نفس اس کو جو وسواس میں ڈالتا ہے ہم وہ وسواس بھی جانتے ہیں۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالانسان ”ما“ مصدریہ۔

باء برائے تعدیہ۔

معنی: إن النفس تجعل الإنسان قائماً بِهِ الوسواس۔

فالمحدث هو الإنسان، لأن الوسواس بمنزلة الحديث۔

توضیح:

اور ہم جانتے ہیں کہ انسان میں اس کا نفس کیا کیا و سوسے ذات ہے۔
وَقَالَ قَرِينُهُ هَذَا مَالَدَى عَيْنِهِ (۲۳)۔

”قرینہ“= قرین الكافرین۔

اس کے ساتھی نے عرض کیا یہ جو میری سپردگی میں تھا حاضر ہے (تفہیم)۔
الْقِيَّا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَارٍ عَيْنِهِ (۲۴)۔

حکم ہو گا کہ ہر سر کش نا شکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔
قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ (۲۵)۔

”قرینہ“= قرین الكافرین، ما أطغىته = ما أطغىت الكافر۔

توضیح:

کافر کا ساتھی شیطان کہے گا کہ اے ہمارے پور دگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا
تحابلکہ یہ خود ہی رستہ ہے بھٹکا ہوا تھا۔

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا، ذَلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا
يَسِيرٌ (۲۶)۔

”عنہم“= عن الناس، وإن لم يتقدم لهم الذكر الصريح۔

توضیح:

جب زمیں پھٹے گی تو لوگ قبروں سے نکل کر تیز بھاگ رہے ہوں گے یہ حشر
ہمارے لئے بہت آسان ہے۔

۱۵- فاریات

إِنَّمَا تُوعَدُونَ لِصَادِقٍ، وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ، وَالسَّمَاءُ
ذَاتُ الْحُجْبَكِ، إِنْكُمْ لِفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ، يُؤْفَكُ عَنْهُ
مَنْ أُفِكَ (۹۳:۵).-

الف۔ ”عَنْهُ“ = عن الدين۔

توضیح:

دین سے وہی برگشته ہوتا ہے جو خود ہی برگشته ہو۔

ب۔ ”عَنْهُ“ = ما توعدون۔

انسانوں سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس سے وہی شخص برگشته ہوتا ہے جو خود ہی برگشته ہو۔

ج۔ ”عَنْهُ“ = عن القرآن۔

قرآن سے وہی پھیرا ہوا ہوتا ہے جو خود پھر ہوا ہو۔

د۔ ”عَنْهُ“ = عن الرسول۔

رسول سے وہی برگشته ہوتا ہے جو خود ہی برگشته ہے۔

امتناع:

آخری دو قول تخریج سے زیادہ ضمیر کی تشریح کھلانے کے متعلق ہیں۔

وَفِي السَّمَاءِ رَزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ، فَوَرَبَ السَّمَاءُ
وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌ مُّثْلَ مَا أَنْكُمْ تُنْطِقُونَ (۲۲:۲۲)۔

”إِنَّهُ“ = إن ما توعدون -

توضیح:

تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے۔

تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم جو وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ ایسا ہی قابل یقین ہے جس طرح تمہارا بات کرنا یقینی ہے۔

فَآخْرَ جُنَاحَ مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۳۵)۔

”فِيهَا“ = فی قری قوم لوط، ولم یجر ذکرہا الفرط شهر تھا۔

توضیح:

تو قوم لوط کے جن بستیوں میں مومن تھے ہم نے ان سب کو دہاں سے نکل کر محفوظ مقام پر پہنچا دیا۔

یادداشت:

اس کے بعد کی دونوں آیتوں میں ”فِيهَا“ = فی قری قوم لوط۔

فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ، إِنَّمَا لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ (۵۰)۔

الف۔ ”مِنْهُ“ = من الله۔

توضیح:

تم لوگ خدا کی طرف دوڑو میں اس کی طرف سے تم کو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

ب۔ ”مِنْهُ“ = من عذاب الله۔

..... میں اس کے عذاب سے تم کو صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔

وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أُخْرَ، إِنَّ لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ

● مُبِينٌ (۵۱)۔

”منہ“ = اس سے پہلی آیت والی دونوں تحریکوں کے علاوہ یہاں ایک تیرا احتمال یہ

ہے:

”منہ“ = من الشرک۔

یہ آیت کے پہلے جز یعنی قرینہ لفظی سے ظاہر ہے۔

..... اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو الله نہ بناؤ، میں تم کو شرک کی بدانجامی سے صاف صاف

آگاہ کرنے والا ہوں۔

● كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مَنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا

سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ (۵۲)۔

توضیح:

پہلے بھی رسولوں کو دیوانہ و جادوگر کہا جاتا رہا ہے، چنانچہ ان عربوں سے پہلے کی قوموں

کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے اس کی قوم نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔

● أَتَوَاصُوا بِهِ، بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ (۵۳)۔

”بِهِ“ = بتکذیب الأنبياء، وإن لم يجر له الذکر الصحيح.

توضیح:

کیا ان سب کافروں نے انبیاء کی تکذیب کرنے پر کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے؟

٥٢- طور

يَتَنَازَ عُونَ فِيهَا كَاسًا لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ (٢٣)۔

الف۔ ”فِيهَا“ = فِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ لَمْ يَتَقْدِمْ لَهَا ذَكْرٌ۔

توضیح:

متقیٰ لوگ جنت میں ایک دوسرے سے جام لے رہے ہوں گے، جنت میں بد کلامی ہو گی اور نہ بد مستی و بد کاری۔

ب۔ ”فِيهَا“ = (ثَانِي) کَاس = کأس شراب۔

عربی میں کأس و شراب دونوں ہی موتھ سماں ہیں۔

..... لے رہے ہوں گے کاسہ شراب لٹھانے والوں میں باہم وہاں بد گوئی ہو گی اور نہ بد مستی۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَصُ بِهِ رَبِّ الْمَنْوِنِ (٣٠)۔

”بِهِ“ = بالشاعر۔

توضیح:

کیا یہ منکرین قرآن کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے اس کے بارے میں ہم گردش لایاں سے آس لگائے رہتے ہیں کہ:

ایک نہ ایک دن اس پر آفت آئے گی یا یہ خود ختم ہو جائے گا۔

• **أَمْ يَقُولُونَ تَقَوْلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ (۳۳)**۔

”تَقَوْلَهُ“ = تَقْوِيلُ القرآن۔

توضیح:

کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص قرآن خود ہی گھڑایا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ ان کو ایمان لانا نہیں ہے۔

• **فَلَيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ (۳۴)**۔

”مِثْلِهِ“ = مثل القرآن۔

توضیح:

اگر یہ اپنے قول میں سچے ہیں تو قرآن جیسا کلام بنالائیں۔

• **أَمْ لَهُمْ سُلْطَنٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ، فَلَيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَنٍ مُبِينٍ (۳۸)**۔

”فِيهِ“ = فی السلم۔

توضیح:

یا ان منکرین خدا کے پاس کوئی جانی پہچانی شیر ہی ہے جس پر چڑھ کر آسمان سے باقیں سن آتے ہیں؟

٥٣ - بِحْم

• إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (٢)۔

”هُوَ“ = القرآن، وإن لم يجر لها ذكرٌ صريحٌ ولكنَّهُ وحْيٌ أُوحِيَ: وما ينطق عن الهوى ”إن“ نافيه۔

تَقْدِيرٌ: إن القرآن شيءٌ عن نفس النبيٍ ولكنَّهُ ظاهرٌ عن الله عَلَى النبيٍ۔

توضیح:

یہ قرآن تو اللہ ہی کا کلام ہے جو اس نے اپنے نبی پر نازل کیا، نبی اپنے جی سے کوئی بات نہیں سنارہا ہے۔

• وَهُوَ بِالْأَفْقِ الْأَعْلَى (٧)۔

”هُوَ“ = جبرئیلٌ، یہ فحوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور جبرئیلٌ آسمان کے اوپر کنارہ پر تھے۔

• اَفْتَمِرُونَهُ عَلَى مَايِرِي (١٢)۔

”تمارونَهُ“ = تمارونَ محمدًا۔

توضیح:

کیا محمد جو کچھ دیکھے ہیں تم اس میں ان سے جھگڑتے اور اس کا انکار کرتے ہو؟۔
وَلَقَدْ رَأَهُ نَزْلَةً أُخْرَى (۱۳)۔

الف۔ ”رَأَهُ“ = رأء جبرئیل۔

توضیح:

اور انہوں نے جبرئیل کو ایک اور بار بھی دیکھا۔

ب۔ ”رَأَهُ“ = رأء اللہ۔

اور انہوں نے اللہ کو ایک بار اور دیکھا۔

اللَّمُ الْذَّكَرُ وَلَهُ الْأَنْشِي (۲۱)۔

لہ = للہ۔

توضیح:

بشر کو اکیا تمہارے لئے توبیثی ہیں اور خدا کے لئے بیٹیاں۔

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمِيتُمُوهَا أَنْتُمْ وَابْناؤكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

بِهَا مِنْ سُلْطَنٍ، إِنْ يَتَبَعُونَ إِلَّا الظَّنُّ وَمَا تَهُوَى الْأَنفُسُ،

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى (۲۳)۔

”ہی“ = الأصنام، ”سَمِيتُمُوهَا“ = سَمِيتُمُوا الأصنام، ”بِهَا“ = الأصنام۔

توضیح:

وہ تو صرف نام ہی نام ہیں خدا نے تو ان کی کوئی سند نا زل نہیں کی (فتح محمد)۔

یہ دراصل کچھ نہیں ہیں مگر بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نازل نہیں کی (تفہیم)۔

”وَمَا لَهُمْ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظُّنُونَ“ (۲۸)۔

”بِهِ“ = بالقول۔

تو فتح:

حالانکہ انہیں ایسا کہنے کے لئے کوئی علم نہیں ہے۔

۵۳ - قمر

وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ هُزُدٌ وَجَرَّ (۲).

”هم“ = کافرین والمراد، قوم محمد ﷺ یہ دوسری ہی آیت: ”وَإِنْ يَرَوْا
آيَةً يَعْرِضُونَ وَيَقُولُوا سُحْرٌ مُّسْتَمِرٌ“ یعنی ”یَرَوَا“ کی ضمیر مستتر سے بالمعنی ظاہر ہے۔
ترجمانی: اور اگر کافر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو وہ کافر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ
جادو تو بار بار ہوتا رہتا ہے۔

توضیح:

ان لوگوں، (کافروں) کو بچھلی قوموں کے وہ حالات معلوم ہو چکے ہیں جن میں
احکام خداوندی سے سرکشی کی بذاتی سے عبرت حاصل کرنے کا سامان موجود ہے۔

وَلَقَدْ تَرَكَنَهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُّذَكَّرٍ (۱۵).

الف۔ ”ها“ = ذات الواح و دُسْرٌ = سفينة۔

توضیح:

اس کشتم کو ہم نے ایک نشان بنایا کہ چھوڑ دیا۔

ب۔ ”ها“ = العاقبة = العقوبة۔

اس سزیا نقیل کو ہم نے ایک نشان عبرت بنایا۔

وَلَقَدْ رَأَوْدُوا عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسُنا آغْنِيَّهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي
وَنُذِرَ (٣٧) .

”رَأَوْدُوا“ = راودوا لوط، ”ضَيْفِهِ“ = ضيف لوط۔

توضیح:

پھر ان لوگوں نے لوط کو اس کے اپنے مہمانوں کی حفاظت سے باز رکھنے کی کوشش کی۔

٥٥- رِحْمَن

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ (۲۳)۔

”لَهُ“ = لِلَّهِ، فَخَوَاءَ کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اور کشمیاں بھی اللہ کی ہیں جو سمندر میں جھنڈوں کی طرح اوپری اٹھی ہوئی ہیں۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانِ، وَيُبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلِيلِ
وَالْأَكْرَامِ (۲۷، ۲۶)۔

”عَلَيْهَا“ = عَلَى الْأَرْضِ۔

توضیح:

ہر چیز جو زمین پر ہے فنا ہونے والی ہے۔

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي
شَانِ (۲۹)۔

”يَسْأَلُهُ“ = يَسْأَلُ الرَّبَّ، هُوَ اللَّهُ = الرَّبُّ۔

توضیح:

ز میں اور آسمان جو بھی ہے ہر ایک اپنی اپنی حاجتیں اپنے رب سے مانگ رہا ہے، اللہ ہر آن نئی شان میں ہے۔

• **فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌ (۳۹)** یُعْرَفُ
الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَهُمْ (۴۱)۔

”ذَنْبِهِ“ = ذنب الإنسان۔

تقریر: لَا يُسْأَلُ إِنْسٌ عَنْ ذَنْبِهِ وَلَا جِنٌ عَنْ ذَنْبِهِ۔

توضیح:

اس روز کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہوگی اور نہ کسی جن سے گناہ گار اپنے چہرہ سے ہی پہچان لئے جائیں گے۔

• **فِيهِنَّ قَصْرَاثُ الظَّرْفِ لَمْ يَطْمِثُهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا
جَانٌ (۵۱)**۔

الف۔ ”فِيهِنَّ“ = فی الفرش، قَبْلَهُمْ قبل أهل الجنۃ۔

توضیح:

ان میں تھی نگاہ والیاں ہیں، جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔

ب۔ ”فِيهِنَّ“ = فی منازل الجنۃ۔

اور جنت کی منزلوں (اور مقاموں) میں تھی نگاہ والیاں ہوں گی انہیں۔

وَمِنْ دُوِنِهِمَا جَنَّتَنِ (۶۲)۔

”دُونِهِمَا“ = دون الجنتین جنتان۔

توضیح:

ان دو باغوں کے علاوہ باغ اور ہوں گے۔

فِيهِنَّ خَيْرَتٌ حِسَانٌ (۰۷) :

”فِيهِنَّ“ = فی منازل الجنتین مضاف مخدوف۔

ان دونوں جنتوں کے متعدد مقاموں میں نیکو سیر و زیارت بیویاں ہوں گی۔

۵۲-واقعہ

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُخَلَّدُونَ، بَاكُوا بِوَابَارِيقَ، وَكَاسٍ
مِنْ مَعِينٍ، لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزَفُونَ (۱۹۷۰ءے)۔

”عنها“= عن الكأس، الكأس المملوء من الشراب۔
کاس عربی میں موئٹ سائی ہے۔

توضیح:

اہل جنت کے لئے ہمیشہ حاضر ہنے والے (خدمت گار) موجود ہوں گے وہ آخرے
اور کوزے اور تھری شراب کے ساغر لئے اہل جنت کے اروگرد گھومتے رہیں گے، اس
شراب کے پینے سے ان کا سر چکرائے گا اور ان کی عقل میں فتور آئے گا۔

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغُواً وَلَا تَأْثِيمًا (۲۵)۔

”فیہا“= فی الجنۃ= فوائے کلام سے ظاہر ہے۔

توضیح:

مقرر ہیں خدا جنت میں کوئی ناشاستہ بات کہیں گے اور نہ بیہودہ گفتگو سننے میں
آئے گی۔

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً، فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا (۳۴، ۳۵)۔

الف۔ ”هُنَّ“ = المؤمنات، وإن لم يجر لها ذكر صريح۔

توضیح:

مومن عورتوں کو ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور انہیں باکرہ بنادیں گے۔

ب۔ ”هُنَّ“ = الحور کیوں کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

توضیح:

ہم نے ان سب حوروں کو بہت ہی خوب اور کنواری بنایا ہے۔

ج۔ ”هُنَّ فَرْشٌ مِّرْفُوعَةٌ۔

مطلوب شاید یہ ہو کہ

ایسے اونچے اونچے فرش جو ہر حیثیت سے ملتے ہوں۔

انتباہ:

آخری تخریج بعید از صواب معلوم ہوتی ہے والعلم عند الخیر۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيَّهَا الظَّالِمُونَ الْمُكَذِّبُونَ، لَا إِكْلُونَ مِنْ شَجَرٍ
مِّنْ زَقُومٍ، فَمَا لِلُّؤْنَ مِنْهَا الْبُطُونَ، فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ
الْحَمِيمِ (٥٣ تا ٥٤)۔

”منہا“ = من شجرة الزقوم ”علیه“ = علی الاکل۔

توضیح:

پھر تم اے جھلانے والے گراہو تھوہر کے درخت سے کھاؤ گے اور اسی کی

خوارک سے پہنچو گے اور اس غذا پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔

وَإِنَّهُ لَقَسْمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ، إِنَّهُ لِقُرْآنَ كَرِيمٍ (۲۷، ۲۸)۔

تقدیر: اُفْسِمُ بِمَوْاْقِعِ النَّجُومِ إِنْ هَذَا الْوَحْيُ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ لَيْسَ بِسُحْرٍ۔

یہ ایک عظیم الشان وحی ہے یہ بلند پایہ قرآن ہے (ساحری نہیں ہے)۔

توضیح:

میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے موقع کی اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے۔

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبَصِّرُونَ (۸۵)۔

”إِلَيْهِ“ = إلى المحتضر = مرنے کے قریب شخص۔

توضیح:

قریب مرگ شخص سے بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ قریب ہیں۔

تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِينَ (۸۷)۔

”هَا“ = النفس أى الروح۔

توضیح:

اگر تم کسی کے مکحوم نہیں ہو اور اپنے اسی خیال میں سچے ہو تو مرنے والے کی نکتی ہوئی جان کدو اپس کیوں نہیں لاتے؟

۵۔ حدید

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قُرْضاً حَسَنَا فَيُضِعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ
كَرِيمٌ (۱۱)۔

دیکھئے: بقرہ (۲۳۵) آیت۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفَقِتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا
نَقْبِسٌ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَ كُمْ فَالْتَّمِسُوا
نُورًا، فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ
وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ (۱۲)۔

الف۔ ”لَهُ“ = للسور، ”بَاطِنُهُ“ = باطن الباب، ”فِيهِ“ = في الباطن، ”ظَاهِرُهُ“
ظاهر الباب، ”قِبَلِهِ“ = قبل الظاهر۔

توضیح:

اس روز منافق مردوں اور عورتوں کا یہ حال ہو گا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے:
ذر اہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے فائدہ اٹھائیں، مگر ان سے کہا جائے گا تیچھے
ہست جاؤ اپنا نور کہیں اور تلاش کرو، ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی، دیوار
میں ایک دروازہ ہو گا، دروازہ کے اندر کی جانب رحمت ہو گی اور دروازہ کے باہر کی جانب
عذاب ہو گا۔

ب۔ ”بَاطِنُهُ“ = باطن السور، ظاهرُ السُّور -

..... ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی دیوار میں ایک دروازہ ہو گا، دیوار کے اندر کی جانب رحمت ہو گی، اور دیوار کے باہر کی جانب عذاب ہو گا۔

• **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّدِيقُونَ،
وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ، لَهُمْ أَجْرٌ هُمْ وَنُورٌ هُمْ.....” (۱۹)۔**

الف۔ والشهداء کا دعا عاطفہ، صدیقونَ معطوف علیہ، رَبِّهِمْ وَلَهُمْ وَأَجْرٌ هُمْ، وَنُورٌ هُمْ جملہ ضمیروں کا مرجن صدیق و شهداء ہے۔

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی اپنے رب کے نزدیک صدقیق و شہید ہیں ان سب کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔

ب۔ اگر صدقیقین پر وقف کیا جائے تو:

والشهداء نیا جملہ ہو گا ”شهداء مبتداء، عند رَبِّهِمْ“ خبر اور لهم ”اجْرٌ هُمْ مبتداء“ اور خبر، یہ جملہ شهداء کی خبر، اس صورت میں جملہ مجرم و ضمیروں کا مرجن صرف شهداء ہو گا۔

مطلوب یہ کہ: جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں پورے پورے کے سچے ہیں یعنی ابہائی پختہ یقین رکھنے والے ان سے بڑھ کر اور کوئی قوی الایمان نہیں ہوتا اور جو شهداء ہیں حق کی گواہی دینے والے ہیں ان کے رب کے یہاں ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔

• **مَا آصَابَ مِنْ مُصِيَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي
كِتْبٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنَزَّلَاهَا، إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۲۲)۔**

”نُزَّلَاهَا“ = نُورَةُ الْمُصِيَّةِ۔

تو پڑھ:

مصیبت خواہ زمین میں آئے خواہ تمہاری جان پر پڑے غرض کوئی مصیبت ایسی

نہیں ہوتی کہ ہمارے اس کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ایک کتاب میں درج نہ ہو۔

انتباہ:

یہاں زمین اور نفس کا ذکر ضمناً ہے، اس لئے ضمیر کا مرتع "النفس" یا "ارض" بتانا بعید از صواب ہے، البتہ لفظوں کا خیال کئے بغیر معنی کے لحاظ سے "بَرَاءَهَا" سے نبراء الخلوقات سمجھنا مادرست نہیں معلوم ہوتا۔

• "ثُمَّ قَفِّينَا عَلَى أَثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفِّينَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمْ وَأَتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَافِةً وَرَحْمَةً" الخ (۷۲)۔

"أَثَارِهِمْ" = اثار ذریۃ نوح و ابراہیم۔

الف۔ اتَّبَعُوهُ = اتَّبَعُوا عیسیٰ ابن مریم۔

توضیح:

پھر توخ و ابراہیم کی آل و اولاد کے بعد ہم نے پئے درپیٹ کئی پیغمبر بھیج اور ان کے بعد مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا اور عیسیٰ کو انجلی عطا کی اور جن لوگوں نے عیسیٰ ابن مریمؑ کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں رافت و رحمت ڈال دی۔

ب۔ اتَّبَعُوهُ = اتَّبَعُوا الإنجيل۔

..... اور جن لوگوں نے انجلی کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں رافت

ورحمت ڈال دی۔

۵۸- مجادلہ

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِّرُوا كَمَا كُبِّرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلَنَا آيَتِ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكُفَّارِينَ عَذَابٌ مُهِمٌِّ (۵)۔
”قَبْلِهِمْ“ = قبل محادی اللہ ورسولہ۔

توضیح:

جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اسی طرح ذیل کے جائیں گے جس طرح ان مخالفوں سے پہلے کے ان لوگوں کو ذیل کیا گیا جو انہیں کی طرح خدا اور اس کے رسول کے مخالف تھے۔

• يَوْمَ يَعْثِمُ اللَّهُ جَمِيعًا فِينَبِئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا أَخْصَنَهُ اللَّهُ وَنَسْوَةٌ، وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۶)۔
”يَعْثِمُهُمْ“ = يَعْثِثُ الناس، ”ينبِئُهُمْ“ = يُبَيِّنُ الناس۔

توضیح:

جس دن خدا مومنوں، مشرکوں و کافروں سب کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا اور ان کو وہ سب کچھ بتا دے گا جو وہ کر چکے تھے، وہ بھول گئے ہیں، مگر اللہ نے ان کا سب کیا کرایا محفوظ رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر شاہد ہے۔

٥٩ - حشر

”وَالَّذِينَ جَاءُ وْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلَا خُوايْنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلَّا لِلَّذِينَ أَمْنُوا“ (١٠)۔

”مِنْ بَعْدِهِمْ“ = من بعد المهاجرين تبؤ الدار۔

توضیح:

اور جو مال خدا نے اپنے پیغمبر کو قریوں کے باشندوں سے دلو لیا ہے، وہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان لوگوں (مهاجرین و انصار) کے بعد آئے ہیں جو دعا کرتے ہیں ہمارے ہمارے پور دگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ معاف فرمائوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ تہ پیدا ہونے دے۔

٤٠ - مُمْكِنَة

يَا يَهُا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَخَلُّوْا عَدُوِّي وَعَدُوُّكُمْ أَوْلَيَاءٌ
تُلْقُوْنَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ
يُخْرِجُوْنَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ، إِنْ
كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلٍ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسْرُونَ
إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ، وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفِيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ، وَمَنْ
يَفْعَلُهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ (١)۔

”يَفْعَلُهُ“ = يفعل اتخاذ عدو الله ولئ = سياق سابق سے ظاہر ہے۔

توضیح:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کے ساتھ دوستی کی طرح ذاتی ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ ان کے ماننے سے انکار کر پکے ہیں وہ رسول کو اور تم کو اس بناء پر جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے ہو، تم ان کو پوشیدہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو جو کچھ تم مخفی طور پر اور کھلے طور پر کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے تم میں سے جو کوئی اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنائے گا وہ سیدھے رستہ سے بھٹک گیا۔

لَقَدْ كَانَ لُكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ لَمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ

الآخر، وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (٦)۔

”فِيهِمْ“ = فی ابراهیم و اصحابہ اس سے پہلی کی عبارت ”کانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ“ سے ظاہر ہے۔

تو ضیح:

ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کے طرز عمل میں تمہارے لئے اور ہر اس شخص کے لئے اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور روز آخرت کے آنے پر امید رکھتا ہے۔

• ”عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوَدَّةً“ (٧)۔

”مِنْهُمْ“ = من معاندی المونین۔

تو ضیح:

اے مومنوا! بعید نہیں کہ اللہ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت پیدا کر دے جن سے آج تم ایمان کی خاطر دشمنی رکھتے ہو۔

۲۱۔ صرف

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينُ الْحَقِّ لِيُظَهِّرَ عَلَىٰ
الَّذِينَ كُلَّهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ (۹)۔
وَكَيْفَ يَعْلَمُنَّا سُورَةُ فُتْحٍ كَيْ آیَتٍ (۲۸) فَقَرْهَ (۳)۔
وَآخِرِيٍ تُحْبُّونَهَا، نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفُتْحٌ قَرِيبٌ، وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِينَ (۱۳)۔

توضیح:

ب۔ ”تُحِبُّونَهَا“ = تحبون التجارة اگر اس سے پہلے کی دسویں آیت ”هَلْ
أَذْلَكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ“ میں آئے ہوئے لفظ ”تجارت“ پر معطوف ہوتا
ہے مونا! تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو عذاب سے نجات دے، نیز ایک اور
تجارت بتاؤں جس کو تم پسند کرو، یعنی:

اللَّهُ كَمَا حَمَّىٰ نَصْرَتْ بِشَرِّ طِيكَهُ تَمْ بھی اس کی نصرت کرو، ”إِنَّ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرُكُمْ“۔

الف۔ ”تُحِبُّونَهَا“ = تحبون الخصلة والخلة۔

یہ اس صورت میں کہ واؤ مستانفہ ہو۔

اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو اللہ تھہیں وہ بھی دیدے گا۔

یعنی اللہ کی نصرت، اور عنقریب حاصل ہونے والی فتح۔

۶۲ - جمیعہ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتَلَوَّ عَلَيْهِمْ أَيْتَهُ
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيَعْلَمُهُمُ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ، وَإِنْ كَانُوا مِنْ
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۲)۔

توضیح:

وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے محمد ﷺ کو پیغمبر بنانکر بھیجا جو
ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے ہیں اور خدا کی کتاب اور دانائی
سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے یہ ان پڑھ لوگ کھلی گرا ہی میں تھے۔

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ، وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۳)۔

”منہم“ = مِنَ الْأُمَمِ المؤمنین، ”بِهِمْ“ = بِالْأُمَمِینَ پہلی آیت سے مربوط
ہونے کی وجہ سے مرجع صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

اور ان امیوں میں سے اور لوگوں کی طرف بھی انہیں (محمد) کو پیغمبر بنانکر بھیجا ہے
جو ابھی مومنوں سے نہیں ملے، اور اللہ عزیز و حکیم ہے۔

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْلَهُوا نِفَاضًا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا،

قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ الْأَنْوَارِ وَمِنَ التَّجَارَةِ، وَاللَّهُ خَيْرٌ
الرَّزِيقِينَ (۱۱)۔

”انفَضُوا إِلَيْهَا“ = إلى التجارة، اگرچہ یہ پیغمبر سے فرمی اس نہیں ہے۔

توضیح:

اور جب انہوں نے تجارت یا کھیل تماشہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تجارت (سوداگری) کی طرف دوڑپڑے اور تمہیں کھڑا کھڑا چھوڑ دیا۔

۲۳۔ مہنا فقون

وَلَنْ يُؤْخِرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا، وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۱۱)۔

”أَجَلُهَا“ = أَجَلُ النَّفْسِ۔

توضیح:

اور جب کسی نفس (جان) کا وقت آ جاتا ہے تو خدا اس کو ہرگز ڈھیل نہیں دیتا۔

شرح:

اس کو یہ بھی خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتی کر دی جائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں، تب تم کیسے عمل کرو گے، وہ سب کی اندر وہی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے، اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔ (مولانا شبیر احمد عثمانی)۔

۶۳-تغابن

ذَلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشِّرْ
بِهِدْوَنَا، فَكَفَرُوا وَتَوَلُّوا وَأَسْتَغْفِنِي اللَّهُ، وَاللَّهُ غَنِيٌّ
حَمِيدٌ (۶)۔

”إِلَهٌ“ = إن انسان۔

توضیح:

کافروں کو عذاب دیا گیا اور اس لئے کہ:
حقیقت حال یہ تھی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلائی کھلائی دلیلیں اور نشانیاں
لے کر آتے رہے تھے، مگر انہوں نے کہا: کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ اس طرح انہوں
نے ماننے سے انکار کر دیا، اور منہ پھیر لیا، تب اللہ بھی ان سے بے پرواہ ہو گیا اور اللہ تو ہے
ہی بے نیاز۔

٢٥ - طلاق

”فِإِذَا بَلَغُنَّ أَجْلَهُنَّ فَامْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ“ الخ (٢)۔

”أَجْلَهُنَّ“ = أجل المطلقات۔

توضیح:

پھر جب مطلقة عورتیں انقضائے عدت کے قریب یہو نجی جائیں تو یا تو ان کو اچھی طرح زوجیت میں رہنے دویا اچھی طرح سے علاحدہ کرو۔

• اسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُونَ لِتُضِيقُوا عَلَيْهِنَّ، وَإِنْ كَنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَانفَقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضْعُنَ حَمْلَهُنَّ، فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ، فَأُنْوَهُنَّ أُجُورَهُنَّ، وَاتَّمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاشَرُتُمْ فَسَرْضِعُ لَهُ أُخْرَى (٢)۔

”لَهُ“ = للولد، و إن لم يجرله الذكر الصريح۔

توضیح:

طلاق شدہ عورتوں کو ان کی عدت کے زمانے میں ایسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو

جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں مل جائے اور انہیں تک کرنے کے لئے انہیں نہ ستاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک کہ ان کا وضع حمل نہ ہو جائے، پھر اگر وہ تمہارے لئے نو مولود کو دودھ پلا میں تو ان کو ان کی دودھ پلاتی کی اجرت دو، اور بھلے طریقہ سے دودھ پلانے کا معاملہ طے کرو، لیکن اگر تم نے ایک دوسرے کو مشکلوں میں ڈالا تو نو مولود کو کوئی دوسری عورت دودھ پلانے گی۔

• ”لَا يَكْلُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا أَتَاهَا“ الخ (۷)۔

”ہَا“ = النفس۔

توضیح:

اللہ نے جس نفس کو جتنا کچھ دیا ہے اس سے زیادہ کا اس نفس پر بار نہیں ڈالتا۔

٢٦ - تحریم

وَإِذَا أَسْرَ النَّبِيَّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا، فَلَمَّا نَبَاتَ بِهِ
وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَغْرَضَ عَنْ بَعْضِهِ، فَلَمَّا
نَبَأَهُابِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا، قَالَ نَبَانِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (٣)۔
”نَبَاتُ بِهِ“ = بِالْحَدِيثِ ”أَظْهَرَهُ“ = أَظْهَرَ الْحَدِيثَ ”عَلَيْهِ“ = عَلَى مُحَمَّدٍ
”بَعْضَهُ“ = بَعْضُ الْحَدِيثِ، ”نَبَأَهُابِهِ“ = نَبَاءُ النَّبِيِّ زَوْجِهِ بِالْحَدِيثِ۔

توضیح:

اور یاد کرو جب پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی تو بیوی نے وہ راز
کی بات دوسری بیوی کو بتا دی جب اس نے اس راز کی بات کو افشا کی تو خدا نے اس افشار راز
سے اپنے پیغمبر کو آگاہ کر دیا تو پیغمبر نے اس بیوی کو کچھ بات بتائی اور کچھ نہ بتائی، درگذر سے
کام لیا تو جب پیغمبر نے اسے افشاء راز کی بات بتائی تو وہ پوچھنے لگیں کہ آپ کو اس بات کی
کس نے خبر دی؟ پیغمبر نے کہا مجھے اس نے بتایا جو خوب جانے والا اور خبردار ہے۔

إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَفَتْ قُلُوبُكُمْ، وَإِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ
فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَهُ وَجِرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَكَةُ
بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (٣)۔

”عَلَيْهِ“ = عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ، مَوْلَهُ = مَوْلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٌ الْمَسِيحُ۔

توضیح:

اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہے کیوں کہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے مظاہر کیا تو جان رکھو کہ یقیناً اللہ ہی پیغمبر کا والی ہے اور جریل اور سب مومنین صالحین بھی، نیزان کے علاوہ جملہ فرشتے بھی پیغمبر کے مد دگار ہیں۔

• عَسَىٰ رَبُّهُ أَنْ طَلَقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مُّنْكَنَّ
مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَنِيتِ تَبَيْتِ عَبِدَاتٍ سَيِّختِ شَيَّبَتِ
وَأَبْكَارًا (۵)۔

”رب“= رب النبی، بدل= بدل النبی۔

توضیح:

اگر پیغمبر تم کو طلاق دیدیں تو عجب نہیں کہ پیغمبر کا پروردگار تمہارے بدالے ان کو تم سے بہتر نہیں دیدے۔

۲۷۔ ملک

وَأَسِرُوا قَوْلَكُمْ أَوْ اجْهَرُوا بِهِ، إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (۱۳)۔

”بِهِ“ = بالقول، ”إِنَّهُ“ = إن الله۔

توضیح:

اگر تم لوگ بات چپکے چپکے پوشیدہ طور پر کرو یا باواز بلند کرو اللہ دل کے بھیدوں سے خوب واقف ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي هَنَاءِ كِبِيرًا

وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ (۱۵)۔

”رِزْقِهِ“ = رزق الله، ”إِلَيْهِ“ = إلى الله۔

توضیح:

الله ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم کیا تو زمین کی راہوں میں چلو پھر و اور خدا کا دیار رزق کھاؤ اور تم کو اسی کے پاس جاتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوَقُهُمْ صَفَقَتْ وَيَقْبِضُنَ، مَا يُمْسِكُهُنَّ

إِلَّا الرَّحْمَنُ، إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ (۱۹)۔

”إِنَّهُ“ = إن الله۔

توضیح:

کیا انہوں نے اپنے سروں پر اڑتے جانوروں کو نہیں دیکھا جو پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو سیکڑ بھی لیتے ہیں، رحمٰن کے سوا نہیں کوئی نہیں تحام سکتا، بے شک اللہ ہر چیز کو بخوبی دیکھ رہا ہے۔

• **أَمْنٌ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ، بَلْ لَجُوا فِي عُتُونَّةٍ وَنُفُورٍ (۲۱)۔**
”رِزْقَهُ“ = رزق اللہ۔

توضیح:

اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو وہ کون ہے جو تم سب کو رزق دے، مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے بلکہ نفرت اور سرکشی پر مجھے ہوئے ہیں۔

• **فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيَّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَعُونَ (۲۷)۔**

”رَأَوْهُ“ = روا اما وعدوا من الحشر، اسی طرح ”بِهِ“ = بال وعد۔

آیت (۲۲) ”ذر أَكْمَ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تَحْشِرُونَ“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

جب لوگ وہ وعدہ دیکھ لیں گے کہ قریب آگیا ہے تو قرآن کا انکار کرنے والوں کے چہرے نہ رہے ہو جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی وعدہ ہے جس کے تم خواستگار تھے اور پوچھتے تھے کہ کب آئے گا؟۔

٢٨ - قلم

إِنَّا بَلَوْنُهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ، إِذْ أَقْسَمُوا
لِيَضْرِبُنَّهَا مُضْبِحِينَ، وَلَا يَسْتَشْتُونَ، فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ
مِّنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ (٧١٦٣)۔

”بلونهم“ = بلوناً أهل مكة ومن حولها، ”يضرنها“ يضر من الجنة
طاف عليها، طاف على الجنة۔

توضیح:

ہم نے اہل مکہ کی اسی طرح آزمائش کی جس طرح باغ والوں کی آزمائش کی تھی جب باغ والوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ صبح ہوتے ہم اس باغ کا بار اتار لیں گے انہوں نے اپنے گروہ میں کسی اور کو شرہ کی تقسیم میں شامل نہیں کیا، سو وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے راتوں رات اس پر ایک آفت پھر گئی۔

أَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ (٢٣)۔

”لایدخلنها اليوم“ = لا یدخلن الجنۃ۔

توضیح:

آج یہاں اس باغ میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے۔

عَسْنِي رَبُّنَا أَنْ يُدِلَّنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا رَاغِبُونَ (۳۲)۔

”منها“ = من الجنۃ۔

توضیح:

امید ہے کہ ہمارا پروردگار ہمیں اس باغ سے بہتر باغ عنایت فرمائے۔

سَلَّهُمْ أَيُّهُمْ بِذَلِكَ رَاعِيْم (۳۰)۔

توضیح:

اے نبی ان کا فروں اور مشرکوں سے پوچھو! تم میں کون اس کا خاص من ہے کہ انہیں وہ کچھ ملے گا جس کا وہ حکم لگائیں۔

یہاں سے آگے آیت (۳۷) تک ہر جگہ ضمیر نہ کر غائب کا مر جمع رسول و قرآن ہے۔

وَإِنْ يَكُادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزِلُّقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الدُّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ (۵۱)۔

”انہ“ = ان محمد۔

توضیح:

اور جب یہ کافر لوگ نصیحت کی بات سنتے ہیں تو تمہیں ایسی نظریوں سے دیکھتے ہیں گویا وہ تمہیں اپنی نظریوں سے تم کو اپنی جگہ سے پھسلا دیں اور کہتے ہیں یہ شخص ضرور دیوانہ ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (۵۲)۔

”ہو“ = الذکر یعنی قرآن۔

توضیح:

یہ بے شکی بات نہیں ہے، بلکہ یہ قرآن تو سارے عالم کے لئے ایک نصیحت و آگاہی ہے۔

٦٩ - حافظہ

وَأَمَا عَادٌ فَأَهْلِكُوا بِرِبْعٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (۶) سَخَرُوهَا
عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمْنَيَةً أَيَّامٍ، حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا
صَرْعَى كَانَهُمْ أَعْجَازٌ نَحْلٌ خَاوِيَةٍ (۷)۔

”سَخَرُوهَا“ = سخر الله الريح.

الف۔ ”فِيهَا“ = في تلك الأيام والليالي۔

توضیح:

قوم عاد کا تیز طوفانی آندھی کے ذریعہ سیلانس کر دیا گیا، خدا نے اس تیز طوفانی آندھی کو ان لوگوں پر سات رات اور آٹھ دن تک مسلط کئے رکھا، تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہ لوگ ایک مدت سے اس طرح پچھڑے ہوئے مرے پڑے ہیں جیسے بکھور کے کھوکھلے تھے ہوتے ہیں۔

ب۔ ”فِيهَا“ = قی دیارها۔

..... دیکھتے کہ وہ لوگ اپنی بستیوں میں اس طرح پچھڑے اتھ۔

ج۔ ”فِيهَا“ = فی الجهات۔

..... وہ لوگ طوفانی ہواں کے بھکڑے بکھر کر ادھر اور ہر پڑے ہیں۔

د۔ ”فِيهَا“ = فی الريح۔

..... وہ لوگ ہوا میں اتھ۔

آخری تحریق بعید از قیاس و قریب از خطاء ہے۔

إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ
تَذَكِرَةً وَتَعِيهَا أُذْنٌ وَاعِيَةً (١٢، ١١). ●

الف۔ ”نجعلها“ = نجعل الفعلة الحادثة، تعيها تعنى الفعلة۔

توضیح:

اور جب پانی طغیانی پر آیا تو ہم نے نوح اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں سوار کر لیا تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لئے یادگار بنائیں اور یاد رکھنے والے کافیں اس واقعہ کو یاد رکھیں اور اس سے عبرت حاصل کریں۔

”نجعلها“ = نجعل کی تحریک ”الجاریة“ یعنی ”السفينة“ سے کرنے میں ضائقہ میں تنفس لازم آتی ہے اور یہ اس سیاق میں اقرب الی الصواب نہیں معلوم ہوتی۔ مقابلہ صحیح سورۃ قمر کی آیت (۱۵) فقرہ (۱)۔

وَأَنْشَقَتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ، وَالْمَلَكُ عَلَى أَرْجَائِهَا
وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمْنَيَةً (۱۷، ۱۶)۔ ●

”أرجائے ہا“ = ارجاء السماء، فوْقَهُمْ = الملك یعنی الملائکۃ۔
الملك یہاں غالباً بطور اسم جنس استعمال ہوا ہے۔

توضیح:

روز قیامت آسمان پھٹ پڑے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی، فرشتے آسمان کے اطراف میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اس روز تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

”علی ارجائہا“ سے مراد ”علی ارجاء الارض“ لینا اور یہ کہنا کہ فرشتے زمین پر اتر کر اس کو ہر طرف سے سنبھالے رکھیں گے اور فوقہم سے فوق اہل القیامہ کہنا مشابہ

آیت کو مکمل آیت میں تبدیل کرنے کی کوشش معلوم ہوتی ہے۔
اگر یہ بات صحیح ہو تو اس سے ۶

این سخن را نیست پایاں و فراع
اور بالآخر ۶

ہر دلیلے بے نتیجہ ہر سخن بے اثر
یلیتھا کائیت القاضیة (۲۷)۔

الف۔ ”لیتھا“ = لیت الموتہ۔

توضیح:

اے کاش موت ابد الاباد کے لئے میرا کام تمام کر جھلی ہوتی۔
ب۔ ها، الحالۃ۔

اے کاش میری پچھلی حالت ہی ہمیشہ رہتی اور میں دوبارہ زندہ نہ ہوتا۔
ج۔ ها: الحیاة الدنیا۔

اے کاش میری دنیوی زندگی ہمیشہ رہتی۔

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ (۳۳)۔

”إِنَّهُ“ = إن من أُوتَى کتابہ بشمالہ۔

توضیح:

وہ شخص جس کا نامہ اعمال اس کے با میں ہاتھ میں دیا گیا اللہ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَّا حَمِيمٌ (۳۵)۔

”لَهُ“ = لمن لم یؤمن بالله۔

توضیح:

وہ شخص جو اللہ پر ایمان نہیں لایا آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں۔

وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غُسْلِينَ (۳۶)۔

توضیح:

یہاں اس کے لئے صرف گندی بدبو دار دھوون ہے۔

لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ (۷۳)۔

”یاًكُلَّهُ“ = یاًكُلُّ الغَسَلِينَ۔

توضیح:

یہ دھوون خطاکار ہی کھائیں گے۔

إِنَّهُ لِقَوْلِ رَسُولٍ كَرِيمٍ (۳۰)۔

”إِنَّهُ“ = إن القرآن۔

توضیح:

بے شک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

نسبت القول إلى الرسول، لأنَّهُ تاليه ومُبلغه والعامل به۔

وَمَا هُوَ بِقُولٍ شَاعِرٍ، فَلَيْلًا مَا تُؤْمِنُونَ (۳۱)۔

”هُوَ“ = القرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن کسی شاعر کا قول نہیں ہے۔

لَا تَخْذُلَنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (۳۵)۔

”مِنْهُ“ = مِنَ الرَّسُولِ۔

توضیح:

اگر یہ شخص ہمارے طرف سے کوئی جھوٹ بات بنالاتا تو ہم اس شخص کا داہنا باتھ پکڑ لیتے۔

• ثمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتَيْنَ (۳۶)۔

”منہ“ = من الرسول۔

پھر اس کی گردن کی رگ کاٹ ڈالتے۔

• فَمَا مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٌ عَنْهُ حِجَزِينَ (۳۷)۔

”عنه“ = عن الفعل وهو القتل۔

توضیح:

پھر تم میں سے کوئی ہمیں ایسا کرنے، (اس کو قتل کرنے) سے روکنے والا نہ ہوتا۔

• وَإِنَّهُ لَتَذَكِّرَةً لِلْمُتَّقِينَ (۳۸)۔

”إِنَّهُ“ = إن القرآن۔

توضیح:

اور قرآن تو پہیز گاروں کے لئے ایک نصیحت ہے۔

• وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ، وَإِنَّهُ لَخَسْرَةٌ عَلَى الْكُفَّارِينَ (۵۰، ۳۹)۔

”إِنَّهُ“ = إن التکذیب مر جمع فحوائے کلام سے صاف عیاں ہے۔

توضیح:

اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض قرآن کا انکار کرتے اور اس کو جھپٹلاتے ہیں
یہ جھپٹانا یوم قیامت کافروں کے لئے موجب حسرت ہو گا۔

وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ (۵۱)۔

”انہ“ = ان القرآن۔

توضیح:

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ قرآن برحق اور قابلِ یقین ہے۔

٤۔ معارج

تَعْرُجُ الْمَلَكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ
خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةً (۲)۔

”إِلَيْهِ“ = إلى الله، مِقْدَارُهُ = مقدار اليوم۔

توضیح:

فرشته اور روح صاحب درجات کی طرف ایک دن کی مدت میں چڑھیں گے جس کی مقدار (تمہارے حاب سے) پچاس ہزار برس ہو گی۔

انتباہ:

ضمیر زیر غور کا مرتع ”الْمَكَانُ الَّذِي هُوَ مَحْلُ الْمُلَائِكَةِ“ بتاتا یا ”إِلَى عَرْشِ
اللَّهِ“ بتاتا غیر ضروری تکف معلوم ہوتا ہے عربی میں میں اس کی گنجائش نظر نہیں آتی، والعلم
عند الخبیر۔

إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (۶)۔

إنَّ الْكَافِرُونَ يَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةَ بَعِيدًا ضمیر منصوب کا اسم مذکور نہیں ہے، لیکن
بیان صاف بتارہا ہے کہ اس کا مرتع ”یوم القيامة“ ہے۔

توضیح:

قیامت کے دن کا آنا کافروں کی نگاہ میں دور ہے۔

يَبْصِرُونَهُمْ، يَوْمُ الْمُجْرُومُ لَوْ يَفْتَدِيٌ مِّنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ
بَيْنَهُ (۱۱)۔

”هم“ = الناس۔

یَبْصِرُونَ بَصِيرَةً مُبْهَلَةً ہے، ”هم“ ایسا مفعول ہے جس کا فاعل لفظوں میں مذکور
نہیں۔

تقدير: يَبْصِرُ اللَّهُ النَّاسُ۔

روز قیامت سب انسان کو اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو دیکھائے گا۔

شرح:

ایسا نہ ہو گا کہ لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہے ہوں گے، اس لئے وہ ایک
دوسرے کو نہیں پوچھ رہے ہوں گے، ہر ایک دیکھ رہا ہو گا کہ دوسرے پر کیا گزر رہی ہے
مگر ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہو گی۔

انتباہ:

ضمیر ہر چند کے عام ہے مگر سیاق و سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت
کافروں اور مشرکوں کی ہو گی یا پھر گناہ گاروں کی، واللہ اعلم۔
كَلَّا إِنَّهَا لَظَلَى (۱۵) نَزَاعَةٌ لِلشَّوَّى (۱۶)۔

الف۔ ”إنَّهَا“ = إِنَّ جَهَنَّمَ، وَإِنْ لَمْ يَتَقدِّمْ لَهَا ذَكْرٌ، یفسر ما بعد حرف

”إنَّهَا“۔

وضیح:

دوزخ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إِنَّ الْحِقْيَقَةَ۔

حقیقت یہ ہے کہ لٹھی بھڑکتی ہوئی آگ، کھال اور میردینے والی ہے۔

اے-نوح

قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَرِدْهُ مَالَهُ
وَوَلَدُهُ أَلَا خَسَارًا (۲۱)۔

”إِنَّهُمْ“ = إن منكري رسالتى، إن الكافرين مرجع لفظون میں مذکور نہیں
خوائے کلام سے صاف ظاہر ہے۔

توضیح:

نوح نے کہا: میری رسالت کا انکار کرنے والے میرے کہنے پر نہیں چلے اور ایسے
کی پیروی کی جس کو اس کے مال نے کچھ نفع دیا اور نہ اس کی اولاد نے اس کو کوئی فائدہ پہنچایا
 بلکہ اس کو نقصان پہنچایا اور اس کے گھانے میں اضافہ ہی کرتے رہے۔

۲۔ جن

• قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا سَمِعْنَا
قُرْآنًا عَجِيبًا(۱)۔

”أنه“= أن الشان۔

توضیح:

اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس وہی آتی ہے کہ فی الحقيقة جنوں کے
ایک گروہ نے سات تو کہا تم نے ایک عجیب قرآن سن۔

• يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَنْتَ بِهِ، وَلَنْ تُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا(۲)۔
”بِهِ“= بالقرآن۔

توضیح:

قرآن بھلائی کا رستہ بتاتا ہے سو ہم اس قرآن پر ایمان لے آئے۔

• وَإِنَّهُ تَعَالَى جَذَرَنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا(۳)۔

”أنه“= ان الشان۔

توضیح:

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پروردگار کی عظمت بہت بڑی ہے۔

• وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهِنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطْنَا (۲)۔

”آنہ“= آن الشان۔

توضیح:

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ خدا کے بارے میں ہمارے بے وقوف افتراء پر داڑی کرتے

تھے۔

• وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

فَزَادُوهُمْ رَهْقًا (۶)۔

”آنہ“= آن الشان۔

الف۔ زادوهم = آن الإِنس زاد والجن طغیاناً بهذه التعوذ۔

توضیح:

اور یہ بھی واقعہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ

مانگ کرتے تھے تو اس طرح انسانوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھادیا۔

ب۔ زادوهم = زاد الأجنحة الإِنس خطینة و ائمأ۔

انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعضوں کی پناہ مانگ کرتے تو جنوں نے ان انسانوں کی خطاوں میں اور ان کے گناہوں میں اضافہ کیا۔

• وَأَنَّهُمْ ظَلُوا كَمَا ظَنَّتُمْ أَنْ لَنْ يَعْثَثَ اللَّهُ أَحَدًا (۷)۔

الف۔ ”أنهم“ = آن رجالاً من الإنس۔

توضیح:

بیشک انسانوں نے بھی وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان تھا کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر نہیں سمجھے گا۔

ب۔ ”إِنَّهُمْ“ = إن نفراً مِنَ الْجِنْ -

بیشک جنوں میں سے ایک گروہ نے وہی گمان کیا جیسا تمہارا گمان تھا اخ -

وَأَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ، فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا
يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهْقًا (۱۳) -

الف۔ ”بِهِ“ = بالهدی، الهدی یعنی القرآن -

توضیح:

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو اس ہدایت قرآن پر ایمان لے آئے۔

ب۔ ”بِهِ“ = بالله -

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔

ج۔ ”بِهِ“ = بمحمد ﷺ -

اور جب ہم نے ہدایت سنی تو ہم محمد ﷺ پر ایمان لے آئے۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لَبَدًا (۱۹) -

”عَلَيْهِ“ = علی عبد اللہ -

توضیح:

واقعیہ ہوا کہ جب اللہ کا بندہ اس کو پکارنے کے لئے کھڑا ہو تو بہت سے اس کے گرد ہجوم کر لینے کو تھے۔

”عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظَهِّرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنِ

اَرْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ
رَصَدًا (۲۷)۔

”إِنَّهُ“ = ان الله، يَدَیِ الرَّسُولُ، خَلْفِهِ = خَلْفِ الرَّسُولِ۔

توضیح:

الله غیب کا جانے والا ہے (تم سے جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ سب جانتا ہے) اللہ اپنے
غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، اس غیب سے اس رسول کو مطلع کرتا ہے جسے اس نے غیب کا
کوئی علم دینے کے لئے پسند کر لیا ہو، اللہ اس کے آگے اور اس کے پیچے محافظ مقرر کر دیتا
ہے۔

لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسُلِنَا رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدُيْهِمْ
وَأَخْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۲۸)۔

”لِيَعْلَمَ“ = لیعلم اللہ، ”رَبِّهِمْ“ = ربُّ الرَّسُولِ، ”لَدُيْهِمْ“ = لَدِیِ الرَّسُولِ۔

توضیح:

تاکہ اللہ جان لے کہ رسولوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچادیئے اور یوں تو
رسولوں کے پاس جو کچھ ہے اللہ اس کو ہر طرف سے اپنے قابو میں رکھتا ہے اور اللہ نے ایک
ایک چیز گن رکھی ہے۔

۳۷۔ مِرْأَة

قُمِ الْأَيْلَلِ إِلَّا قَلِيلًا، نُصْفَةَ أَوْ انْقُضُ مِنْهُ قَلِيلًا، أَوْ زِدْ عَلَيْهِ
وَرَتَلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (۲۲ تا).

”نصفة“ = نصف الليل، ”منه“ = من النصف، ”عليه“ = على النصف۔

توضیح:

تم رات کو نماز میں تھوڑا کھڑے رہو، رات کے آدھے حصہ تک یا اس آدھے حصہ سے بھی کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ۔

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِبًّا (۱۷)۔

توضیح:

اگر تم نہ مانو گے تو اس دن سے کیوں کر پھو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

بِالسَّمَاءِ مُنْفَطِرٌ بِهِ، كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا (۱۸)۔

الف۔ ”بِهِ“ = بالیوم، فی الیوم با برائے ظرف زماں۔

توضیح:

اس روز، اس وقت آسمان پھٹا جا رہا ہو گا، اس کا وعدہ پورا ہو گا۔

ب۔ بے بحصول اليوم، مضاف محدوف، با برائے سبب۔

جس دن کی ہولناکی سے آسمان پھٹا جا رہا ہو گا۔

ج۔ ”بِهِ“ = بأمر الله، مضاف محدوف، با برائے الحاق۔

آسمان اللہ کے حکم سے پھٹا جا رہا ہو گا۔

د۔ ”وَعْدَةٌ“ = وعد الله، اسم کی اضافت فاعل کی طرف۔

اور اللہ کا کیا وعدہ پورا ہو کر ہی رہے گا۔

ھ۔ ”وعده“ = وعد ذلك اليوم اسم کی اضافت مفعول کی طرف۔

اللہ کا اس روز کا وعدہ واجب الواقع ہے وہ تو پورا ہو کر ہی رہے گا۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَذْنِي مِنْ ثُلُثَيِ الْيَلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ

وَطَافِقَهُ مِنْ الَّذِينَ مَعَكَ، وَاللَّهُ يُقْدِرُ الْيَلِ وَالنَّهَارَ، عَلِيمٌ،

أَنْ لَنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ

الْقُرْآنِ، عَلِيمٌ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضٍ، وَآخَرُونَ

يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَتَغَوَّلُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ، وَآخَرُونَ

يُقَاتِلُونَ الْخَ (۲۰)۔

نصفہ = نصف الیل، ثلثہ، ثلث الیل، تُحصُوْهُ = تحصوا القيام، قَامَ کا

مصدر، منه = من القرآن یہ فحوانے کلام سے نمایاں ہے۔

توضیح:

اے رسول تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم کبھی دو تھائی رات کے قریب اور کبھی

آدھی رات اور بھی ایک تھائی رات عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔
اور تمہارے ساتھیوں میں سے بھی ایک گروہ ایسا ہی کرتا ہے۔

اللہ ہی رات اور دن کی مدت مقرر کرتا ہے اللہ کو معلوم ہے کہ تم کبھی بھی اپنے
قیام عبادت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں کر سکتے، اسی لئے اس نے تم پر مہربانی کی، لہذا قرآن
جتنا آسانی سے جتنی دیر پڑھ سکتے ہو پڑھا کرو، اسے معلوم ہے کہ تم میں کچھ یہاں ہوں گے
اور کچھ اور لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر پر نکل جاتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں
لڑتے ہیں، لہذا جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو۔

۲۷۔ مدثر

”وَمَا يَعْلَمُ جِنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ، وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٍ
لِلْبَشَرِ“ (۳۱)۔

الف۔ ”هی“ = الجنود، یا اسم ضمیر سے قریب ترین ہے، جنود جمع ہے اس کا واحد
جند باضم تنزیل میں کئی بار آیا ہے۔

توضیح:

تمہارے پروردگار کے لشکروں کو صرف پروردگار ہی جانتا ہے کوئی اور نہیں جانتا اور
ملکوں کے ان دیکھنے لشکرانہان کے لئے نصیحت ہے۔
ب۔ ”هی“ = السقر ای النار، اس سے پہلے کی آیتوں میں ہے: ”سَأُصْلِيهُ
سَقْرًا وَمَا أَدْرَكَ مَا سَقَرَ“۔

”وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٍ لِلْبَشَرِ“ (۳۱)۔

اور اس دوزخ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگوں کو اس سے نصیحت ہو۔

”إِنَّهَا لِإِلْحَدَى الْكُبَرِ“ (۳۵)۔

الف۔ ”إنَّهَا“ = إن السقر۔

توضیح:

اور یہ دوزخ بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔

ب۔ ”إِنَّهَا“ = إن الساعة أى القيمة
اور قیامت بھی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔
كَلَّا إِنَّهُ تَذَكِّرَةٌ (۵۳) فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ (۵۵)۔
”إِنَّهُ“ = إن القرآن، ”ذَكَرَهُ“ = ذکر القرآن۔

توضیح:

یہ قرآن ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

۵۔ قیامہ

بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَانَةً (۵)۔

الف۔ ”امانہ“ = امام الانسان۔

توضیح:

انسان چاہتا ہے کہ آئندہ بھی بداعمالی کرتا رہے۔

مطلوب شاید یہ کہ:

بداعمالی کرنے والاتوبہ کرنے میں کاہلی وستی کرتا ہے۔

ب۔ ”امانہ“ = امام القيامة۔

بداعمال شخص یوم قیامت میں بھی اپنی ضد پر قائم رہے گا اور ڈھنائی کرتے ہوئے جھوٹ بولے گا۔

رج۔ ”امانہ“ = امام اللہ۔

بداعمال شخص اللہ کے سامنے میں بھی جھوٹ بولے گا اور نہیں شرمائے گا۔

یادداشت:

نحو، دروغ کے معنی میں شاذ نہیں ہے، قاموس میں اس کے شواہد نقل ہوئے ہیں۔

لَا تَحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ، إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَةً

وَقُرْآنَهُ، فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبَعْ قُرْآنَهُ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا^{بَيَانَهُ (۱۹۷۱)}

”بِهِ“ = بالوحى، بالقرآن۔

توضیح:

اے رسول اس وحی کو جلد یاد کر لینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو، اس قرآن کو یاد کر دینا اور جمع کر دینا ہمارا کام ہے، لہذا جب ہم اسے پڑھ رہے ہوں، اس وقت تم اس قرآن کی قراءات توجہ سے سنتے رہو، اس قرآن کا واضح مطلب سمجھا دینا بھی ہمارے ہی ذمہ ہے۔

• وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ، إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ، وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

بَاسِرَةٌ تَظُنُّ، أَنْ يُقْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ (۲۵ تا ۲۲)۔

جملہ مؤنث ضمیروں کا مرتع ”وجوه“، اصحاب الوجه، جملہ چار آیتیں۔

توضیح:

روز قیامت کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے، یہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اور کچھ چہرے اداس ہوں گے، یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاو ہوگا۔

• وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقٌ (۲۸)

”انہ“ = ان وقت۔

توضیح:

آثار موت کے احساس پر انسان خیال کرے گا کہ اب جسم سے روح کے رخصت ہونے کا وقت آگیا ہے۔

فَبَجَعَلَ مِنْهُ الرَّوْجَيْنَ الدَّكَرَ وَالْأُنْثَى (۳۹)۔

”منہ“= من المنهی۔

توضیح:

یعنی نطفہ سے جنمے ہوئے خون کی شکل میں آیا، پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنادیا اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفہ بیجان سے انسان عاقل بن گیا، پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد و قسم کے آدمی پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ کیا وہ قادر مطلق جس نے اولاد کو اسی حکمت و قدرت سے بنایا، اس پر قادر نہیں کہ دوبارہ زندہ کر دے؟ ”سبحانک اللہُمَّ فَبِلِي“ پاک ہے تیری ذات اے خدا! کیوں نہیں، تو بیشک قادر ہے۔

۶۔ دھر

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَاسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا (۵)۔

”مِزَاجُهَا“ = مزاج الشراب، مراجع لفظ شراب سے ظاہر ہیں۔
شراب موٹھ سمائی ہے۔

توضیح:

نیک لوگ جنت میں شراب کے ایسے جام پیس گے جن میں عرق کافور کی آمیزش ہو گی اور آگے اسی سورت کی آیت (۷) دیکھئے:

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجَّرُونَهَا تَفْجِيرًا (۶)۔

”بِهَا“ = بالعين، ”يُفَجَّرُونَهَا“ = يفجرون العين، یعنی بمعنی چشمہ موٹھ سمائی، یہ لفظ جن سورتوں میں آیا ہے وہ یہ ہیں:
(کہف / ۸۲۔ طہ / ۳۰۔ قصص / ۱۳۔ مطہرین / ۲۸۔ غاشیہ / ۱۲ + ۵ اور اسی سورت کی آیت (۱۸))۔

توضیح:

یہ ایک بہتا چشمہ ہو گا جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے شراب نوشی کریں گے اور جہاں چاہیں گے اس کی شاخیں نکالیں گے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبْهِ مُسْكِنًا وَيَتِيمًا
وَأَسِيرًا (٨)۔

دیکھئے: بقرہ کی آیت (٧٧) (نقرہ ۳۲)۔

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا، مُتَكَبِّنَ فِيهَا عَلَى
الْأَرَائِكِ، لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا، وَذَانِيَةَ
عَلَيْهِمْ ظَلَلُهَا وَذِلَّتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا (١٣٢)۔

”جزاهم“ = جزاء الأبرار، ”فيها“ = (أول و دوم) في الجنة۔

”ظللها“ = ظلال الجنة، ”قطوفها“ = قطوف الجنة۔

توضیح:

نیک لوگوں کو اللہ ان کے صبر کے بدلہ میں جنت اور ریشمی بیاس عطا کرے گا، جنت میں وہ اونچی مندوں میں تکیر لگائے بیٹھے ہوں گے، جنت میں انہیں دھوپ کی گرمی تکلیف دے گی نہ جاڑے کی تحریر، جنت کی چھاؤں اور ان پر جھکی ہوئی ٹہنیاں سایہ کر رہی ہوگی اور جنت کے پھل ہر وقت ان کے دست رک میں ہوں گے۔

وَلَا تُطِعُ مِنْهُمْ أَثِمًا أُو كَفُورًا (٢٣)۔

”منہم“ = من الناس یعنی میں الأثمين والكافرين۔

آثما اُو کفوار اے ”هم“ کی عمومیت باقی نہیں رہی۔

توضیح:

اور اے رسول! تم لوگوں میں سے کسی بدل یا حق کا انکار کرنے والے کی بات پر توجہ مت کرو۔

۷۔ مرسلات

إِنَّهَا تُرْمِي بِشَرِّ الْقَصْرِ (۳۲)۔

”إِنَّهَا“ = النار، لفظ لہب چنگاری سے ظاہر ہے۔

توضیح:

وہ آگ محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھیکے گی۔

كَانَهُ جِمْلَتْ صُفْرُ (۳۳)۔

”كَانَهُ“ = كَانَ القصر۔

توضیح:

وہ محل گویا زور درنگ کے اوٹ ہیں۔

یعنی ہر چنگاری ایک قصر جیسی بڑی ہو گی اور جب یہ بڑی بڑی چنگاریاں اٹھ کر پھیں گی تو یوں محسوس ہو گا جیسے پیلے پیلے اوٹ اور چھل کو در ہے ہیں (تفہیم القرآن حاشیہ)۔

٨۔۔۔۔۔

إِنَّ لِلْمُتَقِينَ مَفَازًا حَدَائِقَ^(١) وَأَعْنَابًا^(٢)، وَكَوَايْبَ^(٣)
أَتْرَابًا^(٤)، وَكَاسًا دِهَاقًا^(٥)، لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا
كُذْبًا^(٦)۔ (٣٥٣٢)

”فِيهَا“ = فِي الْحَدَائِقِ أَى فِي حَدَائِقِ الْجَنَّةِ مَفَافُ مَحْذُوفٍ۔

توضیح:

بے شبهہ متقيوں کی کامرانی کا ایک مقام ہے، باغ اور انگور اور نو خیز کم سے لڑکیاں اور چھلکتے ہوئے ساغر، وہاں ان باغوں میں وہ کوئی لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔

(۱) حَدَائِقُ: باغات، حدائق کی جمع، جس کے معنی اس باغ کے ہیں، جس کے گرد چار دیواریں ہیں، باغ کا نام حدائق اس مناسبت سے رکھا گیا کہ وہ اپنی دست و شل میں حدائقہ یعنی آنکھ کی پتلی کے مشابہ ہے، جس طرح وہ گھری ہوئی اور باروں ق اور با آب دتاب ہوتی ہے اسی طرح حدائقہ ہوتا ہے، (النات القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷۲)۔

(۲) أَعْنَابًا: واحد عنب، انگور، امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں ”عنب“ انگور کو گی کہتے ہیں، اور اس کے درخت کو بھی۔ علامہ قزوینی نے مصباح میں یہی کلمہ ہے کہ جب تک وہ تازہ رہتا ہے عنب کہلاتا ہے، اور جب خشک ہو جاتا ہے تو ”زیب“ یو لئے ہیں، (النات القرآن جلد چارم صفحہ ۳۶۱)۔

(۳) كَوَايْبَ: جمع، کاعیب واحد، نو خیز شباب لڑکیاں جن کے پستان خوب امگر آئے ہوں (راغب)، كَعَبَتِ الْعَجَارِيَةُ كَعُونَبَا وَ كَعُونَبَةُ وَ كَعَانَبَةُ (لازم ضرب، ضرب) لڑکی کے پستان امگر آئے۔

(۴) أَتْرَابًا: ہم سن ہور تین بیڑت کی جمع۔

(۵) دِهَاقًا: بھرا ہوا، چھلکتا ہوا، ذہق سے جس کے معنی الباب، پر ہونے اور چھلکنے کے ہیں، ذہق الگاس ذہقا و دِهَاقًا پیالہ یا گلاس بھرا ہوا، جام کو چھلکانا، (القاموس الوجید صفحہ ۵۲۸ جلد اول)۔

۹۔ نازعات

فَارَةُ الْأَيَّةِ الْكُبُرَىٰ (۲۰)۔

”أَرَاهُ“ = أرى فرعون۔

توضیح:

موئی نے فرعون کو بہت بڑی نشانی دکھائی۔

● ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ، بَنَهَا، رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّهَا،

وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَّهَا (۲۹:۲۷)۔

”بَنَهَا“ = بنی السماء اسی طرح اس آیت کے بعد کی دونوں آیتوں کی جملہ ضمیر واحد موتث غائب کا مرچع ”سماء“ ہے۔

کیا تم لوگوں کو پیدا کرنا زیادہ سخت کام ہے یا آسمان پیدا کرنا؟ اللہ ہی نے آسمان بنایا پھر اس کی چھت خوب اونچی کی پھر اس کا توازن قائم کیا، اس کی رات ڈھانگی اور اس کا دن نکالا (تفہیم)۔

● كَانُوكُمْ يَوْمَ يَرَوُنَهَا لَمْ يَلْبُسُوْا إِلَّا عَيْشَيَّةً أَوْ ضُحَّهَا (۳۶)۔

”انہم“ = انَّ النَّاسَ، يَرَوُنَهَا = يرون الساعة ”ضُحَّهَا“ = ضُحَّى العَيْشَيَّةَ۔

توضیح:

جب لوگ وہ بڑا ہنگامہ دیکھیں گے تو ایسا خیال کریں گے کہ گویا دنیا میں صرف
ایک شام یا شام کی صبح تک ہی رہے۔

تشریح:

صرف ایک رات یا ایک دن۔

عَبِيسٌ - ۸۰

عَبِيسٌ وَتَوْلَىٰ (۱) أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ (۲) وَمَا يُدْرِيكَ لَعْلَةً
يَزَّخِي (۳) أَوْ يَدْعُكُ فَتَنَفَّعَهُ الذِّكْرُ (۴).
”جَاءَهُ“ = جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ”اللَّعْلَةُ“ = لَعْلَ الْأَعْمَى تَنَفَّعَهُ = تَنَفَّعُ الْأَعْمَى.

توضیح:

ترش رو ہوئے اور بے رخی بر تی کے وہ اندھا اس کے پاس آگیا، تمہیں کیا خبر کہ وہ
اندھا شاید سدھر جائے یا نصیحت پر توجہ کرے اور نصیحت اس اندھے کو نفع دے۔
كَلَّا إِنَّهَا تَذَكِّرَةٌ (۱۱) فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ (۱۲).
الف۔ ”إِنَّهَا“ = إن الدعوة، ذَكَرَهُ = ذکر الدعاء۔

توضیح:

یہ دعوت، (بلا او) ایک نصیحت ہے، جو چاہے یہ دعاء (پکار) یاد رکھے۔
ب۔ ”إِنَّهَا“ = المعاشرة، ”ذَكَرَهُ“ = ذکر العتاب۔
یہ خنکی ایک نصیحت ہے جو چاہے یہ توجہ دہائی یاد رکھے (اور آئندہ احتیاط بر تے)۔
ج۔ ”إِنَّهَا“ = إن الموعظة، ”ذَكَرَهُ“ = ذکر القرآن۔
یہ موعظت ایک نصیحت ہے جو چاہے قرآن یاد رکھے۔

۸۱۔ مکوہی

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (۱۹)۔

”إِنَّهُ“ = إن القرآن۔

توضیح:

بے شک قرآن رسول کریم کا قول ہے۔

وَكَيْفَيْهِ حَاقَهُ كَيْ آئِتٍ (۲۰) فَقَرَهُ (۷)۔

یہاں رسول کریم سے جبریلؑ مراد ہیں جیسا کہ آگے مذکور ہے ”وَلَقَدْ رَأَهُ
بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ“ (۲۳)، یعنی محمد ﷺ نے پیغمبر کو دشمن افق پر دیکھا۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَيْنِ (۲۴)۔

”هُوَ“ = محمد ﷺ۔

اور محمدؐ غیب کے اس علم کو اپنے ہی تک یا اپنے ہی پاس رکھنے والے نہیں ہیں،
دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلٍ شَيْطَنٍ رَّجِيمٍ (۲۵)۔

”هُوَ“ = قرآن۔

توضیح:

اور یہ قرآن پھٹکارے ہوئے شیطان کا کلام نہیں ہے۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالِمِينَ (۲۷)۔

توضیح:

قرآن کی نسبت جو احوالات تم پیدا کرتے ہو، سب غلط ہیں، اگر اس کے مضمایں وہدیات میں غور کرو تو اس کے سوا کچھ نہ لکھنے گا کہ یہ سارے جہان کے لئے ایک چانصیحت نامہ اور مکمل دستورِ اعمل ہے جس سے ان کی دارین کی فلاج وابستہ ہے۔

۸۲-الفطر

وَإِنَّ الْفُجَارَ لِفِي جَحِيمٍ، يَصْلُونَهَا يَوْمَ الدِّينِ، وَمَا هُمْ
عِنْهَا بِغَائِبٍ (۱۶۷:۱۳)۔

”يَصْلُونَهَا“ = يصلون جحيم، جحيم = دوزخ کا ایک نام، موئث سمائی ہے۔
”هُمْ فَجَارٌ“ = ”عنہا“ = عن جحيم۔

توضیح:

بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے، جزا کے دن یہ بدکار لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے
اور یہ وہاں سے ہرگز عائب نہ ہو سکیں گے۔

وَمَا أَدْرَكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ، ثُمَّ مَا أَدْرَكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ، يَوْمَ
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لَنَفْسٍ شَيْئًا، وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (۱۷:۱۹)۔
”يَوْمُ الدِّينِ“ = يوم الحساب، يوم القيمة۔

توضیح:

یعنی کتنا ہی سوچو اور غور کرو، پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں
ہسکتی، بس منظر آتا سمجھ لو کہ اس دن جتنے رختے ناطے خوشی اور آشنائی کے ہیں سب نیست
ونا بود ہو جائیں گے، سب نفسی نفسی پکارتے ہوں گے، کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی
سفارش نہ کر سکے گا، عاجزی، چاپلوسی اور صبر واستقلال کچھ کام نہ دے گا ”إِلَّا مَنْ دَحْمَ اللَّهُ“۔

ہطفقین - ۸۳

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَّخْتُومٍ، خِتَمَهُ مِسْكٌ، وَفِي ذَلِكَ
فَلِيَتَافِسِ الْمُتَنَافِسُونَ، وَمَزَاجَهُ مِنْ تَسْنِيمٍ (۲۷۳۴۵)۔
”ختمه“= ختام الرحيق، ”مزاجه“= مزاج الروحانيق۔

توضیح:

نیک لوگوں کو سر بند خالص شراب پلائی جائے گی، اس شراب پر مٹک کی مہر ہو گی تو
نمتوں میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کا شوق رکھنے والوں کو چاہئے کروہ ان کو حاصل کرنے
کی کوشش کریں اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہو گی۔
عَيْنَا يَشْرُبُ بِهَا الْمُقْرَبُونَ (۲۸)۔
ویکھئے: دَهْرٌ کی آیت (۶)، نقرہ (۲)۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ أَنْتُوا يَضْحَكُونَ،
وَإِذَا مَرُوا بِهِمْ يَتَغَامِزُونَ، وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ
انْقَلَبُوا فَكِهِيْنَ، وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هُولَاءِ لَضَالُّونَ،
وَمَا أُرْسَلُوا عَلَيْهِمْ حِفْظِيْنَ (۳۳۴۲۹)۔

”بِهِمْ“= بالمؤمنین، ”عَلَيْهِمْ“= على المؤمنین۔

توضیح:

جن لوگوں نے کفر کا رہنمای کیا وہ ان لوگوں پر جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ان کے ایمان دار ہونے پر ہنسا کرتے تھے اور جب اہل ایمان پر ان کا فروں کا گزر ہوتا تو وہ مومنوں پر حقارت سے چشم زنی کرتے گزرتے اور جب اپنے گھر لوئتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے اور جب کبھی مومنوں کو دیکھتے تو کہتے یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں حالانکہ یہ کافر مومنوں پر نگرانی کرنے نہیں بھیجے گئے تھے۔

۸۲۔ الشقاقي

يَا إِنَّهَا إِلَّا إِنْسَانٌ إِنْكَ كَادِخٌ^(۱) إِلَى رَبِّكَ كُذَّحًا فَمُلْقِيْهُ^(۲)۔

الف۔ ”ملقیہ“ = ملاقي الکدح مضاف مذوف جزاء الکدح۔

توضیح:

اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے میں خوب کوشش کرتا ہے، سوتاں کوشش کی جزا سے جائے گا۔

مطلوب یہ کہ جیسا عمل کر رہا ہے ویسا بدلہ دیا جائے گا۔

ب۔ ”ملقیہ“ = ملاقي ربک۔

اے انسان..... سوتاں پروردگار سے ملنے والا ہے۔

تشریح:

رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہے کوئی اس کی طاعت میں محنت و مشقت اٹھاتا ہے، کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے، پھر خر کی چاہب میں ہو یا شرکی، طرح طرح کی تکلیفیں سہ سہ کر آخر پروردگار سے ملتا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دور چارہ ہوتا ہے۔

(۱) کذاخ: اس قابل واحدہ کر، کذخ مصدر و اسم مصدر (باب ثقہ لفظ کذاخ لازم بھی ہے، اور متعدد بھی)، اول صورت میں کوشش کرنے اور مشقت اٹھانے کے معنی ہوں گے کذخ فی الفعل اس نے کام کرنے میں کوشش کی، مشقت اٹھانی، کذخ لِعَابِہ اہل دعیال کے لئے کوشش کی، اگر متعدد ہو تو چیزیں اور خراش پیدا کرنے کے معنی ہوں گے، کذخ وَجْهَة اس کے چہرے کو چھیل دیا، آئت میں اول معنی سرا وہ دوزنے والا، کوشش کرنے والا۔

۸۵-برونج

وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُّحِيطٌ (۲۰)۔

الف۔ ”وَرَائِهِمْ“ = وراء الكافرين۔

توضیح:

اور اللہ کا فروں کو گھیرے ہوئے رکھا ہے۔

ب۔ ”وَرَائِهِمْ“ = وراء الناس۔

اللہ انسانوں کو گھیرے ہوئے رکھا ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ، فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ (۲۱، ۲۲)۔

”ہو“ = قرآن عظیم۔

”فِي لَوْحٍ“ = ہو فی الہواء فوق السماء السابعة۔

توضیح:

اس بَلْ سے پہلے بھی بربنائے وضاحت قرینہ کچھ مذوف ہے، اس کو کھول دیجئے تو پوری بات یوں ہو گی کہ یہ قرآن جس انعام سے تمہیں ڈرارہا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے، یہ ایک بزرگ و مرتب کلام ہے، یہ شاعروں اور کائنوں کے کلام کی طرح کوئی ہوائی چیز نہیں ہے بلکہ یہ خدا کی نازل کردہ وحی ہے، اور اس کا منع لوح محفوظ ہے جس تک کسی جن و انس کی رسائی نہیں ہے۔ (تدبر القرآن جلد ششم صفحہ ۲۹۳)

٨٢- طارق

إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ (٨)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ اللَّهَ، ”رَجْعِهِ“ = رجع الإنسان يعني اللَّهُ قادرٌ على بعث الإنسان بعْدَ موته.

توضیح:

الف۔ پیش خدا انسان کے اعادے، (دوبارہ پیدا کرنے) پر قادر ہے۔

ب۔ ”رَجْعِهِ“ = رجع الماء الدافق، رد الماء في الإحليل۔

خوب یاد رکھو! اللَّهُ أَچْلَتَهُ پانی (منی) کے اعادے یعنی اس کے روکنے پر قادر ہے۔
فَمَالَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ (١٠)۔

”فَمَالَهُ“ = فَمَا لِلْإِنْسَانِ، ماله = مال انسان۔

روز قیامت انسان کی کچھ پیش نہ چل سکے گی، اور نہ کوئی اس کا دوگار ہو گا۔

إِنَّهُ لِقَوْلٍ فَصْلٍ (١٣) وَمَا هُوَ بِالْهَزْلٍ (١٣)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْقُرْآنَ، هُوَ = قول الفصل۔

توضیح:

یہ قرآن کو باطل سے جدا کرنے والا ہے اور یہ قول بے تکمیل لوٹ پڑنگ بات نہیں ہے۔

۸-۱ اعلیٰ

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْغُى (۳) فَجَعَلَهُ عَنَاءً أَحْوَى (۵)-
”جَعَلَهُ“ = جَعَلَ الْمَرْغُى۔

توضیح:

الله ہی ہے جس نے چارہ اگایا پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا..... جس نے نباتات
کو بزر رنگ میں اگایا پھر اس کو سیاہ کوڑا بنا دیا۔
فَذَكْرٌ إِنْ نَفَعَتِ الدَّكْرُى (۶) وَتَجَنَّبٌهَا إِلَّا شَقَى (۱۱)-
”یَتَجَنَّبُهَا“ = یتتجنب الذکری۔

توضیح:

جب تک نصیحت کے سود مند ہونے کی توقع ہو نصیحت کئے جا۔
جو خوف رکھتا ہے (اور مال اندیش ہے) یہ نصیحت قبول کرے گا اور بے و توف
بدبخت نصیحت قبول کرنے سے گریز کرے گا۔

۸۸-عَاشِيَة

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ (۲)۔

”لَهُمْ“ = لأصحاب النار دوسری آیت ”وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ“ سے ظاہر ہے، ”وجوه“ جمع ہے اس کا واحد وجہ ہے، مراد شخص۔

توضیح:

دوخیوں کو کوئی غذائیں ملے گی اگر کوئی ملی بھی تو مر جھائی ہوئی گھاس پات ہو گی۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُضِيِّطٍ (۲۲)۔

”علیہم“ = علی الناس۔

توضیح:

اے رسول تم نصیحت کئے جاؤ، تم لوگوں کو زبردستی ایمان لانے پر مجبور کرنے والے نہیں

ہو۔

إِنَّ إِلَيْنَا أَيَابَهُمْ، ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (۲۴، ۲۵)۔

توضیح:

بے شک لوگوں کو ہمارے پاس لوٹ کر آتا ہے، پھر ہم ان سے باز پرس کرنے (حساب لینے) کے ذمہ دار ہیں۔

٨٩- فجر

الْمُتَرَكِيفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادِ، إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِي لَمْ
يُخْلِقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ، وَثَمُودَ الَّذِينَ جَاءُوا الصَّخْرَ
بِالْوَادِ، وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ، الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ،
فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ، فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
عَذَابٍ (١٣٢)۔

الف۔ ”مِثْلَهَا“ = قبیلہ، ”قَوْم“ = قوم عاد، ”فِيهَا“ = فی البلاد،
”عَلَيْهِمْ“ = علی قوم عاد و ثمود و فرعون۔

توضیح:

اے محمد آپ نے نہیں دیکھا کہ قوم عاد کے ساتھ کیا گیا، ان کی نافرمانی پر انہیں کسی سخت سزادی اور ان جیسا کوئی قبیلہ (کوئی قوم) کسی اور ملک میں پیدا نہیں کیا گیا تھا، اور شود کے ساتھ کیا کیا، انہوں نے وادی میں چنانیں تراشی تھیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا کیا، یہ دہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے اپنے ملکوں میں سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فرد برپا کیا تھا، آخر کار تمہارے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا بر سادیا۔

ب۔ ”مِثْلَهَا“ = مثل مدینۃ عاد ارم یا مثل عاد صاحبة ارم مضاف محدود

”ارم“ اسم مؤوث معرفہ

توضیح:

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے عادارم کے باشندوں سے کیا کیا،
ان کے لئے۔

● فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (۲۵)۔

الف۔ "عَذَابَهُ" = عذاب اللہ۔

تقدیر: لَا يُعَذَّبُ كَعَذَابِ اللَّهِ أَحَدٌ۔

توضیح:

پھر یوم قیامت کوئی کسی کو ایسا عذاب دینے والا نہیں ہو گا جیسا کہ خدا رہے گا۔
ب۔ "عَذَابَهُ" = عذاب الكافر۔

تقدیر: لَا يُعَذَّبُ أَحَدٌ أَحَدًا مثلاً تعذیب هذا الكافر۔

روز قیامت کوئی کسی کو ایسا عذاب دینے والا نہیں ہو گا جیسا کہ کافر کو دیا جائے گا۔
وَلَا يُؤْثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (۲۶)۔

حسب سابق یعنی۔

الف۔ لا يُؤْثِقُ كَوْثَاقَ اللَّهِ أَحَدٌ۔

توضیح:

اور اس دن اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی اور نہیں۔

ب۔ لَا يُؤْثِقُ أَحَدٌ أَحَدًا مثلاً وثاق هذا الكافر۔

اور اس دن کوئی کسی کو ایسا باندھنے والا نہیں ہو گا جیسا کہ کافر کو باندھا جائے گا۔

سُمْسَ - ۹۱

فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنِبِهِمْ فَسَوْهَا (۱۲)۔

الف۔ "سَوْهَا" = سوی الامة۔

سوی الامة فی إنزال العذاب بهم۔

قوم شمود پر عذاب نازل کرنے میں سب کو برابر کر دیا۔

مطلوب شاید یہ کہ:

عذاب عام تھا، بچ، بوڑھے زن و مردمال دار اور بے مایہ حتیٰ کہ نیک و بد سب زمین کے برابر ہو گئے۔

ب۔ "سَوْهَا" = سوی الدمدمة، دمدمة، عقوبة۔

شمود کے پروردگار نے ان کے (شمود کے) گناہوں کی وجہ سے ان پر عقوبت نازل کی اور اس عقوبت کو شمود پر برابر کر دیا۔

مطلوب یہ کہ:

اس عذاب سے قوم شمود کا کوئی شخص نہیں بچا۔

ملحوظہ:

نتیجہ کے لحاظ سے پہلی اور دوسری تخریج میں کوئی اہم فرق نہیں معلوم ہوتا۔

"وَلَا يَنْعَافُ عُقْبَاهَا" (۲۵)۔

الف۔ ”عقباها“ = عقبی الدمدمة۔

سوی الدمدمة غیر خالف عاقبتها۔

اللہ نے شمود کو الٹ مار کر پیوند خاک کر دیا اور اللہ کو اپنے نازل کئے ہوئے اس
دمدمه پر کسی نہ مے نتیجہ کا اندیشہ نہیں ہے۔

ب۔ ”عقبیها“ = عقبی الفعلة۔

لَا يخافَ اللَّهُ عَقْبَيْهِ فَعْلَتَهُ مَضَافٌ مَحْذُوفٌ۔

اللہ نے شمود کے لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے الٹ مارا اور اس کو اپنے اس
 فعل کے کسی نہ مے نتیجہ کا خوف نہیں تھا۔

ج۔ ”عقباها“ = عقبی إهلاك الأمة۔

لَا يخافَ اللَّهُ عَاقِبَةً إهلاكَهُمْ۔

اللہ کو شمود کے ہلاک ہو جانے کے نتیجہ کا کوئی خوف نہیں تھا۔

مطلوب یہ کہ:

لَا يسْأَلُ مَا يَفْعُلُ: اللہ سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں اس پر کوئی حاکم نہیں۔

۹۔ قدر

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقُدْرِ (۱)۔

الف۔ "أَنْزَلْنَاهُ" = أَنْزَلَنَا الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةِ الْقُدْرِ کام سے اسم نمایاں ہے۔

توضیح:

ہم نے قرآن قدر کی رات نازل کیا۔

ب۔ "أَنْزَلْنَاهُ" = أَنْزَلَنَا جَبْرِيلَ۔

ہم نے جَبْرِيلَ کو قدر کی رات اتارا۔

انتباہ:

دوسری توجیہ کی بنیاد غالباً تفسیری اقوال ہیں۔

۱۰۰-عادیات

• ٤٠ فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا، فَاثْرَنَ بِهِ نَقْعًا، فَوَسْطَنَ بِهِ جَدْعًا (٣٥-٣٦) -

”بِهِ نَقْعًا وَبِهِ جَمْعًا“ = وبه بالصبح بابرائے ظرفیت مرجح لفظ ”صباً“ سے ظاہر ہے۔

توضیح:

گھوڑے صحیح سوریے چھاپا مارتے ہیں، پھر اس وقت گردانہ اڑاتے ہیں، پھر اس وقت کسی مجمع میں جا گھستے ہیں۔

وَإِنَّهُ لِحُبُّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (٨)۔

”إِنَّهُ“ = إِنَّ الْأَنْسَانَ -

”لِحَبْ“=الحب له في خلا به.

توضیح:

یعنی حرص و طمع اور بغل و امساک نے اس کو اندر ھا بنایا رکھا ہے، دنیا کے زر و مال کی محبت میں اس قدر غرق ہے کہ منعم حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا، نہیں سمجھتا کہ آگے چل کر اس کا کیا انجام ہونے والا ہے۔